بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدائے مُرشد

ارشادات

شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، عاشقِ رسول، قطب العالم

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثل، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ نور اللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی)، قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:

حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ

ملنے کا پتہ: ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸ - کراچی

Marfat.com

ذخیرہ

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

10
5728
ذخیرہ

صدائے مُرشد

ارشادات

شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، عاشقِ رسول، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثل، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ نور اللہ

حضرت خواجہ شاہ مُحمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری
المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ: ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸، کراچی

Marfat.com

80988

نام کتاب ____ صدائے مُرشد

ترتیب و پیشکش ____ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ____ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
شوال المکرم ۱۴۲۴ھ دسمبر ۲۰۰۳ء	۱۰۰۰

e.mail:arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

ذخیرہ

فہرست

1 - مناجات ____ 4

2 - اظہارِ تشکّر ____ 6

3 - گزارش ____ 7

4 - تصوّف کی باتیں ____ 8

5 - مراقبہ ____ 32

6 - صحیح عقیدہ ____ 50

7 - درس ____ 56

8 - ذکر۔ اسراف وغیرہ ____ 75

9 - مُسلمان حکمران اور اسلام ____ 119

10 - بسم اللہ کی فضیلت اور رُوح
شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی رُباعی اور امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کی غزل ____ 131

11 - غیر مُقلّد ____ 155

12 - حج اور حاجی ____ 165

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صلیَ اللہ علیہٖ و آلہٖ وسلم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "صدائے مُرشد" کے عنوان سے مختلف موضوعات پر اپنے مُرشد شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدّی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ، حضرت خواجہ شاہ مُحمّد افضل قادری، چشتی (صابری، نظامی)، قلندری المعروف "افضل سرکار" رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرکے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اُس سے راضی ہوجائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلاتے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی

Marfat.com

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجیے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

تصحیح

	صفحہ نمبر
"اِنَّ الْمُشْتَاقَ لِقَاءَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"	33
"اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ"	77
"اللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ"	160

Marfat.com

تصوّف کی باتیں

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ"

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْد :

عزیزانِ من !

ایک دن حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ایک نوجوان پر پڑی۔ وہ جوانی میں مدہوش تھا۔ ابھی کاکل بھی نہیں نکلی تھیں، داڑھی تو کجا۔ بس تیر لگا، شکار ہو کے ڈھیر ہوگیا۔ آپ کی صُحبت میں آنے لگا۔ قضاعنداللہ اُس کے والد، جو بڑے رئیس تھے، ان کا انتقال ہوگیا۔ اَسّی ہزار درہم اُس لڑکے کو ترکے میں ملے۔ اِس کے بعد وہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مُریدی کے لئے درخواست

Marfat.com

کی۔ آپ نے نگاہ کی، باطن کو دیکھا کہ غیر اللہ کے سوا کوئی اور چیز تو نہیں ہے۔

دیکھنا یہ تھا کہ شبلی کی محبت ہے یا غیر اللہ کی۔ کیا سب چیزوں سے فارغ ہوا ہے کہ نہیں۔ دیکھا نہ من ہے، نہ تو ہے، نہ قصہ ہے نہ گفتگو ہے، نہ جستجو ہے، نہ طلب ہے، نہ طالب ہے، نہ مطلوب ہے، نہ ذکر ہے نہ ذاکر ہے، نہ مذکور ہے، نہ شکر ہے، نہ شاکر ہے، نہ مشکور ہے۔ اندر لق و دق بیابان ہے۔ گرم ہوائیں چل رہی ہیں تپش کی، جو حضرت شبلیؒ کے عشق میں تڑپا رہی ہیں۔ دراصل وہ عشق محمدیؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا۔ وہ عشق الٰہی تھا، چونکہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فنا فی اللہ، بقا باللہ تھے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد آپ نے اُسے مُرید کیا۔ دوسرے لوگ وقتاً فوقتاً مریدی کے لئے سوال کرتے، کاغذات پیش کرتے، تو آپ دُعا فرما دیتے یا وعدہ فرماتے۔

اُنہی دنوں ایک بہت بڑے بزرگ نے آپ کو لکھا کہ میں آپ کے پاس ملنے کے لئے آرہا ہوں۔ وہ آپ کے دوستوں میں سے تھے۔ جب وہ آئے، تو آپ بڑے تپاک سے ملے اور پاس بٹھا لیا۔ اور مُریدین بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑے غور سے اُس لڑکے کی طرف دیکھا۔ بس دیکھنا کیا تھا، آنکھ جُڑ گئی اور ساکت ہو گئے اس لڑکے کے دل میں خیال آیا کہ شاید کوئی خطا ہو گئی یا کوئی ایسی ویسی بات ہو گئی ہے۔ آپ کے دوست نے آخر آپ سے کہا کہ اگر صدق ہو،

Marfat.com

اخلاص ہو، اور مُریدی کی شان دیکھنی ہو، تو کوئی آپ کے اُس مُرید کو دیکھے۔ کیا آپ مجھے یہ تحفے میں دے سکتے ہیں۔ آپ نے کہا، یہ مشکل ہے۔ یہ لڑکا برسوں سے میری خدمت میں ہے۔ آج تک اس نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا۔ اس کے پاس اَسّی ہزار درہم تھے وہ اس نے مجھ پہ نچھاور کر دیئے۔“

ایک دن ایسا ہوا کہ تین دن سے فاقہ تھا اُس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگ گئے۔ آپ نے پوچھا کہ بیٹا کیا بات ہے۔ تو کہنے لگا، کاش آج میں امیر ہوتا۔ میرے پاس کچھ پیسے ہوتے، میں بازار سے جاکر کچھ رسد لاتا اور آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک کہتے ہو۔ پھر آپ نے کاغذ پہ کچھ لکھا اور کہا یہ دو تین چیزیں اُدھار لے آؤ بازار سے۔ وہ لے آیا۔ پھر آپ نے کہا ان کو پیسو۔ جب پیس چکا تو پھر آپ نے تھوڑا سا تیل منگوایا۔ اس میں وہ پاؤڈر ڈال دیا۔ حل کرنے کے بعد آپ نے اس کے گول گول دانے بنوائے۔ پھر سوئی سے ان میں سوراخ کیے اور کہا دھوپ میں رکھ دو۔ جب دھوپ میں رکھ دیئے اور وہ سوکھ گئے، تو آپ نے کہا کہ میرے پاس لے آؤ۔ جب لائے تو آپ نے ایک لے کر اُس کو دیا اور کہا بازار میں اس کی قیمت پوچھ آنا، لیکن بیچنا نہیں۔

وہ بازار گیا اور جوہری سے کہا کہ یہ موتی بیچنا ہے۔ جب جوہری نے دیکھا، تو کہا دس ہزار درہم ابھی دیتا ہوں، یہ لو پیسے۔ اس نے کہا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مجھے دکھانے اور قیمت پوچھنے کے لئے بھیجا گیا

Marfat.com

ہے۔ جوہری نے کہا میں اور بھی زیادہ دے سکتا ہوں، پوچھ آنا۔ جب واپس آیا تو بہت خوش تھا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے۔ کہا، حضور، اس کے دس ہزار درہم وہ دے رہا تھا، لیکن مزید تقاضہ کیا جائے تو وہ دینے کے لئے تیار ہے۔ آپ نے کہا، ٹھیک ہے، بیٹھ جاؤ۔ پھر کہا لے آؤ جتنے موتی ہیں ۔ وہ لے آیا۔ کہنے لگے ایک پتھر لے آؤ۔ وہ ایک پتھر لایا۔ آپ نے سب کو کوٹ کر چورا کر دیا اور فرمایا: بیٹے، فقیر کے پاس یہ قدرت ہوتے ہوئے بھی اسے استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ فاقہ اور بھوک بہتر ہے اگر چاہتے ہو کہ وصلِ الٰہی ہو۔ اگر درجے چاہتے ہو۔ پیری مریدی، سجادہ نشینی، یہ وہ، اس کے لئے ٹھیک ہے یہ۔

حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے موم اور سوئی اپنے پیر و مرشد یعنی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجے۔ اور کہا کہ اس موم کی طرح پگلیں اور دنیا کو روشنی پہنچائیں، اور اس سوئی کی طرح خود ننگے رہیں اور دنیا کی خدمت کریں، تو تب آپ قربِ الٰہی پا سکتے ہیں۔

عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور بیٹھ گیا۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ بیان جو تھا، وہ درحقیقت خدا بولتا تھا۔ مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تھا، الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے ایک حکایت بیان کی۔ فرمایا ایک شخص کے تین دوست تھے۔ جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنے پہلے دوست کو کہا اے

Marfat.com

دوست، یہ میرا آخری وقت ہے، تم میری کیا خدمت کر سکتے ہو؟ وہ کہنے لگا، اے دوست، تم جانتے ہی ہو کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا، ہر چیز تم پر نچھاور کی۔ مگر صد افسوس، اب میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا، کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ اُس نے اپنے دوسرے دوست سے کہا اے دوست، میرا وقتِ آخر ہے۔ تم میری کیا خدمت کر سکتے ہو؟ اُس نے کہا کہ تمہیں اچھی طرح غسل دیں گے، نہلائیں گے، کفن دفن اچھی طرح کریں گے۔ اوپر مزار بنا کر پھولوں کی چادر وغیرہ سب چڑھائیں گے۔ اس سے آگے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر اُس نے تیسرے دوست سے کہا کہ تم میری کیا خدمت کر سکتے ہو؟ وہ کہنے لگا، اے دوست میں تمہارے ساتھ ساتھ ہی رہوں گا۔ تم قبر میں اُترو گے، میں ساتھ ہی اُتروں گا۔ حشر کے دن جب تو اُٹھے گا، میں تیرے ساتھ قبر سے اٹھوں گا۔ پھر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے سوال کیا، کیا تم بتا سکتے ہو وہ دوست کون تھے۔ اس نے کہا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ پہلا جو دوست تھا، وہ اس کے مال، دولت، زر، کوٹھی وغیرہ تھے (جب تک زندہ تھا، اُس کے کام آتے رہے) دوسرا دوست اس کے اہل وعیال (بیوی بچّے وغیرہ) تھے۔ وہ اس کو ٹھیک طرح سے دفنا دیں گے۔ تیسرا دوست جو تھا، وہ اس کے اعمال تھے (جنہوں نے کہا ہم تیرے ساتھ رہیں گے۔)

تو عزیزانِ من! انسان کو اپنی ترجیحات درست کر لینی چاہییں۔ یعنی ایک شخص ہے۔ وہ طریقت میں قدم رکھتا ہے، تو اس کو جان جانا

Marfat.com

چاہیے کہ وہ طریقت میں کون سا مقام چاہتا ہے۔ کیا وہ اس لئے آیا ہے کہ راہِ سلوک طے کرے، فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہو جائے۔ اگر وہ اس کے لئے آیا ہے، تو اس کے لئے یہ بڑا ضروری ہے کہ جب وہ اپنے لئے شیخ ڈھونڈے تو وہ مردِ کامل ہو۔ جس میں اتنی قوت ہونی چاہیے کہ وہ آن واحد میں اُسے بغل میں لے کے عرش کی سیر کرا دے، پرواز کر کے۔ وہ پھر اُسے فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر پہنچا دے گا۔ مگر جو خود آرام سے سوتا ہے، مرغن کھانے کھاتا ہے، موٹروں میں گھومتا ہے، وہ کہاں لے جا سکتا ہے۔

دوسری ترجیح یہ ہے کہ آپ کہیں کہ جی میں خدا کا اور مذہب کا مفاد پرستانہ استعمال چاہتا ہوں۔ مادی اور دینی۔ یعنی نماز بھی پڑھتا رہوں، بچے بھی بڑے عہدوں پر لگ جائیں، مال و دولت بھی خوب آئے۔ تو اس کے لئے بھی ہے گنجائش۔ وہ سبق دیئے جاتے ہیں۔ چوبیس گھنٹے میں آدھ گھنٹہ نکال کے وہ پڑھتا ہے۔ اللہ برکتیں دیتا ہے۔ کبھی نور کی پھوّار آ گئی، کبھی کوئی اچھے خواب آ گئے۔

تیسرا جو ہے، وہ کھورا بلیک میلر ہے، دنیا دار۔ وہ آتے ہی بڑی لمبی لمبی باتیں کرے گا۔ لیکن دل میں یہی کہے گا کہ یہ شیر مجھے مل گیا۔ اس سے میں جنگل کے سارے گیدڑوں کو مروا دوں گا۔ یعنی وہ ان چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے اپنے پیر کو استعمال کرے گا۔ اُمید ہے آپ میری بات سمجھ گئے ہیں۔

تو پیر کو چاہیئے کہ وہ اس سے شاپنگ لسٹ لے۔ کیوں کہ وہ

Marfat.com

یہ بھی دیکھے کہ وہ اتنے کام کر بھی سکے گا یا نہیں۔ اور پھر دنیادار کے ۹۹ کام بنایئے اور ایک کام اگر اس کا بگڑ جائے، تو وہ آپ کے سب کیئے دھرے پر لکیر کھینچ دے گا۔ اور پھر وہ دوسرے پیر کی تلاش کرتا ہے۔ تو جس پیر کی اسے تلاش ہے، کیا اس کی کمی ہے؟ ایسے پیر محلے محلے بیٹھے ہوئے ہیں بورڈ لگائے ہوئے۔ اب تو اخباروں میں اشتہار آنے لگے ہیں کہ میرا عمل کیا ہوا اگر کوئی اس کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپے دوں گا۔ اب یہ شرط اگر کوئی اخبار میں پڑھ لے، وہ اگر مصیبت کا مارا ہوا ہوگا، تو قرض لے کے اس کے پاس جائے گا۔ وہ کہے گا کہ میں تو دشمن کو قتل کرنا چاہتا ہوں، چونکہ دین کا علم تو ہے نہیں۔

عزیزانِ من! حضرت ابو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب کھانا کھا رہے تھے، تو ایک کتا بھی آپ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ وہاں ایک درویش بھی موجود تھے۔ اس درویش نے کہا کہ آپ کی اتنی قدر و قیمت ہے اور طریقت میں یہ مقام ہے۔ آپ کو اپنے بچوں کے ساتھ کھانا کھانا چاہیئے، لیکن آپ کتے کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ آپ نے کہا یہ کتا اچھا ہے۔ بچے اور بیوی میری عبادت میں مزاحم ہوتے ہیں۔ اور یہ جب میں عبادت کرتا ہوں تو میری حفاظت کرتا ہے، میں آرام سے عبادت کرتا ہوں۔ لہٰذا اس کی صحبت مجھے راس آئی ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، تو آپ پر بڑے وجد کی کیفیت طاری تھی۔ تجلیات اتنی

Marfat.com

تھیں کہ ایک کتّے نے دیکھا تو وہ مست ہوگیا اور آپ کے قدموں میں لوٹنے لگا۔ آپ نے اپنے پاجامے کے پائنچے اوپر سرکا دیئے۔ تو اس کتّے نے کہا: اے بایزید، وہ نور جو تجھ میں بھرا ہوا تھا، میں تو اس پر مرمٹا تھا۔ لیکن میں سوال کرتا ہوں کہ یہ تو نے جو اپنے پاجامے کو اوپر اُٹھا کر تکبّر کیا، میری پلیدی تو تین پانی سے دور ہو جائے گی، تیرا تکبّر تو سات سمندر کے پانی سے بھی صاف نہیں ہوگا۔ یہ سن کر آپ پر پھر حالت طاری ہوگئی۔ مریدین بھی ساتھ تھے۔ آپ نے اس جذب کے عالم میں فرمایا: تمام تعریفیں اُس ذات باری کے لئے ہیں جو بہترین مخلوق کو بدترین مخلوق سے قتل کرواتا ہے۔ پھر آپ نے کتّے سے کہا: آ، ہم دونوں کچھ دیر اکٹھے بیٹھیں۔ کتّے نے کہا: تم میری صحبت کے لائق نہیں۔ آپ نے فرمایا، میں؟ تمہاری صحبت کے قابل نہیں؟ کیوں؟ کہا: تمہارے گھر میں تین دن کھانے کی رسد موجود ہے۔ مجھے جو آج ملا، اس کی ہڈیاں بوٹیاں کھا کے پھینک دیں، کل میں اُس کے توکّل پر ہوں۔ ابھی تو تم نے توکّل کی منزل طے کرنی ہے۔ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام یہ تھا کہ آپ نے زندگی بھر سنّت کے خلاف کوئی کام نہیں کیا۔ ایک دفعہ خربوزہ آیا تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ مجھے معلوم نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اِسے کھاتے تھے۔ ایک شخص تین برس آپ کی صحبت میں بیٹھا رہا۔ ایک دن اُس نے کہا، اے شیخ، میں اجازت چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا، کیوں؟ کہا، میں

Marfat.com

کچھ حاصل کرنے آیا تھا، لیکن میں نے تین برس میں آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا، کیا تو نے مجھے کوئی غیر سنت کام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس نے کہا، نہیں دیکھا ہے۔ تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا اور کہا، جا، بایزید کی یہی کرامت ہے۔ اس نے فوراً کہا، ہاں، دیکھ لوں گا خلافِ سنّت۔ آپ نے پوچھا کیا؟ کہا یہ جو جھٹکا دیا آپ نے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہیں کیا ہے۔ اس طرح وہ شخص آپ کو ایک نعمت عطا کر گئے فقر کا۔

حکمت، تدبیر، ادب، پہلی چیز ادب ہے۔ دوسری چیز اخلاق۔ یہ ہوں تو بات بنتی ہے۔ آپ کے زمانے میں ایک درویش تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حالت اُن کے قابو میں نہیں رہی، اور اُن کے بس کی بات نہیں، تو انہوں نے اپنے خلیفہ کو کہا کہ بیٹا، اب تم بایزید بسطامی کی صحبت اٹھاؤ تو فیض پاؤ گے۔ خلیفہ مستی میں تھا۔ اس نے کہا، جو بایزید کا خدا ہے، وہ میں دن میں کئی بار دیکھتا ہوں۔ مجھے بایزید کی صحبت کی کیا ضرورت ہے۔ وہ درویش خاموش ہو گئے کہ کوئی اور بے ادبی نہ کر بیٹھے۔

ایکدن حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ جنگل سے آرہے تھے اور یہ خلیفہ جارہا تھا۔ کبھی کبھی رب کریم بھی مزے لیتے ہیں۔ انہوں نے دل میں ڈال دیا کہ بایزید، میرا یہ جو دوست آرہا ہے، تمہارے متعلق یہ خیال رکھتا ہے۔ اب حضرت بایزید علیہ الرحمۃ کی یہ شان تھی کہ وہ جذب میں آکر کہتے تھے: سبحان ما اعظم شانی....

Marfat.com

توجب وہ پاس آئے، تو آپ نے ایک ہلکی سی سانس اس کی طرف ماری۔ اس نے پلٹا کھایا اور جان دیدی۔ اس کے مرشد کشف کے ذریعے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا حضرت، یہ کیا کیا؟ آپ نے فرمایا، اس کی منزل اٹکی ہوئی تھی، اس میں خودنمائی شروع ہوگئی تھی، میں نے ٹھیک کردی۔ اس میں شک نہیں کہ اس نے بایزید کے خدا کو دن میں کئی مرتبہ دیکھا ہے، مگر اس کے خدا کو بایزید کے ہاں سے آج پہلی بار دیکھا ہے۔ اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

توعزیزانِ من! دو چیزیں ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں اگر سو میں سے دس نمبر لئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے، لیکن حقوق العباد میں سو میں سو لینے ہیں، کیوں کہ وہ جب بندہ معاف کرے گا، تب اللہ تعالیٰ معاف کرے گا۔ ہاں، اس کے طریقے ہیں۔ نیکیاں دینی پڑتی ہیں۔ سودے بازی ہوتی ہے۔

مجھ سے ایک انگریز نے ایک دفعہ سوال کیا کہ میں نے مطالعہ کیا ہے، آپ کے ہاں ایک فنٹاسٹک یعنی انوکھی چیز ہے۔ میں نے کہا میں بھی تو سنوں تا کہ کہہ سکوں کہ وہ انوکھی ہے کہ نہیں۔ کہنے لگا کہ ایک کے بدلے میں کئی کئی نیکیاں۔ آدمی عبادت کرتا ہے اسّی برس، کوئی کیا کرے گا یہ اتنا سارا۔ وہ اس کا کیا کرے گا۔ میں نے کہا اس کو آئسولیٹڈ یعنی جدا کر کے مت لو۔ اگر جُز سے سمجھنے کی کوشش کروگے، تو سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اسے کُل سے سمجھو۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ میں

Marfat.com

نے کہا کہ اگر میں الگ الگ آپ کی ٹانگ اور آپ کے ہاتھ سے بات شروع کروں، تو ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچیں گے۔ لیکن اگر میں آپ کے بارے میں بحیثیت کُل بات کرنا شروع کروں تو ہم کسی نہ کسی طرح کے نتیجہ پر پہنچیں گے۔ میں نے کہا کہ پہلی چیز یہ ہے کہ ہمیں انسان کی فطرت کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ دوسری چیز اللہ کی سخاوت کا۔ تیسری چیز، اس کے خزانے اتنے لامحدود ہیں کہ ان کا ادراک نہیں کیا جا سکتا۔ کوشش کریں بھی تو نہیں ہو سکتا۔ چوتھی، وہ ایسے سخی ہیں کہ بہانے ڈھونڈ کر دس مانگیں تو سو دیتا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے۔ میں نے کہا یہ دنیا اس نے بنا دی، یہ سب کچھ آخرت کی کھیتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔ الدّنیا مَزرعۃ الآخرۃ یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جب جاتے ہیں تو وہاں جا کر خسارے کا پتہ چلتا ہے۔ اور میں نے اس سے کہا کہ یہاں نہیں دیکھا ہے کہ ایک آدمی جب ضدی ہوتا ہے، وہ کہتا ہے جی ٹھیک ہے میری کوٹھی ہے، دس لاکھ کی ہے، میں دو کروڑ میں بیچوں گا۔ یہ انسان کا بچہ کہتا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ اس کی قیمت دس لاکھ ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ اس کو دو کروڑ میں بیچوں گا۔ اور جو مرمٹا ہے اس کوٹھی پر، وہ دو کروڑ ہی دے گا۔ پھنسا ہوا جو ہے۔ تو میں نے کہا کہ وہاں سودے بازیاں ہوتی ہیں۔

ایک شخص ہے انتہائی گناھگار ہے۔ وہ کہے گا ٹھیک ہے، مجھے اتنے ہزار نیکیاں اس گناہ کو مٹانے کے لئے چاہییں۔ پھر آپ

Marfat.com

دیکھیں گے کہ ایک ایک آدمی بعض دفعہ شارٹ ہو جائے گا، اتنی کمائی کے بعد۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ پھر یہ ہوتا ہے کہ وہ آدمی جو ہے اس کی بدیاں اس کے اعمال نامے میں لکھی جائیں گی۔

تو عزیزانِ من! انسان یہ سمجھتا ہے کہ یہ مولویوں کی گھڑی ہوئی چیزیں ہیں کہ اتنا اتنا ثواب ہے وغیرہ۔ نہیں، یہ اس قضا و قدر کے کھیل کو سمجھنا چاہیئے پہلے۔ پھر سمجھ میں آئے گی بات۔ حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ کا یہ شغل تھا کہ آپ قبرستان یا باغوں میں جاتے تھے یعنی خلفاء آپ کو لے جاتے تھے۔ آپ ایک بار قبرستان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے خلیفہ سے کہا کہ فلاں قبر والے سے پوچھو کیا کہتا ہے۔ وہ گیا اور پوچھا۔ قبر والے نے کہا کہ میری طرف سے عرض کیجئے کہ اتنا بلند مرتبہ ہے آپ کا کہ آپ کو غوثِ اعظم ثانی کہا جاتا ہے، آپ آج یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھ پہ عذاب ہو رہا ہے۔" آپ مسکرائے اور کہا پوچھ کے آؤ اس سے کہ اس کا عذاب کس طرح جائے گا۔ جب پوچھا تو اس نے کہا کہ ساٹھ ہزار کلمہ طیبہ کا ثواب مجھے پہنچایا جائے۔

یاد رکھیں، یہ جو آپ درویشوں کو تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں یہ اصل میں اپنا ذخیرہ جمع کرتے ہیں، پتہ نہیں کس وقت ضرورت پیش آئے۔ چنانچہ آپ کے پاس ساٹھ ہزار کلمہ پڑا ہوا تھا۔ آپ نے کہا دعا پڑھیں۔ فاتحہ پڑھی اور اس کو ثواب پہنچا دیا۔ قبر والے نے دیکھ لیا۔ بڑا خوش ہوا اور کہا، مجھے کلمہ کا ثواب مل گیا اور یہ باغ و بہار ہوا۔

ایک درویش دہلی میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ (میں جگہ کا

Marfat.com

نام نہیں لونگا)، تو اُن کو انڈیا کے ایک بہت بڑے لیڈر سامنے نظر آئے۔ درویش نے اپنے خلیفہ سے کہا، وہ جو سامنے قبر ہے جانتے ہو کس کی ہے؟ اُس نے کہا۔ جی ہاں، فلاں لیڈر کی ہے۔ فرمایا، ان سے جاکر پوچھو کہ تو دنیا میں بہت بڑا آدمی تھا، کیا یہاں بھی بڑا ہے؟ وہ گیا، اور پھر آ کے کہا کہ جی وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس نے مجھے اشارہ سے کہا ہے کہ میرے گلے میں کچھ رکاوٹ ہے، بول نہیں سکتا، اور مجھے دعا کے لئے کہا ہے۔ آپ نے دعا کی۔ خلیفہ پھر گیا تو گلا کھلا ہوا تھا۔ اُس نے کہا مجھ سے ایک غلطی ہو گئی تھی، میں نے قوم کا چندہ ایک دفعہ کھا لیا تھا۔

تو عزیزانِ من! معاملات اور عبادات، یعنی حقوق العباد اور حقوق اللہ، ان کے اندر آپ کو توازن رکھنا ہے اور ترجیحات ٹھیک طرح سے رکھنے ہیں۔ اور تیسرا ہے نفس۔ یہ ولیوں کا کام ہے کہ نفس کو مار مار کے خود تو بیہوش ہوتے ہیں لیکن کھانا نہیں کھانے۔ آپ کا کام نہیں۔ نفس اچھا کھانا مانگتا ہے، تو اُسے مناسب کھانا دیجیئے۔ کپڑا مانگتا ہے، تو مناسب کپڑا دیجیئے۔ تو نفس کے بھی تقاضے ہیں، نفس کے بھی حقوق ہیں۔ یاد رکھو، دنیا کے مردار یعنی گدھے گھوڑے جب مرتے ہیں، تو اُس کی بدبو سے محلہ تنگ آجاتا ہے۔ بھنگیوں کو بلایا جاتا ہے کہ لے جاؤ اسے۔ لیکن ایک مردار ہے، جو مرنے کے بعد مبارک ہو جاتا ہے۔ اس کی بدبو نہیں آتی ہے، اس کی خوشبو آتی ہے۔ اور وہ تمہارے اندر ہے۔ یعنی تمہارا نفس۔ اور یہ پڑوسی ہے دل کا۔ دل کے دو دریچے

Marfat.com

ہیں۔ ایک عالم ارواح کی طرف کھلتا ہے اور ایک سفلی، یعنی نفس کی طرف کھلتا ہے۔ تو کس کی بات مانیں گے۔

حضرت سائیں توکل شاہ مالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید آپ کے پاس آیا، اس نے کہا کہ حضور، مجھے میرا نفس بہت تنگ کرتا ہے۔ آپ نے تصرف فرمایا۔ نفس آموجود ہوا بہ نفس نفیس۔ آپ نے نفس سے پوچھا، جی کیوں تنگ کرتے ہو اسے؟ کہا کہ میں تنگ کروں گا۔ پوچھا کیا بات ہے؟ کہا یہ میری بات جو مانتا ہے۔ جب تک یہ میری بات مانتا ہے، میں اس کو تنگ کرتا رہوں گا۔ تو مقصد یہ کہ کچھ نفس کا مجاہدہ رکھنا چاہیئے۔ زیادہ نہیں۔ اس سے خبردار رہنا چاہیئے۔

شیطان عجیب عجیب حملے کرتا ہے۔ ایک شخص جو اچھا بھلا نمازی پرہیز گار تھا، اس کے قلب میں ڈالا کہ کبھی خدا نے تجھے یہ بھی کہا ہے کہ تیری نماز قبول ہے۔ اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ اس نے نماز چھوڑ دی۔ آواز آئی: اے میرے بندے! تو اس پلید کے کہنے میں آگیا۔ میں اگر تیری نماز قبول نہ کرتا، تو دوسری نماز کی توفیق میں تمہیں کیسے دیتا۔

عزیزانِ من! حق الیقین کی منزل درویش کے لئے بڑی ضروری ہے۔ شیطان اپنے بچے کو ٹریننگ دے رہا تھا، اور کہنے لگا: آؤ، تمہیں یہ بتاؤں کہ مولوی کا دین کیا ہے اور فقیر کا دین کیا ہے۔ سامنے سے ایک عالم آرہے تھے، بڑا جبہ و دستار پہنے شیطان

Marfat.com

نے اس سے کہا: السلام علیکم، جی یہ بچہ ہے میرا۔ بڑا نورانی چہرہ۔ بڑی اچھی طرح ملے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا، ایک مسئلہ اس نے کھڑا کر دیا ہے، اور میں نے کہا ہے کہ یہ کسی عالم سے پوچھیں گے۔ یہ کہتا ہے کہ کیا سوئی کے سوراخ میں سے اونٹ گزر سکتا ہے۔ مولوی صاحب نے ڈانٹا کہ کم بخت، کبھی اونٹ بھی دیکھا ہے، سوئی کا سوراخ دیکھا ہے۔ کیسے جا سکتا ہے اونٹ اس سے۔ شیطان نے کہا، بس جی، میں سمجھا دوں گا۔ اپنے بچے سے کہنے لگے، یہ مولوی ہے۔ دوسروں کو یقین کی تلقین کرتا ہے، خود اس سے خالی ہے۔

اتنے میں جب ایک درویش آئے، تو اس نے سلام کیا اور ان سے بھی وہی سوال کیا۔ آپ نے کہا، کم بخت، تم نے یہ نہیں پڑھا: اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، جب وہ قادر مطلق ہے تو ہر چیز کر سکتا ہے۔ تم اونٹ کی بات کرتے ہو، وہ سات آسمان اسی ناکے سے گزار دے، مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو شیطان ہے، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ۔ اور یہ کہنا تھا کہ وہ شیطان غائب ہو گئے۔ پھر شیطان نے اپنے بیٹے سے کہا، یہ فقیر تھا۔ یہ حق الیقین کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا کرم فرمائے۔

میرے خیال میں بس ہے اب۔ یہ پکڑ لائیں ہماری قلندرہ صاحبہ۔ حالانکہ میں نے اب ان کو سب سپرد کر دیا ہے، ساری نعمت، سب کچھ۔ اب یہی سب کچھ کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا آیئے، تو میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ میں نے بڑی سیر کی ہے۔ اچھے اچھے بزرگوں

80988

Marfat.com

کے پاس گیا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو جو نعمت عطا کی ہے، وہ منفرد ہے۔ اور میں یہ کہا کرتا ہوں کہ تمہارے اندر آنکھ نہیں تم کیا دیکھو گے۔ مشاہدہ کیا کرو گے۔ غمگین ترین آدمی لاؤ۔ جس کا دل ڈوب رہا ہو، پریشان ہو، میری قلندرہ کے پاس دس منٹ بٹھا دو، اگر ہلکا پھلکا نہ اٹھے، تو فقیر مسند چھوڑ دے گا، تسبیح توڑ دے گا۔ یہ شرف ہے۔ اور میں کہتا ہوں، جس نے میری قلندرہ کو دیکھا، اس نے مجھے دیکھا۔ جو مجھ سے ملے گا، وہ ان سے ملے گا۔ اپنا تو ڈھنکا ہم نے ختم کر دیا۔ پھر بھی ان کے بخشے ہوئے اصرار ہوتے ہیں۔

تو عزیزانِ من! جس نے فقیر کے وجود کو دیکھا، اس نے وقت ضائع کیا۔ اپنا وقت کھویا۔ جس نے فقیر کے اندر جھانکا، وہ من کا موتی پا گیا۔ پھر وہ اس گھر سے نہیں نکلے گا۔ یہ کیا چیز ہے۔ فقر کیا ہے؟ ہم نے تو ایک قلندرہ بنایا اور ایک ابدال۔ ہم نے تو فقر دیا۔ فقر کیا چیز ہے۔ فقیر خود گھر جا کر نہیں دیتا۔ فقیر مثل دریا کے ہے۔ دریا بہتا رہتا ہے۔ اس کو یہ غرض نہیں کہ کنارے تک کون آیا۔ کوئی اپنا ڈھول، چھوڑا بن کے لے جائے، سیّد بن کے لے جائے، چوہدری بن کے لے جائے۔ کوئی گھاگر میں لے جائے، کوئی مٹکے میں لے جائے یا چلّو ہیں۔ دریا کے پانی میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایک دیا روشن ہے۔ ہر ایک اپنا اپنا دیا لاتا ہے، اس سے روشنی لے کے چلا جاتا ہے۔ دیئے کی روشنی کم نہیں ہو گی۔ اب یہ پانی نکالنے والی گھاگر کیا چیز ہے فقیر نے جو کہا ہے اشارتاً، یہ کیا چیز ہے۔ گھاگر ہے فقیر سے محبت کرنا، اور

Marfat.com

اس کے تصوّر میں رہنا۔ جس کو محبت کرنی آگئی، وہ ادب سے آیا، اور تصوّر شیخ سے بڑے سے بڑا کام نکالا، اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بھی۔ اپنے مرشد کا جب تصوّر کرنا ہے، وہ دوسروں کی بھی مشکلیں حل کرنا ہے۔

کسی کو اسلحہ دیا جائے، چلانا بھی سکھا دیا جائے۔ اب اگر چور گھر میں آئے اور وہ اسلحہ استعمال نہ کرے، تو کیا دینے والے کا قصور ہے۔ جس شخص کو تصوّر آگیا (میں نکتے کی بات کہتا ہوں)، تم بڑے خوش قسمت ہو۔ میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ بھانت بھانت کی بولیاں سُنیں۔ طرح طرح کا درویش دیکھا۔ ایسے درویش بھی دیکھے، جو بائیس برس سے پہاڑی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن کی ٹانگیں گل گئی ہیں۔ اب وہ مدینہ شریف میں مقیم ہیں۔ ایسے درویش بھی دیکھے جو ہندو تھے۔ اور سائیں توکل شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ پھر بس کھڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا بارہ برس یہ کرنا، بارہ برس یہ کرنا۔ تو ایک درویش مجھے کہنے لگے کہ یہ میرے آخری بارہ برس ہیں۔ یہ نوّے سال کی عمر میں تھے۔ وہ ایک چوراہا تھا، ایک پلیا تھی۔ اس پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک لٹیا تھی مسلمان کے پانی کے لئے۔ کہنے لگے، یہ میری جھونپڑی ہے۔ اس میں میری بوڑھی ماں ہے۔ بس میں ان کے لئے روٹی پکاتا ہوں۔

ایک اور درویش میں نے دیکھا، تو والد صاحب نے مجھ سے کہا کہ میری جگہ تم نمائندگی کرو اس شادی میں، مجھے ضروری کام

Marfat.com

پڑ گیا ہے۔ چنانچہ میں گیا۔ میں کار کے ڈرائیور کو دیکھتا رہا، دیکھتا رہا۔ میں بچہ تھا اس وقت، سوٹ پہنا ہوا تھا، میری عمر اس وقت سترہ برس کی ہوئی ہوگی۔ آخر وہ کار ڈرائیور میری طرف دیکھ کر کہنے لگا: صاحب، مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی کیا؟ میں نے کہا کیوں۔ کہنے لگا، آپ مجھے مسلسل دیکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا، آپ مجھے ڈرائیور نہیں لگتے۔ مسکرایا۔ پھر کہنے لگے، کسی حد تک صحیح ہے۔ میں ہز میجسٹی کنگ امان اللہ کا ڈرائیور تھا، اور میں ہی وہ شخص ہوں جو ان کو انڈیا کی حدود میں لایا۔

اس طرح باتیں کرتے کرتے آگے بڑھتے گئے جہاں جانا تھا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا میزبان ریٹائرڈ افسر تھے۔ سفید داڑھی تھی ان کی۔ بیٹھے ہوئے تھے۔ والد صاحب کا جب میں نے نام لیا، تو اٹھے اور گلے لگالیا۔ بٹھایا۔ کولڈ ڈرنک پلایا، اور پھر کہنے لگے، بیٹا آؤ تمہیں چائے پلائیں۔ میں نے کہا کس چیز کی چائے؟ کہنے لگے اس چیز کی۔ میں نے کہا جی، آپ کی یہ عمر اور آپ مجھے ٹرخا رہے ہیں۔ کہنے لگے کیا مطلب؟ (بڑی گرجدار آواز تھی)۔ میں نہیں سمجھا۔ میں نے کہا، آپ کسی درویش کی بات کرتے ہیں۔ میری طرف دیکھ کے کہنے لگے: درویش تو ہیں، لیکن وہاں میں ہی جا سکتا ہوں۔ دودھ اور روٹی لے کے جاتا ہوں۔ وہاں پیالے رکھ کے آجاتا ہوں۔ اور پھر جب جاتا ہوں تو اس دودھ میں روٹی کے ٹکڑے پڑے رہتے ہیں، وہ میں کھالیتا ہوں۔ پہاڑ میں جو گھر ہے، اس میں وہ رہتے ہیں۔ میں نے کہا، کوئی بات نہیں،

Marfat.com

کار میرے پاس ہے، اس میں چلتے ہیں۔ وہاں آپ اندر سے پوچھ لیں۔ اگر انہوں نے اجازت دی، تو میں اندر جاؤں گا۔ اس میں قطعاً کسی قسم کا بار نہیں۔

چنانچہ، ہم گئے۔ بس اندر جاتے ہی انہوں نے اشارہ کیا کہ اسے اندر لے آؤ۔ میں اندر گیا تو دیکھا کہ آپ لیٹے ہوئے تھے۔ سفید تہہ بند، سفید براق قمیض، مجھے پاس بٹھایا اور فرمایا: کیوں آئے ہو کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا، جی زیارت بزرگان کے لئے۔ کسی چیز کی طلب نہیں، حاجت نہیں، کوئی کام نہیں، کچھ بھی نہیں۔ بس آپ کا دیدار نصیب ہو گیا، مجھے کائنات کی دولت مل گئی۔ آپ نے میری طرف اشارہ کیا۔ پھر میرے منہ کو اپنی طرف کر کے کچھ پڑھتے رہے پڑھتے رہے، پھر پھونک ماری اور میرے لئے دعا فرمائی۔

جب میں اندر گیا تھا، تو کوئی لالٹین وغیرہ نہیں تھی۔ صرف اس حصّہ میں جہاں آپ بیٹھے تھے، وہاں اس طرح تھا جیسے چودھویں کا چاند نیچے اتر آیا ہو۔ یہ آپ کا مقام تھا۔

اس طرح اگر میں بیان کرتا رہوں کہ کن کن درویشوں کے نیاز حاصل رہے ہیں مجھے، تو، میرے کہنے کا مطلب ہے کہ آپ خوش نصیب ہیں۔ آپ کو چائے بھی پلائی جاتی ہے، آپ کو ویلکم بھی کیا جاتا ہے۔ آپ کے نخرے بھی اُٹھائے جاتے ہیں۔ ناز بھی اٹھائے جاتے ہیں۔ مسکراہٹیں بھی دی جاتی ہیں۔ آپ کی بدتمیزیاں اور بے ادبیاں بھی برداشت کی جاتی ہیں۔ آپ کو پوائنٹ آوٹ بھی نہیں کیا جاتا۔

Marfat.com

دوسری جگہ میں نے بڑی سختی اور شدّت دیکھی۔ ایک جگہ میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے مریدوں کے سر منڈوائے ہوئے ہیں، اور انہیں تھوڑی تھوڑی دُور پہ بٹھایا ہوا ہے، اور اتنی سی روٹی، اتنی سی دال سب کے سامنے۔ میں نے جب پوچھا کہ یہ کیا، تو کہنے لگے مجاہدہ ضروری ہے۔ مجاہدہ بغیر محنت کے پیدا نہیں ہوتا۔

تو عزیزانِ من! آپ بڑے خوش قسمت ہیں۔ میری قلندرہ کی جو زیارت ہی کر لے، تو انشاء اللہ اُسے، کہنا نہیں چاہیئے، اُسے حج کا ثواب ملے گا۔ کہنا نہیں چاہتا تھا۔ دیکھیں، ماں باپ کا چہرہ جو آپ دیکھتے ہیں، آپ کو حج کا ثواب ملتا ہے۔ پیر کا چہرہ آپ دیکھتے ہیں، تو حج کا ثواب ملتا ہے۔ اُستاد کا چہرہ دیکھتے ہیں، تو حج کا ثواب۔ ویسے بھی اگر آپ فقیر کا چہرہ دیکھیں، تو بھی یہی بات ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حج کے ارادے سے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ آپ نے ایک درویش کی خانقاہ میں قیام کیا۔ جب ان سے ملاقات کا وقت آیا تو آپ ان سے ملنے گئے۔ درویش نے پوچھا، بایزید، حج پہ جا رہے ہو؟ کہنے لگے جی ہاں۔ فرمایا تمہارے پاس جو رقم ہے وہ ہمیں دیدو اور سات بار، ہمارے گرد طواف کر لو، تمہارا حج ہو جائے گا۔ آپ نے فوراً ہی یہی کیا۔

لیکن یہ کوئی قاعدہ نہیں بن سکتا۔ یہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تھا۔ یہ ایک عام اُمتی کے لئے نہیں ہے۔ شرع کی جو پاسداری ہے، وہ کرنی پڑے گی۔ ورنہ جگہ جگہ قبلے اور کعبے بنتے رہیں گے۔

Marfat.com

پاکستان میں ابھی ایک بزرگ کا انتقال ہوا۔ بڑی گدّی تھی۔ ان کے والد جو تھے ان کی جب اپنے شیخ سے نہ بنی اور انہوں نے تنبیہ کی، تو انہوں نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی۔ آخر میں ان سے غلطی یہ ہوئی کہ یہ صوبہ سرحد چلے گئے۔ پٹھان تو آپ جانتے ہیں، کبھی یہ کبھی وہ۔ لکیر کے فقیر۔ وہاں جاکے ان سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے ایک کعبہ بناڈالا۔ اور کہا کہ اس کا طواف کریں۔ پٹھان اس پر چڑھ دوڑے۔ وہاں سے بھاگے اور گجرات آگئے۔ یہاں ان کا بیٹا ہوا اور ان کا اپنا وصال ہوا۔

عزیزانِ من! آخر میں:

اے اخی، چوں اولیاء را یافتی
فی الحقیقت ہم خدارا یافتی

یعنی اے میرے بھائی، جب تمہیں اولیاء اللہ مل جائیں، تو سمجھ لینا کہ تو نے خدا کو پالیا۔

خاصانِ خاصاں خدا نہ باشد
ولیکن از خدا جدا نہ باشد

یعنی اللہ کے خاص بندے خدا تو نہیں ہوتے، لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔

ہیچ شے نہ کُشد نفس را جُز ظلِ پیر
دامنِ آں نفس کُش را سخت گیر

یعنی نفس کو کوئی چیز پیر کے سائے کے بغیر نہیں مار سکتی۔ پھر

Marfat.com

وہ جو تیرے نفس کو مار سکتا ہے، اس کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ۔

تو اگر سنگِ سارای، مرمر شوی
چوں بہ صاحب دلاں رسی گوہر شوی

یعنی تو اگر سنگ سارا ہے، تو مرمر بھی ہو گا۔ اور جب صاحب دل اور اولیاء اللہ کی صحبت میں رہے گا، تو موتی بن جائے گا۔

قال را بگذار، مردِ حال شو
پیشِ مردِ کامل، پامال شو

یعنی باتوں کی دنیا سے نکل جا، حال کی دنیا میں آجا (کیونکہ حال کا دائرہ تنگ ہے، مشاہدہ کی کوئی انتہا نہیں)۔ مردِ کامل کے سامنے اپنے آپ کو مٹی کر کے جا۔ (یہ سمجھ کے نہ جا کہ مجھ میں یہ خوبی ہے، مجھ میں یہ ہے، یا میری جیب بھری ہوئی ہے)۔

تو عزیزانِ من! میں یہ کہنا چاہتا تھا اپنی قلندرہ کے بارے میں کہ یہ تسبیح ہے، میں اِن کی خوبیوں پہ خود رشک کرتا ہوں۔ فیکٹری کے کام۔ پھر آتی ہیں۔ پھر آتے ہیں لوگ۔ ان کی بات سننا۔ ان کو پڑھنے کو بتانا۔ ان کی دوسری مدد کرنا۔ بعض چیزیں ایسی پوچھی جاتی ہیں، جو ان کے لیئے غیر متعلق ہوتی ہیں۔ پھر تو انفع کرنا۔ پھر بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ چھٹی کا دن ہوتا ہے۔ کوئی نہیں ہوتا۔ خود چائے کی پیالی بنا کر لاتی ہیں۔ غرور و تکبّر کا نام و نشان نہیں۔ چھ زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ کسی کے سامنے اپنے کو ظاہر نہیں کرتیں۔ نیکی چھپا کے کرتی ہیں۔ اتنی چیزیں مجھے نظر آتی ہیں کہ میں کہوں کہ ہم نے تو اپنا وقت

Marfat.com

ضائع کر دیا۔

بس میں ایک چیز بتا دوں۔ دو چیزوں میں کامیابی ہے۔ ایک خدمتِ خلق میں اور ایک خدمتِ دین میں۔ بس ان کی ناراضگی سے بچنا۔ تو میں جو کہہ رہا ہوں آپ کے سامنے، جب جمعہ کا دن ہوتا ہے، آپ دیکھئے سات آٹھ سیر گوشت آتا ہے، کھانا پکانا، یعنی لنگر کا۔ صبح سے ہی ان پر عید کا سماں طاری ہوتا ہے۔ جیسے عید ہوتی ہے ہر جمعہ کو۔ یعنی کھلانے کو تو کھلا سکتے ہیں، مگر دل سے کھلانا، یہ بڑی بات ہے۔

ایک دسترخوانِ نانِ جویں ہے، ایک دسترخوانِ ولایت ہے۔ یہ دو دسترخواں جو ہیں، ان میں سے یہ دسترخوانِ نانِ جویں ان کو عطا ہوتا ہے جن کو سخی بنا دیا جائے۔ پھر ان کو دسترخوانِ ولایت کا موقع بھی دیا جاتا ہے۔ دسترخوانِ ولایت کی خوشہ چینی ادب سے ہوتی ہے۔ بے ادب جو ہیں، اگر ان کو معافی دیدی بھی جائے، تو پھر وہ اسی حرکت پہ آجاتے ہیں۔ کیوں کہ تزکیہ نفس نہیں ہوتا، تزکیہ قلب نہیں ہوتا۔ اب وہ بے چارے بھی مصیبتوں میں ہیں۔ دنیا میں آجکل نارمل آدمی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ میں ایکدن اپنی قلندرہ صاحبہ سے کہہ رہا تھا کہ آج کے دور میں زندگی ہوتے ہوئے، اور چیزیں موجود ہوتے ہوئے، زندگی بسر کرنی مشکل ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ ہم باہر نکلیں تو خیریت سے گھر واپس پہنچیں گے بھی کہ نہیں۔ کوئی شک نہیں۔ اور گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں، تو پتہ نہیں کہ کب کوئی اندر داخل ہو

Marfat.com

سلاخیں توڑ کے۔ یعنی نہ مال نہ عزت، کسی چیز کی بھی حفاظت نہیں، دین کا تو بیڑا غرق ہوا ہی ہے۔

میں قلندرہ کی بزرگی کی وجہ سے ناہیں کرتا۔ حالانکہ طبیعت میری ایسی ہے اب کہ میں دنیا کے اندر بیٹھنے کے قابل نہیں۔ میری یہ پسلیاں تنہائی چاہتی ہیں۔ بڑی مشکل منزل ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے اور ایمان کی دولت سے مالامال کر دے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

Marfat.com

مراقبہ

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ!

عزیزانِ من! اب تھوڑی دیر کے لئے مراقبہ ہوگا۔ لفظ مراقبہ کے ساتھ کون واقف نہیں، لیکن اپنے اپنے علم اور مطالعہ کے مطابق یا حصولِ ثروت کے فائدے کے مطابق آگاہ ہے۔ مراقبہ وہ نعمت ہے کہ دل میں جب انسان راہِ طریقت اختیار کرتا ہے، یعنی مالک کی محبت میں تیر کے ایسا چلتا ہے کہ گویا غیر اللہ کو نہیں چاہتا، تو ربّ کریم اس کے اندر سے غیر اللہ کو دُور کر دیتا ہے۔ چونکہ مراقبہ دل کی صفائی کا ایک ذریعہ ہے، اس

Marfat.com

لئے یہ ایک نعمت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوئی ہے۔

جس نے فقیر سے کشف و کرامت دیکھنے کی طلب کی یا خواہش کی، تو اندھیرا اس کو بھٹکا دے گا۔ کیونکہ فقیر کا تو وجود ہی کرامت ہے۔ جب وہ اس ذات سے مل گیا اور غیر اللہ کی صدا اس کے لئے خاموش ہوگئی، تو پھر وہ سر سے پاؤں تک کرامت ہے۔ اس کا وجود کشف و کرامت ہے۔ پھر صرف فقیر کو دیکھنا ہی خیر ہی خیر ہے، برکت ہی برکت ہے۔

عزیزانِ من! ماحولی شخص اگر شریف بھی ہوجائے تو وہ اپنی فطرت کو لوٹتا ہے۔ اور سعیدِ اگر ازلی اور قلبی سعید ہے، وہ اگر رذیل ماحول میں بھی آجاتا ہے، تو اس کو دوست کھینچ کر اپنے وطن میں لے آتا ہے چونکہ دوست بھی دوست کے بغیر بے چین ہوتا ہے۔

اللہ کریم کی فطرت محبت ہے اور اس نے اپنے دوستوں کو اس زمین سے بنایا ہے جس کے ذرّے ذرّے عالم سکر میں آ کر پکار رہے تھے اُسے۔ اللہ تعالیٰ نے فقراء کو بنانے سے پہلے جونہی نگاہِ شوق کی تو وہ پکار پکار کر کہنے لگے۔ "اِنَّ الْمُشْتَاقِ لِقَاءِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" (یعنی میں دو عالم کے پروردگار کے دیدار کا طالب ہوں، مشتاق ہوں، طلبگار ہوں۔)

Marfat.com

تو جو ایسی مٹی سے بنائے گئے ہیں، وہ اگر ماحولی طور پر ذالت میں گم بھی ہو جائیں تو ایک ہاتھ، ایک کھینچ لینے والا ہاتھ اس کو آنِ واحد میں ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کرتا ہے کہ اس کی ایک آہ، اس کی ایک ندامت اُس کا ایک آنسو، اس کو اس طرح کر دیتا ہے، جیسے وہ ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔

کیونکہ توبہ جو ہے وہ گناہ کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح خشک لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔ توبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم جن پر ہزاروں اور کروڑوں دُرُود وسلام ہوں، کی اُمّت کو اتنا بڑا انعام عطا کیا ہے۔ توبہ (کی صورت میں) کہ اگر حلق تک جان ہے، عزیزِ من' اُس وقت تک قبول ہوتی ہے۔ اس وقت شیطان کا اللہ تعالیٰ مُنہ کالا کر دیتا ہے۔ وہ بھٹکاتا ہے، اور انسان جب کہتا ہے، اللہ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، میں تباہ ہو گیا، میں برباد ہو گیا، ہائے یہ کیا ہو گیا۔ یہ "ہائے" اللہ تعالیٰ کو اتنی پیاری ہے' وہ پُکار اتنی پیاری ہے کہ ارشاد ہوتا ہے "تم مجھے پکارو، میں تمھاری پُکار سنتا ہوں"۔

جو اللہ کو نہیں پُکارتا اللہ اُس سے بیزار ہے۔ کیونکہ نہ وہ اُس کی ربوبیّت کو پہچانتا ہے' نہ وہ اُس کی عظمت سے آگاہ ہے، نہ اُس کی شان سے آگاہ ہے، نہ وہ خود اپنی عبودیت سے آگاہ ہے،

Marfat.com

اگر بندہ ہونے کی عظمت کا اسے پتہ ہو، تو بندے کی شان یہ ہے کہ اس کے سامنے سر پٹختا رہے کہ "میں تیری بارگاہ میں لٹا ہوا آیا ہوں، یا مجھے وہ بارگاہ بتا دے جہاں میں چلا جاؤں۔ اگر نہیں تو اس دُر سے تُو نکال، میں خود نہیں جاتا۔ میری شان جاتی ہے، میری شان عبودیت ہے، بندگی ہے، تیرے سامنے عاجزی ہے' تیرے سامنے انکساری ہے۔ تیرے سامنے اپنے آپ کو نفی کر دیا ہے۔"

تو ربّ کریم اس کی توبہ قبول ہی فرماتے ہیں۔ یاد رکھو! جب توبہ قبول ہوتی ہے تو بُرائیاں نیکیوں میں بدل دی جاتی ہیں۔ اللہ کریم سے آپ کو ایسی کریمی ملے گی کہ جب توبہ قبول کرے، تو عطا کا یہ عالم ہے کہ وہ بدیاں نیکیوں میں بدل دے کہ جب اپنے بندے کے اعمال نامے کو دیکھوں تو مجھے حیا نہ آئے۔ یعنی پھر دوست کا دھبہ نظر نہ آئے۔

اس لئے عزیزانِ من! فقیروں کے پاس جانے والے جو ہیں، ان میں ہر ایک اپنے اپنے ظرف، اپنی اپنی رسائی، اپنی اپنی صحبت، اپنی اپنی پارسائی، اپنے اپنے دل کے آئینے کی صفائی کے مطابق وہاں سے پاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس نے پیار سے دیکھا کہ جس کا وہ دیوانہ بنایا ہوا ہوتا ہے وہ عطا پر مائل ہوتا

Marfat.com

ہے۔ کہتا ہے کہ طالب بننے والا میں ہوں۔ دیکھنے والا تُو ہے اور محبت سے دیکھتا ہے۔ لے تُو بھی لے کے جا۔ تُو بھی اُس کی لذت لے۔

اسی لئے فقیر کہا کرتا ہے اکثر آپ لوگوں نے سُنا ہو گا، اپنے ناقد یا تنقید کرنے والوں سے کہ میرا یہ کوئی آبائی پیشہ نہیں ہے، ہاں، آبائی فقیر ضرور ہوں۔ فقیر ابنِ فقیر، ابنِ فقیر، ابنِ فقیر، سب فقیر گزرے ہیں۔ فقر کی دولت تھی۔ کبھی اظہار کی انہوں نے خواہش ظاہر نہیں کی اور انشاءاللہ فقیر بھی کبھی نہیں کرے گا۔ یہ چیز ایسی مسلّط ہوگئی ہے کہ اس سے رستگاری نہیں ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ فقیر کو اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ میرا اللہ، میرا رب کریم جانتا ہے۔ جس کی تسبیح میرے ہاتھ میں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مجھ پہ کیا گزرتی ہے۔ میرے نفس پہ اتنے تازیانے ہوتے ہیں۔ میری اُس وقت آزمائش بہت ہوتی ہے۔ نفس میرے ساتھ بھی ہے۔ یہ باؤلا کُتا جو میں نے رکھا ہوا ہے، یہ کہیں مجھے کاٹ نہ لے۔ لیکن جب رب نے چاہا تو کان سے پکڑ کر لا کھڑا کیا۔

اُس نے کہا۔ یہ سب کچھ ہو چُکا۔ یہ ہم نے سب ماڈرنزم دیکھا۔ یہ ساری بہاریں جتنی تھیں وہ ہو چکیں۔ وقت آ گیا۔ سنو

Marfat.com

دوست کی آواز۔ جب دوست کی آواز سُنائی جاتی ہے تو پھر
دوست کے حکم پر جان بھی دی جاتی ہے۔ پھر مٹنا بھی آجاتا ہے،
اور جب کوئی مٹ سکتا ہے، تو وہ مٹا بھی سکتا ہے۔ جو اس پر
مٹ سکتا ہے، تو وہ پھر اس کی کائنات میں متصرف ہو جاتا ہے۔
پھر اس کا لکھا ٹل نہیں سکتا۔ اس کے ہاتھ کی دُعا جو ہے وہ ٹلتی نہیں۔
پھر مردُود بھی مقبول ہو جاتا ہے۔ اور مردودوں کی طرف بھی جب اس
کی نگاہ اٹھتی ہے تو خدا مردودوں کو بھی مقبول کر دیتا ہے۔

جب ایک درویش دربارِ الٰہی میں گئے، تو اللہ جلّ شانہٗ نے
پوچھا" میرے لئے کیا لائے ہو؟"

اس نے اپنی تہجد کی نمازوں کا ذکر کیا، اپنی عبادت کا ذکر کیا
اپنی ریاضت کا ذکر کیا، اپنے مجاہدات کا ذکر کیا، تمام چیزیں گنائیں
تو رب کریم نے کہا" کوئی چیز قبول نہیں"

گھبرا کے کہا" میرے مالک و خالق میں تیرا بندہ ہوں عاجز
ہوں، منتشر ہوں، میری عرض یہ ہے کہ پھر وہ کون سی چیز ہے جو
تیری بارگاہ میں مقبول ہے"

ارشاد ہوا" تُو نے یہ سب کچھ دوزخ سے بچنے کے لئے کیا
ہے، یہ سب کچھ تُو نے درجات حاصل کرنے کے لئے کیا ہے،
میرے لئے نہیں" عرض کی بار الٰہ! تیرے لئے میں کیا کرتا؟"

Marfat.com

ارشاد ہوا "میرے لئے میرے پیاروں سے محبت کرتا۔ پھر ہم جانتے کہ تُو نے اپنے نفس کو مارا، ہمارے پیاروں اور دوستوں سے محبت کرکے آتا۔"

میرے ایک دوست تھے، نہایت اعلیٰ عہدے پہ تھے۔ پاکستان کے تقریباً کافی لوگ انہیں جانتے ہیں۔ نہایت ہی ماڈرن آدمی۔ اُن کا وصال ہوگیا۔ انتقال ہوئے جب سات آٹھ یا دس مہینے ہوئے ہوں گے کہ ایک بار خواب میں اُن سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ اتنی خوب صورت داڑھی رکھی ہوئی ہے اور چہرے پہ نُور۔ میں نے پوچھا "یہ کیا حال ہے، منزل کا کیا حال ہے، وہاں کیا بیتی؟"

چونکہ جب کبھی ان سے ملاقات ہوتی تھی تو وہ کہتے تھے کہ ان چیزوں میں جان نہیں افضل صاحب! یہ سائنسی دور ہے، اس کے تقاضے کچھ اور ہیں۔ اور میں کہتا تھا کہ اس کا پتہ موت کے وقت لگتا ہے کہ کسی درویش کی دوستی اور کسی درویش کی محبت کیا کام دیتی ہے۔

تو میں نے جب پوچھا تو کہنے لگے کہ "بڑی سخت گھڑی آئی مگر میں نے کہا کہ میں فلاں شخص کا دوست بھی ہوں اور غلام بھی۔ حالانکہ غلامی کا میں نے کبھی احساس ہی نہیں ہونے دیا کہ میں

Marfat.com

غلام ہوں۔" پھر کہا کہ "ایک سیکنڈ کے لئے سکوت رہا پھر اس کے بعد کرم کی بارش ابھی تک ہو رہی ہے۔ جو آپ دیکھ رہے ہیں۔"

تو عزیزانِ من! یہ باتیں کرتے ہوئے انسان کا نفس گمراہ بھی کر دیتا ہے۔ یہ وہ راز ہے۔ یہ وہ سِرّ ہے۔ یہ صرف انہیں کو سنانے چاہئیں، جن کے معدے تندرست نہ ہوں، جن کی انتڑیاں خُون آلود ہوئی ہوں، جن میں زخم ہوئے ہوں۔ کیونکہ اُن کو مُرغی کی ٹانگ نہیں کھلائی جاتی، اُن کو اُبالے ہوئے چاول اوپر دہی ڈال کر کھلایا جاتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ بات جو ہے، وہ زبان پر آ ہی جاتی ہے۔

فقیر جب کسی سے عجز و نیاز سے ملتا ہے، عاجزی اور انکساری سے ملتا ہے، اس لئے نہیں کہ اس کا مرتبہ اتنا ہے جتنا وہ اس وقت کہہ رہا ہے۔ وہ بچاؤ کر رہا ہے ایک خبیس سے جو اس کے پیٹ میں ہے، جسے نفس کہتے ہیں جِس کو شعرائے اہلِ علم نے، اہلِ قلم نے کُتّے سے تشبیہہ دی ہے۔ سب نے کُتّا کہا۔ جب کُتّا کہا تو پھر دُنیا کو بھی کُتّے سے مثال دو۔ جس کُتّے کے گلے میں پٹا نہیں ہوتا، اسے کمیٹی والے پکڑ لیتے ہیں۔ اُس کی کوئی داد فریاد نہیں ہوتی، اس کو مارتے ہیں، بلکہ جو مارے یا لائے اس کو پیسے بھی ملتے ہیں، اور جس کُتّے کے گلے میں پٹا ہوتا ہے، اُس سے ڈرتے ہیں اور کہتے

Marfat.com

ہیں کہ مصیبت آجائے گی۔

تو جب کُتے سے تشبیہہ دیتے ہو، تو کُتا اندر ہے، اور یہ بھی جانتے ہو کہ باؤلا بھی ہو جاتا ہے، تو پھر پٹا ڈھونڈو۔ وہ پٹا فقیروں کے پاس ملے گا۔ اس کُتے کو بھی پٹا ڈال کے رکھو کہ کہیں کاٹ نہ جائے۔ کہیں تم اس سے باؤلا نہ ہو جاؤ۔ جن کی لسبت کا پٹا گر جاتا ہے، اُن کا کُتا اُن کو کاٹنے لگ جاتا ہے اور باؤلا کُتا سب سے پہلے اپنے ہی مالک کو کاٹتا ہے۔

میرا ایک دوست تھا۔ ۶۵ء کی جنگ میں اس بہادری سے لڑا تھا کہ اُسے ستارۂ جُرأت ملا تھا۔ وہ اپنے کُتے سے بڑا پیار کرتا تھا۔ اس جنگ کے بعد جب وہ کوئٹہ میں تعینات ہوا تو ایک دن وہ اپنے کُتے سے پیار کر رہا تھا۔ گرمیوں کا موسم تھا، آستین چڑھائے ہوئے تھا۔ کافی دیر تک وہ پیار کرتا رہا۔ اُسے معلوم نہیں تھا کہ کُتا باؤلا ہو چکا ہے۔ کُتا چاٹتا رہا، چاٹتا رہا، حتیٰ کہ اُس پہ اثر ہو گیا۔ سی ایم ایچ میں داخل ہوا۔ جنرل شیریں دل جو نہایت نیک دل انسان تھا، اس نے کہا کہ اس افسر کو بچنا چاہیئے۔ جو کچھ کر سکتے ہو کرو۔ (Do whatever possible) جتنا بھی پیسہ خرچ ہو۔

کوشش کی، مگر کام نہ بنا۔ حتیٰ کہ اس نے کہا کہ پیروں فقیروں کی طرف رجوع کیا جائے۔ کوئٹہ کی بات ہے، اچھے اچھے فقیر مست

Marfat.com

ملنگ آئے، کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ قضا و قدر کے تیرے جھٹ پٹ چکے تھے۔ ایک فقیر آیا۔ اس نے کہا کہ جو برائی تم میں سب سے بدترین ہے، اللہ سے عہد کرو کہ وہ چھوڑ دو گے۔ کہا کہ میں آپ کو گواہ کر کے اللہ کے سامنے اس برائی سے توبہ کرتا ہوں، میں کبھی دوبارہ شراب نہیں پیوں گا (وہ شراب کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا)

لیکن حالت بدل نہ سکی۔ کیونکہ مرتبہ اپنا اپنا تھا تو حالت بدل نہ سکی۔ ھائیڈروفوبیا (دھڑک) ہو گیا۔ یعنی ذرا بھی کہیں نمی نظر آجائے تو اس پر وہ کانپتا تھا۔ سی ایم ایچ والوں نے کہا:

"He is going to expire" ایک دو دن میں (یہ مرنے والا ہے)۔ اس کے بیوی بچے پشاور سے آئے۔ جنرل شیریں دل نے اپنا ہیلی کاپٹر دیا جس میں اس کی لاش وہاں پہنچائی گئی، کتا اپنا تو تھا لیکن جب باؤلا ہوا تو سب سے پہلے اس نے اپنے ہی مالک کو کاٹا۔

تو عزیزانِ من! یہ کتا جو تمھارے اندر ہے جس کو نفس کہتے ہیں۔ اس کے گلے میں جب نسبت کا پٹا ڈھیلا ہو گیا تو یہ تمھیں چھوڑے گا نہیں، یعنی تمھیں گمراہ اور بے راہ کر دے گا حتیٰ کہ جو تمھاری صحبت میں بیٹھے گا، اس کی عقل پہ بھی یہ گندی چھینٹیں پڑنی شروع ہو جائیں گی اور جس نے نسبت کو قائم رکھا، وہ حفاظت میں رہے گا۔

Marfat.com

تو عزیزانِ من ! حضورِ غوث پاک رضی اللہ عنہ ، اللہ تعالیٰ اُن کے درجات لمحہ بہ لمحہ بلند سے بلند کرے ۔کے خادم کے پیرو مُرشد بڑے بلند پایہ درویش تھے ۔ جب حضور غوثِ پاک نے فرمایا کہ میرے قدم تمام ولیوں کے کندھوں پر ہیں ، تو اُن کو جوش آگیا ، اتنے برس کی عبادت تھی ، زندگی بھر کی ، اُن کو غرور آیا کہ ہم بھی کچھ مقام رکھتے ہیں ۔

رب کریم کو اُن کی یہ گستاخی حضور غوث پاک کی شان میں پسند نہیں آئی ۔ اسی وقت اُن کی نعمت سلب ہوگئی ، اور وہ ایک یہودی لڑکی پہ عاشق ہو گئے ۔ یہودی نے کہا کہ میں لڑکی کا رشتہ تب دُوں گا جب تم یہ سُؤر کا ریوڑ چراؤ ۔ تو اُس نے سُؤر کا ریوڑ چرایا ۔ یہودی نے کہا کہ تم اس میں کامیاب ہو گئے ، پھر کہا کہ رشتہ جب دُوں گا کہ تم ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ گے ۔ کھانا وہ اپنا کھاتے ، اور وہ لوگ سُؤر اُن کے سامنے کھاتے ، یہودی نے کہا کہ تم اس میں بھی کامیاب ہو گئے ۔ اب تیسری منزل جو آنے والی تھی وہ سخت تھی ۔

جب اُس نے کہا کہ میں تڑپ رہا ہوں ، میں رہ نہیں سکتا ۔ تو یہودی نے کہا کہ ہمارے ساتھ ہماری پلیٹ میں سُؤر کھاؤ ، کہا میں کل کھاؤں گا ۔ جب دوسرے دن ظہر کا وقت ہوا اور کھانا

Marfat.com

رگا یا گیا تو وہ سُؤر کا ریوڑ گھر لایا۔ اُس وقت حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے خادم جب وضو کروانے لگے (یاد رکھو! یہ جو خدّام یا مجاور ہوتے ہیں مزارات کے ان کو حضوری ہوتی ہے۔ اِن کے قلب اتنے صاف و شفاف ہو چکے ہوتے ہیں کہ یہ اپنے آقا کی ہر ادا کو سمجھتے ہیں)۔ اُس خادم کے دل میں خیال آتا ہے اور وہ وہاں سے بھاگا ہوا آتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وضو کرتے ہوئے فرمایا، آج کسی کا بیڑ ڈوب رہا ہے۔ خادم نے ایک سیکنڈ توقف کیا اور دیکھا کہ ڈوبنے والا اپنا ہی تھا اپنا مُرشد۔ سارا منظر فلم کی طرح گزرا۔ کہنے کا بھی ایک طریقہ اور سلیقہ ہے۔ اپنے گناہ بخشوانے کا بھی ایک طریقہ اور سلیقہ ہے۔ اور جس کو کوئی طریقہ اور سلیقہ نہ آئے، وہ لب بند رکھے۔ منتظر رہے کہ آنکھوں سے کوئی آنسو نکل آئے۔ یہ آنسو ہزار کتابوں اور ہزار کہانیوں سے بڑھ کر ایک عرض ہیں، جو بخشوا دیتے ہیں۔

خادم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور عرض کی" حضور! آج اگر کسی کا بیڑ ڈُوب رہا ہے، تو یہ میری خدمت کس دن کام آئے گی"۔ آپ اس کے حسنِ جواب پر عش عش کر اُٹھے اور فرمایا" اچھا! یہ بات ہے"۔ خادم نے سر جُھکا لیا۔ آپ نے فرمایا" ڈالو پانی"۔ جب خادم نے ہاتھ پہ پانی ڈالا تو آپ نے چھینٹا زور سے دیا، چھینٹا آ

Marfat.com

کے اُس درویش کے لگا، پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ آپ کو حیرت سی ہوئی۔ دوسرا لگا۔ تیسری بار جب آپ نے چھینٹا دیا اور کہا
''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ''

تو وہاں اس درویش نے ایک چیخ ماری اور کہا ''کندھے نو کیا، میں ان قدموں کی خاک کے ذرّے کے برابر بھی نہیں''۔ اور وہاں سے بھاگے۔

اس کے بعد وہ تمام عُمر جب تک حیات رہے کسی سے بولے نہیں۔ حجرے کا دروازہ بند رکھا۔ یعنی مرید کی غیرت نے گوارا نہیں کیا کہ وہ پیر جس نے ساری عمر مجھ پر کرم ہی کرم کیا ہے، آج اگر اس کی مشکل کا وقت ہے تو میں اس کو ننگا کروں، یا دوڑ کر بھاگوں، یا یہ دیکھوں کہ روحانی دولت کس طرح لُٹتی ہے۔ اُس نے اپنا آپ قربان کر دیا۔ کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میری اتنی خدمت کس روز کام آئے گی۔ اُس کے حُسنِ جواب کو دیکھئے، اُس کی ادا کا حُسن دیکھئے۔

بچپن سے کانٹوں کا درخت، خارِ مغیلاں فلاں فلاں، دیکھے۔ یہ ضرور ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا میں، جب جنگ چھڑی تھی، تو پیپر پن کم ہوگئیں۔ ہمیں پن کی جگہ کانٹے استعمال کرنے کو کہا گیا، اتنا عروج تو ہم نے اپنی زندگی میں ان کانٹوں کا دیکھا۔ یہ عروج تو آپ نے کانٹوں کا دیکھا، لیکن کانٹوں کے ساتھ سیب یا سنگترہ،

Marfat.com

اس قسم کی چیز آپ نے نہیں دیکھی ہوگی۔ ان کے قد چھوٹے ہی رہے مگر ایسے خوب صورت کہ جناب یہ ناگپور کا سنگترہ ہے، یہ فلاں ہے، یہ فلاں ہے، ہر پھل اپنی لذت اور اپنا مزہ الگ رکھتا ہے۔ لیکن کانٹے، ان کا قد بڑا، ساری باتیں بڑی، کانٹوں کی تعداد لاتعداد، مگر ہاتھ اگر کسی اندھے کا پڑ گیا، تو ہاتھ اس کا زخمی ہوگیا، خون بہنے لگ گیا۔

توعزیزانِ من! دُنیا کی زندگی جو ہے، یہ ایک غفلت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اگر جسامت کے لحاظ سے چُننا ہوتا تو اپنی رہائش گاہ تو جسم کے بڑے بڑے حصے موجود ہیں۔ سینہ بڑی چوڑی جگہ ہے، یہاں آ کے رہتا۔ کھوپڑی گول ہے، اتنی مضبوط ہے اس کا قیام یہاں ہوتا۔ ریسٹ ہاؤس یہی ہوتا۔ مگر اس نے کہا۔ نہیں دل! اور پھر کہا کہ دل بھی وہ، میرا مقام اس دل میں ہے جو ٹوٹا ہوا ہے۔ جُڑے ہوئے جو دل ہیں، وہاں میرا مقام نہیں، وہاں گزر ہو سکتا ہے، اگر مجھے ڈھونڈنا ہے۔ اسی لئے درویش اور فقیر کہتے ہیں۔ ؎

گرم رکھتے ہیں ملاقات بد و نیک سے ہم
تیرے ملنے کے لئے ملتے ہیں ہر ایک سے ہم

وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ مخالف بیٹھا ہوا ہے،

Marfat.com

یا فلاں شخص یہ کہے گا۔ کہے گا تو کہے۔ فقیروں کا جواب صاف ہے۔

نیک نے نیک اور بد نے بد جانا مجھے
ہر ایک نے اپنے ہی درجے میں پہچانا مجھے

کمال اُس کا ہے، میرا کوئی کمال نہیں۔ جس کے اندر گند اور فضلہ تھا اُس کو اسی کی بُو آئی۔ اور جس کے اندر گلاب لگے ہوئے تھے، ان کی مہک کا اُس نے مزا لیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سب پر رحم کرے، برکتیں عطا فرمائے۔ سب کی حاجات پوری کرے۔ مسلمانانِ عالم کو عزت دے، پہلے تو سچا اور پکا مسلمان بنائے، پھر محبت اور اخوت عطا کرے۔ ہمارے سب گناہ معاف کرے۔ جو حاضر ہیں اور جو غائب ہیں، اور جو بھی محبت کرنے والے ہیں، محسنین ہیں، جن جن کی نیکیاں ہیں، ہمارے ساتھ سب پر کرم فرما۔ ملک کمزور ہے اے مالک! شر پر اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اُن کی سچائیاں تُو جانتا ہے کہ کتنے مخلص ہیں وہ۔ یہ جو نعرے ہیں، تُو خوب اچھی طرح واقف ہے۔ تُو دیکھ رہا ہے کہ بتیس برس سے ملک کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اس ملک کی عطا تیری نعمت ہے۔ تُو نے ہی اس کی حفاظت کرنی ہے، ورنہ دشمن اس کو اپنا لقمہ سمجھ کے کھا جائیں۔

Marfat.com

اے دلوں کے پھیرنے والے خدا، اے رب العالمین، اے اللہ! آپ کے پیاروں کا دامن تھام کر آپ کی درگاہ عالی میں حاضر ہوئے ہیں۔ یا اللہ نظرِ کرم فرما۔ یا اللہ سب پر رحم و کرم فرما۔ یا غفور رحیم سچا توکل عطا فرما۔ دل کی سچائی عطا فرما۔ یا اللہ قلوب کے فاصلے مٹا۔ آپس میں محبت اور اخوت عطا فرما۔ یا غفور الرحیم ہماری زبانوں کو ذکر سے جاری فرما۔ ہماری پریشانیوں کو دُور فرما دے، ہم سب کی پریشانیاں دور فرما دے۔ یا اللہ ہمارے باطن کو اپنی خالص محبت سے بھر دے۔ یا غفور الرحیم اپنی عظمت سے ہمارے سینے لبریز کر دے، یا غفور الرحیم ہم سب کی پریشانیاں دُور فرما دے۔ یا اللہ جو قلوب غم آلود ہیں اُن پر کرم فرما دے۔ یا غفور الرحیم جو پریشانی میں مبتلا ہیں اُن کی پریشانی دُور فرما دے۔ یا اللہ جو مصائب سے دو چار ہیں اُن کے مصائب دُور فرما۔ یا اللہ تو خواہشیں پوری کرنے والا ہے تو اپنی نظر کرم فرما دے۔ یا غفور الرحیم فضا میں کیف و سرور ہے، آپ کے پیاروں کا دامن بھی ضرور ہے تھام کے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ یا اللہ ہم سب بہن بھائی اور سب بزرگ آپ کی درگاہ پر حاضر ہیں۔ آپ نے کہا مانگو۔ ہم مانگتے ہیں۔ ہم پر انعام و کرم فرما، اپنے حبیب پاک کا کرم فرما، اپنے پنجتن پاک کا کرم فرما، مولائے کائنات

Marfat.com

کا کرم فرما۔ یا غفور الرحیم صدقہ سیدنا غوث اعظم کا کرم فرما۔ یا غفور الرحیم صدقہ حضرت غریب نواز ہندالولی کے در کا فرما۔ یا اللہ سب اپنی خواہشیں لے کر آئے ہیں، یا غفور الرحیم سب کے دلوں کو جاننے والا تُو ہے۔ اے بھیدوں کے مالک، اے وہ بھید جو چھپے ہوئے بھید ہیں، اے تو کہ تیرے سوا کوئی دلوں کے اندر جھانک نہیں سکتا نظرِ کرم فرما۔ یا اللہ ہمارے گناہ معاف فرما۔

یا اللہ، یا رحمٰن و یا رحیم۔ یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم۔ یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم، رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ یَا خَیْرَ الرَّاحِمِیْنَ، رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ یَا خَیْرَ الرَّاحِمِیْنَ، رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ یَا خَیْرَ الرَّاحِمِیْنَ آمین۔ آمین۔ آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ

مدعا عرض کرنے کا یہ ہے کہ آپ کے مرشد پاک حضرت شاہ محمد عارف رحمتہ اللہ علیہ قادری، صابری، نظامی، جن کے اسم مُبارک سے آپ عارفی کہلاتے ہیں، اور وہ سلسلۂ عارفیہ کے بانی ہیں۔ یہ تعلق جو میں مُرشد کی نظر سے دیکھتا ہوں، اگر آپ واقعی عارفی ہیں تو میں آپ سے مخاطب ہوں، کیونکہ ہر عارفی کو مُرشد پاک کے تعلق جاننے کی فکر ہوتی ہے، ایک جذبہ ہوتا ہے، ایک

Marfat.com

وہ محبت کی تحریک ہوتی ہے کہ جس کی تڑپ کے تحت اس کی نبض کی دھڑکن تیز ہوتی ہے۔ جس کے زور سے اس کے چھپے ہوئے جذبات گرم اور وہ لمحہ بہ لمحہ شدت اختیار کرتے ہیں، حدت اختیار کرتے ہیں۔

دو کشتیوں میں قدم رکھنے والا ہمیشہ خطرے سے دوچار رہتا ہے۔ آپ میں سے بیشتر حضرات نے اپنے مرشد پاک کو دیکھا نہیں ہے غالباً۔ بحیثیت ان کے گھر کے رُکن کے مجھے یہ ضرور خیال ہے کہ اگر ان کی آواز مُبارک آپ کے کانوں میں پڑ جائے تو جسمانی لحاظ سے نہیں تو کم از کم رُوحانی لحاظ سے اُن کی آواز کی محسوسات اور احساسات کی واردات، آپ کے قلب کو میں سمجھتا ہوں ضرور ہونی چاہیئے۔ اور یہ عارف کی ایک ابتدائی کڑی ہوتی ہے، کیا آپ میں وہ جذبہ ہے؟

Marfat.com

صحیح عقیدہ

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ"

---

۲۷ فروری ۱۹۹۶ء

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم ۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ حبیبہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم ۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

امّا بعد،

عزیزانِ من! رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ جو اُن کو گالی دے گا اُس پہ خُدا کی لعنت ہے"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کو گھٹائے گا۔ خبردار! تم اُن کے ساتھ نہ کھانا، نہ نکاح کا سلسلہ کرنا نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھنا۔ ایسے لوگوں پر

Marfat.com

لعنت کرنا جائز ہے۔

عزیزانِ من!

ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ ضروری صحیح دینی علم حاصل کرے، مُراد یہ ہے کہ کسی عالمِ حق سے علم حاصل کرے، تاکہ اُسے صحیح عقیدہ معلوم ہو اور وہ اُس پہ عمل کر سکے۔ اگر کسی کو قبلہ کا رُخ معلوم نہیں اور وہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھ رہا ہے، کیا اُس کی نماز ہو گی؟ اگر وہ کسی گستاخِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے، کیا اُس کی نماز قبول ہو گی یا اُس کے مُنہ پر ماردی جائے گی؟

بخشش عمل پر ہے اور آپ کی نیّت پر ہے، یعنی نیّت خالی اللہ کے لئے ہو، نہ کہ دُنیا کو دکھاوے کے لئے ہو۔ پھر عمل میں تقویٰ ہو۔ یعنی جہاں تک ممکن ہو سکے جس طرح اللہ اور نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اُس کے مطابق عمل کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بہترین عمل ”اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ“، یعنی خدا کے لئے دوستی رکھنا اور خدا کے لئے دُشمنی رکھنا۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ اللہ کے دوستوں سے اور نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اور اُن کے پیاروں سے محبت کرنا اور اُن کے دُشمنوں سے دُشمنی رکھنا۔ جب دُشمنوں کی صحبت میں آپ کی اولاد یا آپ خود جانے لگیں گے، تو ایسے خوفناک حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز

Marfat.com

دی ہوئی ہے، مگر گھر میں جہنم کی آگ جل رہی ہے۔ کیونکہ جب شادی بیاہ ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو ہم عقیدہ ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو لڑائی جھگڑے، طلاقیں، مقدمہ بازیاں، مار پیٹ شروع ہو جاتی ہے۔ اس کا اثر اولاد پر بہت زیادہ پڑتا ہے۔

اہلِ سُنّت والجماعت جو ہے اب اُس کا اللہ ہی حافظ ہے۔ وہ ہر ایک کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں، چاہے قبول ہو یا نہ ہو۔ دوسرے فرقے کے جو لوگ ہیں، اُن کے پاس ذرائع وسائل اور تیز دماغ والے لوگ ہیں۔ وہ بدعقیدگی کا زہر بڑی تیزی سے پھیلا رہے ہیں۔ گلی گلی قرآن کا درس دیا جا رہا ہے، قرآن کے ترجمے بدل بدل کر۔ عام لوگ ہوتے ہیں، کوئی عالم دین تو ہوتے نہیں جو ٹوک دیں۔ لہٰذا جو لوگ اُن کے درس میں بیٹھتے ہیں اور ایسی مجالس میں جاتے ہیں، وہ اُن کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔

جب کوئی حل نظر نہیں آتا تو ہم فقیروں کے پاس انھیں آنا پڑتا ہے۔ کوئی کہتے ہیں کہ لڑکی کسی قادیانی سے شادی کرنا چاہتی ہے، کوئی شیعہ سے، کوئی کہتا ہے کہ میری بہن کے عقیدے کا پتہ نہیں تھا وہابی نکلی، کوئی کہتے ہیں کہ ہمارے لڑکے شیعوں کی مجالس میں جانے لگے ہیں، آپ کچھ کریں۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ اگر عدالت میں آپ دعویٰ دائر کریں اور اپنے دعوے کے کاغذ پر اسٹمپ فیس نہ لگائیں،

Marfat.com

توکیا عدالت کیس سُنے گی ؟ وہ کیس خارج کر دے گی۔ تو پہلے اپنی اسٹمپ فیس تو لگائیے۔ اسٹمپ فیس سے مطلب کیا؟ عقیدہ صحیح رکھنا اور درست رکھنا، یہ ہے اسٹمپ فیس۔

ایک دن ایک صاحب بمع اپنی بیگم صاحبہ کے جو نئی روشنی کی ہیں، میرے پاس آئے، کہنے لگے" ایک مہینہ ہوا، کوئی بھی کام کرتے ہیں تو نقصان ہو جاتا ہے۔ بیگم صاحبہ کی صحت بھی درست نہیں رہتی، میری بھی۔ اور ایک گھبراہٹ سی رہتی ہے۔"

سکوت کرنے کے بعد، آنکھیں کھول کر میں نے اُن سے پوچھا کہ " اس ایک مہینے کے اندر آپ کسی فنکشن میں گئے ہیں، مذہبی یا غیر مذہبی؟"

کہنے لگے" یاد نہیں پڑتا، مگر ایک دوست دنوٹ فرمایئے دوست) قادیانی فیملی کا، اُن کے ہاں کوئی مر گیا تھا، میں گیا تھا۔" میں نے پوچھا" آپ نے نمازِ جنازہ پڑھی؟" بڑے آرام سے کہنے لگا"ہاں پڑھی! اس سے کیا ہوتا ہے۔ اور جو بعد میں فنکشن ہوئے، اُن میں بھی شرکت کی دوستی کے تقاضے سے۔"

اس پر میں نے کہا" یہ اُس دوستی کی سزا ہے، اس کو بھگتیئے"۔ پھر میں نے کہا" اللہ کے دشمنوں سے لگاؤ رکھنا، اُن سب چیزوں کو تو آپ جائز سمجھتے ہیں، اپنی مرضی اور اپنے حکم سے۔ بعض دفعہ دنیا میں پکڑ

Marfat.com

ہو جاتی ہے بعض دفعہ آخرت میں۔ آپ کی بہیں پکڑ ہو گئی"۔

پھر میں نے کہا کہ" ماں باپ کے کتنے حقوق ہیں۔ اگر وہ کافر بھی ہیں اُن کا حکم مانیں اور خدمت کریں۔ جب تک کہ وہ آپ کو دین کے خلاف کوئی حکم نہ دیں"۔ یہاں جو ماں باپ یا اولاد بیٹھے ہوئے ہیں' یہ اچھی طرح سمجھ لیں۔ میں نے اُن کو کہا کہ" کل کو آپ کا کوئی شیعہ دوست مر گیا تو اس کی بھی ساری رسمیں پوری کریں گے اور اپنی اولاد اور گھر والوں کو بھی کہیں گے کہ وہ بھی اُن کا ساتھ دیں، اس طرح اُن کا بھی بیڑہ غرق کریں"۔

اگر ماں باپ دین کے معاملے میں غلط حکم دیں تو اولاد کی نافرمانی جائز ہے۔ اسی طرح بیٹے، بیٹی اگر غیر مذہب کی شادی کے لئے دباؤ ڈالیں تو وہ سختی سے انکار کر دیں اور سختی سے سرزنش کریں۔ آج غیروں میں آپ جائیں تو ایک ہی گھر میں وہابی ملے گا، شیعہ ملے گا، بوہری ملے گا، قادیانی ملے گا، تو پھر مسلمان پر خدا کا عذاب پڑتا رہے گا یا نہیں؟

حدیث شریف میں ہے کہ" ماں باپ جو اولاد کو بہترین تحفہ دیتے ہیں وہ اچھی تربیت ہے"۔

ماں باپ اچھی طرح جان لیں کہ اگر شرعی تربیت نہ دینے کی وجہ سے اُن کی اولاد گناہ کرتی ہے تو ماں باپ مر بھی گئے اس گناہ کی سزا میں اُن کا بھی حصّہ ہے اور اگر اچھی تربیت دی تو اُن کی نیکیوں

Marfat.com

میں ماں باپ کو اُس جہان میں بھی حصّہ ملے گا۔

وہ صاحب کہنے لگے "دوستی کی وجہ سے جانا پڑا"۔ یعنی قادیانی کی دوستی کا اتنا خیال اور اللہ کے عذاب سے ڈر نہیں، اور اس کی کھُلم کھلا حکم عدولی کر کے وہ خود بھی گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ اُن کو دیکھ کر اس گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں وہ بھی۔

چند روزہ زندگی ملی انسان کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں نے انسان اور جن کو پیدا ہی صرف اپنی عبادت کے لئے کیا"۔ اور پھر فرمایا "اللہ نے موت اور حیات اس دنیا میں اس لئے پیدا کیں کہ وہ دیکھے کہ تم میں سے کون نیک عمل کرتا ہے"۔

یہ باتیں اس لئے واضح کردیں کہ ہم سے مختلف سوال کئے جاتے ہیں، اس لئے میں نے یہاں جواب دیئے۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ جو اللہ، اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم، اور اہل سُنت والجماعت کے پیرو ہیں، ان کی فقہ کے احکام ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

(اور ہمارے ذمّہ پہنچا دینا فرض تھا)

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ
وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

Marfat.com

درس

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ"

---

۹ فروری ۱۹۹۵ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ!

عزیزانِ من!

میں ایک نہایت ہی اہم مسئلہ پر آپ سے مخاطب ہوں، اور بڑے دُکھ کے ساتھ۔ جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو راہِ ہدایت دکھائی، ان کے وسیلے سے کلام پاک عطا ہوا۔ آپ کے وصالِ مُبارک کے بعد احادیث شریف محفوظ ہوئیں۔ آپ کی سُنّت کے بارے میں تفصیل موجود ہے۔ لیکن جب دینِ اسلام کی تبلیغ شروع ہوئی تو یہودی، عیسائی، آتش پرست، کفّار، مشرک، ہندو کے دلوں

Marfat.com

ہیں دشمنی بڑھ گئی۔ کیونکہ مسلمان ایک سیلاب کی طرح ساری دُنیا میں پھیلتے جا رہے تھے، وہ ایسا سیلاب بن گیا کہ اُسے کوئی روک نہ سکا، دُنیا کا کوئی کونہ نہ رہا جہاں اسلام نہ پھیلا۔

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ تلوار کے ساتھ تو مقابلہ ممکن نہیں، تو پھر انہوں نے منافقت کی چالیں شروع کیں، مسلمانوں کے اندر فرقے پیدا کرنے کی کوششیں کیں، لڑائیاں کرانے کی کوششیں کیں، غلط فہمیاں پیدا کیں۔ انہوں نے ریسرچ کی اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ جب تک مسلمانوں کے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجزن ہے، دنیا کی کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکتی۔

اُس وقت بھی یہ صحیح مُسلمانوں کی تعداد اتنی نہ تھی، کلمہ گو مُسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے تھے۔ جیسا موقع دیکھتے تھے، اپنی روش بدل دیتے، مفاد پرستی اُن کا دین تھا اور مسلمانوں کو تہس نہس کرنا اور دینِ اسلام کو مٹانا اُن کا مقصد تھا، چنانچہ انہوں نے اپنی ساری قوت اس پر صرف کر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے مٹا دی جائے۔ جب یہ ہوگا تو پھر قرآن کریم کی عظمت اور احادیث شریف کی عظمت ختم ہو جائے گی۔ جب یہ ختم ہو گی تو پھر اللہ تعالیٰ کو کون یاد کرے گا؟ کون پہچانے گا۔ یوں اس پلان پہ انہوں عمل شروع کیا اور وہ عمل آج

Marfat.com

تک جاری وساری ہے۔

آج آپ جائیں، چالیس مُسلم ممالک ہیں، وہاں مسلمان تو ملنا مشکل ہے، ہاں کلمہ گو مل جائیں گے۔ دینِ اسلام کا نام کہیں نہیں۔ مساجد موجود ہیں، اندر جائیں تو جو نماز پڑھ رہے ہیں وہ بھی فری اسٹائل میں پڑھ رہے ہیں۔ کسی کے سر پر ٹوپی نہیں، کوئی جینز پہنے ہوئے ہے۔ کسی کے کچھ کسی کے کچھ۔ ایک عجیب منظر ہے، جیسے ایک چڑیا گھر ہے، جس میں جانور اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ کوئی ادب نہیں، کوئی تمیز نہیں۔

اب صورتِ حال یہ ہوئی کہ سعودی عرب میں وہابیوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ ترکی کے اندر سُلطان عبدالحمید جو آخری بادشاہ تھا، جسے خلیفہ کہا جاتا تھا، اُسے شکست ہوئی اور وہ معزول ہوا۔ اتاترک نے جگہ لی، اتاترک ایک بے دین آدمی تھا، سیکولر اور بے دین انسان تھا۔ اُس نے کہا کہ نماز بھی ترکی زبان میں پڑھو۔ اور بہت سی بُری باتیں ہیں جن کے بُرے اثرات ترکی میں نظر آتے ہیں لیکن ے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

آج وہاں بھی احیاء دین کی تحریکیں ہیں۔ معیبت یہ ہے کہ جس ملک میں کوئی اسلام کا نام لیتا ہے، اس ملک کے حاکم یا مسلمان جو

Marfat.com

ہیں وہ عیسائیوں کا راگ الاپتے ہیں۔ عیسائی ان کو Fundamentalist (بنیاد پرست) کہتے ہیں۔ Militant (جنگ جو) کہتے ہیں۔ لیکن اب تو یہ بھی ان کو Fundamentalist اور Militant کہتے ہیں۔ ان کو گولیاں مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ وبا یہاں بھی آ چکی ہے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ جی Religion (مذہب) میں Terrorism (دہشت گردی) ہے۔ Religion میں کہاں ہے۔ Terrorism تو سیاست میں ہے، جو سراسر خباثت ہے۔ سراسر کثافت ہے۔ سراسر غلاظت ہے۔

چنانچہ یہ ہوا کہ سعودی عرب نے تجوریاں کھولیں، خوب پیسے دوسرے ملکوں میں بھیجے۔ انڈیا میں بھی پاکستان میں بھی، جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں بھی وہاں سے وہابی علماء کو بلایا گیا، اور یہاں اُن کو عہدے دیئے گئے، لیکن کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور یہ بڑے طریقے سے چلتے ہیں۔ اب یہ زور پکڑ گئے ہیں، یہ تو زور پکڑتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے عام مسلمان جو ہیں، وہ اپنے دین سے نابلد ہیں، پہلے ماں باپ جو تھے وہ بچّوں کو مکتب بھیجتے تھے۔ وہ حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی گلستان بوستان پڑھتے تھے، کلام پاک پڑھتے کچھ حدیث پڑھتے تھے، یوں اُن کی ایک بنیاد پڑ جاتی تھی۔

Marfat.com

اب ماں باپ کلب جاتے ہیں، جو کلب جانے والے نہیں وہ رشتے داروں کے گھر میں گھسے رہتے ہیں۔ دعوتیں ہو رہی ہیں۔ ہی ہا ہُو ہا کی محفلیں منعقد ہو رہی ہیں۔ پھر یہ ویڈیو آگیا، ایسی ایسی ترکیبیں چلائیں کہ سارا گھر بیٹھے فلمیں دیکھ رہا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اُسی ویڈیو کے ذریعے فحش فلمیں آنی شروع ہوگئیں۔ گھروں میں بچّوں نے کمرے بند کر کے وہی فلمیں دیکھنا شروع کیں، یوں مسلمانوں کی بنیاد کو اکھاڑنا شروع کر دیا۔

یہ تبلیغی جماعت میرے سامنے قائم ہوئی، مولانا الیاس اس کے بانی تھے۔ جماعتِ اسلامی میرے سامنے قائم ہوئی۔ ابو الاعلیٰ مودودی اس کے بانی تھے۔ ان کے جو اکابرین تھے میں اُن سے واقف تھا۔ میں یہاں ایک بات کہہ دُوں کہ میں جب طالبِ علم تھا تو میں کٹّر دیو بندی تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بریلوی مسلک کی کوئی کتابیں نہیں تھیں۔ اگر تھیں تو کسی کو پتہ ہی نہیں تھا۔ لیکن ایک بات ضرور تھی کہ جو بنیاد ہے، جو اصلی چیز ہے وہ ہمارے دلوں کے اندر ہمارے ماں باپ نے ٹھیک طرح سے ڈال دی تھی، وہ بنیاد کیا ہے؟

وہ یہ کہ کیسے ہی بڑے عالم کی کتاب ہو، یا کتنے ہی عزیز رشتے دار ہوں، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو وہ کافر

Marfat.com

ہے، خبردار جو اس کے ساتھ لگو۔ اس سانپ سے بچو، اسے اگر مار نہیں سکتے تو اپنے آپ کو اس سے بچاؤ۔

ایک کتاب میری نظر سے گزری۔ اس میں جو میں نے ایک جُملہ پڑھا، لرزا دینے والا تھا۔ ایک شخص جو اپنے آپ کو عالم کہلاتا تھا کئی سو کتابیں لکھیں۔ پورے ہندوستان میں ڈنکا بج رہا ہے۔ اس نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں ایسا گستاخانہ جملہ لکھا تھا کہ میں لرز کے رہ گیا۔ میں نے وہ کتاب پھینک دی۔ یہ وہ دن تھے جب میں ریسرچ کے لیئے ڈھونڈ ڈھونڈ کے کتابیں خریدتا تھا۔

میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہابی، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت یہ تو ہیں دیو بندی، لیکن دیو بندی بذاتِ خود، اور اہلسُنّت والجماعت میں جو اہلِ حدیث کہلاتے ہیں، ان میں بھی بے شمار کٹر وہابی ہیں۔ لیبل دوسرا ہے۔

عزیزانِ من! اگر وسکی بھری ہے کسی بوتل میں اور ہمدرد دواخانہ کا لیبل لگا دو شربت رُوح افزا، کا تو کیا وہ رُوح افزا بن جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ تو بس لیبل لگا ہوا دیو بند کا۔

ان لوگوں کی ایک طاقت تھی اور اب بھی ہے۔ ان لوگوں کا ایک سسٹم ہے کام کرنے کا، جو کہ بریلویوں میں نہیں ہے۔ معاف کیجیئے گا عقیدہ ان کا صحیح ہے، اعمال ان کے وہی ہیں۔ پیسے کے پیچھے دوڑنا

Marfat.com

مفاد پرستی، ساری چیزیں کوٹ کوٹ کے بھری ہیں یعنی ان میں بھی ہر ایک کی قیمت موجود ہے۔ خریدے جاسکتے ہیں آرام سے، اور آپ دیکھ رہے ہیں۔ لہٰذا احترام ہمیں عقیدہ کا ہے۔ ہم شخصیت پرست نہیں ہیں، کسی کی ذات کو نہیں پوجتے۔

آپ دیکھیں، یہ تبلیغی جماعت والے جو ہیں، ان کو پہلے کپڑے پہننے نہیں آتے تھے، اتنے میلے کپڑے ہوتے تھے، بدھو، جاہل۔ ہوتے ہوتے آہستہ آہستہ یہ پڑھے لکھوں میں گھس گئے۔ آج، جناب رائے ونڈ میں جو اجتماع ہوتا ہے، اس میں سات آٹھ لاکھ آدمی آتے ہیں، آج صدر بھی وہاں جاتے ہیں۔ وزیرِاعظم بھی جاتے ہیں۔ بہرحال یہ اس جماعت کی اپنی محنت ہے۔

جماعتِ اسلامی کو کوئی پوچھتا نہیں تھا۔ مولانا مودودی کو فتوے بھی لگے ہیں۔ لوگ نفرت سے دیکھتے تھے۔ چلتے چلتے یہ بھی پہنچ گئے، ایک شخص غلام احمد پرویز تھا۔ اس نے دین کی بنیادیں اکھاڑ دیں۔ مولانا مودودی نے ٹکر لی، لیکن وہ چل نہیں سکا۔ وہ (پرویز) طلوعِ اسلام نکالتا تھا۔ اس نے ایسی خوفناک کتابیں لکھیں کہ اگر کسی کے پاس دین کا علم نہ ہو تو وہ آنِ واحد میں گمراہ ہو جائے۔

پھر قادیانیوں نے اپنے شوشے چھوڑے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک فرقہ ہے وہ اپنے آپ کو لاہوری کہلاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو

Marfat.com

(نعوذ باللہ من ذالک) نبی نہیں کہتے، ہم تو امام کہتے ہیں۔ آپ نے سُنا ہم تو امام کہتے ہیں۔ ارے تم کہتے ہو امام، وہ کہتا ہے میں نبی ہوں۔ تم تو قادیانیوں سے بھی بدتر ہو، وہ نبی کہتا ہے اور تم اُسے امام کہہ کے مانتے ہو۔ قادیانی نبی کہہ کے مانتے ہیں۔ یہ بھی دین میں گھسے ہوئے ہیں۔ پھر شیعہ بھی بیچ میں گھس گئے ہیں۔ اب ایک برادری ہے، اس میں شیعہ بھی ہیں، قادیانی بھی ہیں، وھابی بھی ہیں، پرویزی فرقے کے بھی ہیں۔ یہ سارے اس میں موجود ہیں۔ چنانچہ مذہب کو بالائے طاق رکھ دیا۔

اہل والجماعت تو سُنّت کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں جی ہم تو Broad-Minded (فراخ دل) ہیں۔ یہ شادی بیاہ ہوتے رہتے ہیں۔ آخر خون ہے، ہم کدھر جائیں، لہٰذا قادیانی ڈھونڈ لیا، شیعہ گھس گیا۔ وہابی کو لیا، پرویزیوں میں کیا۔ ایک کچھرا بن گیا۔ جو تھوڑا بہت ایمان تھا عقیدہ تھا، اس کا بھی ستیاناس ہو گیا، بلکہ میں تو کہوں گا سوا ستیاناس ہوا۔

آج اس وقت کسی کو صحیح بات بتانا بہت مُشکل کام ہو چکا ہے۔ میں اس وقت خطاب اس لئے کر رہا ہوں کہ ان کی Latest (تازہ ترین) پلان یہ ہے کہ گلی گلی، کوچے کوچے میں عورتیں جو ہیں وہ درس دیں۔ یاد رکھو، کسی گھر کو قابو کرنا ہو، تو اس گھر کی عورت کو قابو کرلو،

Marfat.com

خاوند، بچے سب قابو ہو جاتے ہیں۔ دیکھ لیں ان کی ترکیب، جس کی وجہ سے درس اتنی تیزی سے جاری ہو گئے ہیں۔ ان کے پاس پیسہ بہت ہے، فنڈز بہت ہیں۔

بریلوی فرقے کے لوگوں نے قلمی جہاد کیا، کتابیں بہت لکھیں، اب بھی لکھی جا رہی ہیں۔ ان کے دارالعلوم بھی ہیں، سب کچھ ہیں لیکن وہ کچھ طاقت حاصل نہ کر سکے۔ ان کی کوئی Say (با اختیار آواز یا نمائندگی) نہیں۔

یاد رکھو! طاقت جب ہوتی ہے جب عوام مانیں، یا عوام اگر نہ مانے تو حکومت آپ کو مانے۔ نہ ان کو حکومت مانتی ہے نہ عوام مانتی ہے۔ بہرحال ان کو نفرت سے دیکھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جی، یہ تو مشرک ہیں، صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں، یہ شرک کرتے ہیں۔ اب میں اگر آپ سے عالمانہ تقریر کروں، عالمانہ نکتہ بتاؤں، کتابوں کے حوالے دُوں۔ جو بھی چاہے، میری قلندرہ سے کتابوں کے نام لے لے۔ موجود ہیں۔ وہ خرید کے خود پڑھ لیں۔ جماعتِ اسلامی کے بارے میں، تبلیغی جماعت کے بارے میں، وہابیوں کے بارے میں، دیوبندیوں کے بارے میں، پرویزیوں کے بارے میں، بچوں کو بھی پڑھائیں۔ اب یہ لاکھوں آدمی جو اُن کے ساتھ لگ گئے ہیں، یہ تو کل کہیں گے۔ "اے اللہ تعالیٰ! ہمیں تو معلوم نہیں تھا، ہم تو ان کو نیک آدمی سمجھتے

Marfat.com

تھے۔"نہیں یہ عُذر قبول نہیں ہوگا۔

ایک شخص قتل کر دیتا ہے۔ جج اس کو پھانسی کی سزا سُناتا ہے۔ وہ بڑی معصومیت سے کہتا ہے۔

"حضور، خدا کی قسم، مجھے اگر معلوم ہوتا کہ اس کی سزا پھانسی ہے۔ میں ہرگز قتل نہ کرتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں قسم کھاتا ہوں، میں آئندہ کبھی قتل نہیں کروں گا۔"

میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا جج معاف کر دے گا؟ وہ کہے گا نہیں، Ignorance of law is no excuse (قانون سے عدم واقفیت کوئی عذر نہیں) کہ تم قانون نہیں جانتے، اگر نہیں جانتے تو واقف ہو جاؤ، تمھیں قانون کو جاننا چاہیئے تھا، تمھارا قصور ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے بندہ جب کہے گا، تو اللہ تعالیٰ یہ بھی تو کہے گا کہ اپنی اولاد کے پالنے میں، کپڑے کے خریدنے میں، جائیداد بنانے میں ہر بُرے کام کے اندر تو نے ٹکریں ماریں، لیکن میری راہ کے لئے تُو غافل رہا۔ میں نے کہا بھی کہ میری راہ میں کوشش کرو، مجھ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈو۔ تم نے کوئی وسیلہ ڈھونڈا؟ کوئی پیر و مُرشد ڈھونڈا؟ میرے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسُوہ حسنہ کو پڑھا؟ اُن کا مقام سمجھا؟ یا تُو خالی ٹکریں مارتا رہا؟ اٹھک بیٹھک

Marfat.com

کرتا رہا؟

جو عبادت محبت سے خالی اور عقیدہ سے خالی ہو، وہ کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

عزیزانِ من! اللہ تعالیٰ پاک صاف ہے۔ اس نے کہا کہ میں پاکیزہ چیزیں قبول کرتا ہوں۔

جہاں عقیدہ نہیں، وہاں عبادت میلی ہو جاتی ہے۔ نامقبول کا ذکر بھی نامقبول۔ مقبول کا ذکر بھی مقبول۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ دو دُودھ کے پیالے سامنے رکھے ہیں۔ ایک دودُھ کے پیالے میں ایک قطرہ پیشاب ڈال دیا گیا، کیا آپ پئیں گے؟ حالانکہ دونوں پیالوں میں دودُھ کا رنگ ایک ہی ہے۔ بُو میں بھی کوئی فرق نہیں۔ آپ اُسے دیکھنا بھی پسند نہیں کریں گے پینا تو درکنار۔ تو جس نے یہ دیکھا کہ اس میں پیشاب کی بُوند پڑی ہے، رنگ وغیرہ سب کچھ ویسے ہی ہے۔ وہ کیسے اُدھر جائے گا، جس نے نہیں دیکھا وہ پئے گا پلید چیز۔

بعینہٖ جس کو عقیدہ کی اہمیت معلوم ہو وہ کتنی ہی تقریریں کریں، کتنی ہی یہ سب کچھ کریں، وہ کبھی بھی اُدھر نہیں جائے گا۔ کتنی ہی داڑھیاں رکھ لیں، کتنی ہی قرآن کی تفسیریں وغیرہ ہوں، وہ جانتا ہے کہ ان کا عقیدہ صحیح نہیں۔ اس دودھ کے پیالے میں پیشاب کی بُوند پڑی ہوئی ہے۔

Marfat.com

لہٰذا جھگڑا کرنا یا فتنہ فساد کرنا، یہ اچھی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اچھی چیز یہ ہے کہ آپ اس سے بچیں۔ اگر آپ میں طاقت ہے تو پھر اس کو کچلیں، طاقت نہیں تو شرمت پھیلائیں۔ کیونکہ یہ کام حکومت کا ہے۔ احکامات کا نفوذ حکومت کا کام ہے۔ آپ کا نہیں۔ یا علماء کا کام ہے کہ فتویٰ دیں۔ اب وہ علماء چلیں گے۔ آپ یہ اور ہم یہ مولوی جلدی فتوے دیتا ہے۔ اور بڑے بڑے کام ہو رہے ہیں' یہ مولوی چپ، اس لئے کہ پردے کے پیچھے مولانا بھی وہی کام کر رہے ہیں۔

جب ان کا انتقال ہوتا ہے تب پتہ چلتا ہے کہ ایک بیوی لیڈی ڈاکٹر بھی تھیں۔ یا زندگی میں پتہ چلے گا کہ چار ہیں، مگر ایک عیسائی ہے مسلمان ہوگئی۔ اس کو کیا مسلمان ہونا، جو صرف شادی کی خاطر مسلمان ہو، اس نے کیا مسلمان ہونا۔

تو عزیزانِ من! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، اسے غور سے سنو۔ میں کتابوں وغیرہ کے حوالے نہیں دوں گا۔ وہ چیزیں آپ کے مغز میں آئیں گی نہیں، میں سیدھی بات کروں گا۔ دو جمع دو برابر چار۔ دو جمع دو برابر تین نہیں، دو جمع دو برابر پانچ نہیں۔

Marfat.com

(ریاضی کی بات ہے۔ اصلی اور حقیقی بات، منطق)

یہ درس جو دیتے ہیں، کبھی آپ نے یہ بھی سُنا کہ درس ختم کرنے کے بعد انہوں نے درود پڑھا ہو۔ یا صلوٰۃ وسلام پڑھا ہو، آپ کہہ کے دیکھیں، آپ کا سر پھوڑ دیں گے۔

اب میں آتا ہوں دوسری طرف، آپ قرآن پاک کی طرف آئیں اللہ جلّ شانہٗ نے اگر کسی وظیفہ کا حکم دیا ہے اور کوئی وظیفہ خود پڑھا ہے (یا اس کا ذکر ہے) وہ کیا ہے؛ وہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

یعنی اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود بھیجتے ہیں، اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی نبیؐ کریم پر درُود و سلام بھیجو، جس طرح کہ حق ہے۔ یعنی محبت کے ساتھ۔

بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی عزیزانِ من!

نماز کا رُکن کتنا اہم ہے، یہ کہاں عطا ہوا؟

معراج شریف میں۔

کیسے عطا ہوا؟

یہ تحفہ ملا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم:

Marfat.com

کس کے لئے؟

اُن کی اُمّت کے لئے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اگر معراج عطا ہوئی تو وہ ایک معراج مومنوں کے لئے بھی لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرے مومنین جو ہیں ان کے لئے بھی معراج ہے۔ وہ جب چاہیں مجھ سے ہم کلام ہو سکتے ہیں۔ اور وہ معراج ہے نماز، جو طریقے اور سلیقے سے پڑھیں۔ تو یہ نماز جو فرض ہے، اس میں جب تم سلام دیتے ہو تو سلام سے پہلے درود شریف پڑھنا لازم ہے اور اس میں صرف حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ہی درود نہیں، بلکہ ان کی آل پر بھی بھیجتے ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آل کی عظمت بھی آپ کو بتا دی ہے اور تشہد کے اندر آپ سلام بھیجتے ہیں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم پر، یعنی نماز میں جب تک سلام اور درود نہ پڑھا جائے نماز نہیں ہوتی۔

اور پھر درود کا وظیفہ ایسا ہے جس کا بدل کسی اور وظیفہ میں نہیں، اس میں سب کچھ ہے۔ ذکرِ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہے۔ ذکرِ الٰہ بھی ہے اور بلندیٔ درجات بھی ہے۔ اس کے پڑھنے سے دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں، دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس درجات بلند ہوتے ہیں۔ اور جو پھر درُود پڑھنے والا ہے وہ قیامت والے دن حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قریب ہوگا۔ جو جتنا زیادہ درُود پڑھے گا وہ اتنا ہی مغفرت کا حقدار ہو جائے گا، شفقت کا حقدار ہو جائے گا۔

تو عزیزانِ من! یہ اُن پر خدا کی مار ہے۔ اگر لوگوں میں سمجھ ہو تو وہ اسی وقت ان کو پکڑ لیں اور کہیں۔ پڑھو درود وسلام۔ اگر یہ نہ کریں تو ان کی ٹھکائی کریں کہ اللہ یہ فرماتا ہے اور نماز میں یہ ہے۔ تم کون لوگ ہو، تم کون غدّار ہو اسلام کے جو تخریب کاری چُپکے چُپکے کر رہے ہو۔ اُمتِ مُسلمہ پہلے ذلیل ہو چکی ہے، تباہ ہو چکی ہے۔ او بد بختو! او دشمنانِ اسلام تمہارا تو نام و نشان تک مٹا دینا چاہیئے۔

لوگ درسِ قرآن جا کے سُنتے ہیں۔ تم میں کون ہے جو عربی دان ہے تم میں کون ہے جو صحیح ترجمہ سمجھتا ہے۔ تم میں کون ہے جو صحیح تفسیر سمجھتا ہے۔ جب یہ صورت ہے تو اپنا دین جان بوجھ کر کیوں خطرے میں ڈالتے ہو۔

کسی کی بیٹی بھاگ جاتی ہے، وہ روتا ہوا آتا ہے میری قلندرہ کے پاس کہ ہماری عزّت کا سوال ہے۔ کسی کا نقصان ہو جاتا ہے تو کہتا ہے ہماری عزت کا سوال ہے، ہم نے قرضہ اتارنا ہے، پیسہ نہیں ہے، سب باتوں میں۔ دنیا کی باتوں میں، جس کو فنا ہے بقا نہیں، انسان کا ذرا بھی زیاں (نقصان) ہوتا ہے تو وہ روتا ہے، چیخیں مارتا ہے۔ صد افسوس ہے اے انسان۔ حسرت ہے تجھ پر۔ ہائے ہاتھ، ہائے ہاتھ

Marfat.com

کہ تیرا دین لٹا جا رہا ہے۔ تیرا نورِ ایمان لٹا جا رہا ہے۔ تیرے سینے میں شمعِ رسالت بجھائی جا رہی ہے۔ تیرے دل کو سیاہ کیا جا رہا ہے۔ تُو نفسِ شیطان کا بندہ و غلام ہو جاتا ہے۔ مگر تجھے احساس نہیں ہوتا۔ یہ اس لئے کہ تجھے آخرت کا خوف نہیں اور آخرت کا خوف اُسے ہی نہیں ہوتا جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ پر یقینِ کامل نہ ہو اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت پر اور ان کے پیغام پر یقینِ کامل نہ ہو۔

عزیزانِ من!

میں نے نسخہ بتا دیا ہے۔ بس ان سے کہو کہ اب کھڑے ہو، صلوٰۃ وسلام پڑھو، کلامِ پاک تو سُن لیا۔ اُن کی حقیقت تمھارے سامنے آجائے گی۔ لٹھ لے کے آجائیں گے یا ہاتھ باندھ کے بھاگ جائیں گے۔ اگر دیکھیں گے کہ آپ زبردست ہیں تو پھر بتائیں گے میٹھی میٹھی اور بھلگنے کی کریں گے۔

تو میری درخواست ہے، لڑائی جھگڑے کے لئے نہیں، بلکہ اپنا دین بچانے کی فکر کرو۔ جس طرح تمھاری بہو بیٹی کی عزّت ہے اسی طرح تمھارے دین کی بھی عزت ہے، ایک عصمت ہے، ایک لباس ہے۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دنیاوی لباس کی کوئی اہمیت نہیں سمجھی۔ اگر اہمیت کلام پاک میں بتائی ہے تو وہ تقوے کے لباس کی ہے۔ پرہیزگاری کے لباس کی ہے اور یہ ایک ہی معیار ہے۔ اللہ

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ نے فرمایا دیا۔

"میرے نزدیک جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے، تقوے والا ہے، وہی بزرگ ہے۔ ذات پات کوئی چیز نہیں، یہ تو پہچان کے لئے ہے۔"

تو عزیزانِ من یہ جو درس ہیں، ان سے بچو۔ اب ہر جگہ تبلیغ ہو رہی ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ "ایک وقت آئے گا کہ مولانے جو ہیں وہ اس طرح نکلیں گے جس طرح کیڑے مکوڑے نکلتے ہیں اور تم اُن کی داڑھیاں، ان کی نمازیں اور ان کی عبادتیں جب دیکھو گے تو تم اپنی عبادت کو ہیچ سمجھو گے، کم تر سمجھو گے۔ اور تم اپنے آپ کو ان سے کم تر سمجھو گے، شرمندہ ہو گے"، لیکن...

اب سُننا نکتے کی بات، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں، "لیکن قرآن کریم اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔"

بس یہ ہے نکتے کی بات۔ اب تم ان سے پرہیز کرو۔ میں نے بات آپ تک پہنچا دی۔ آپ اپنے گھروں کے ذمہ دار ہیں، اپنے بچّوں کے ذمہ دار ہیں۔ دین کے معاملے میں سختی کر سکتے ہیں، اجازت ہے۔ حتیٰ کہ چھوٹا بچّہ آٹھ دس سال کا اگر نماز نہ پڑھے تو اس کی ٹھوڑی بہت ٹھکائی بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر اسکول میں دیر ہو جاتی ہے تو آپ ہڈیاں توڑ دیتے ہیں۔ دین کے معاملے میں صفر

Marfat.com

ہے۔ تو ٹھیک ہے۔ ہم چپ ہو جاتے ہیں۔ یہ شرم کا مقام ہے۔
ایک طرف تو ہم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں اور دوسری طرف ہم شیطان کا بندہ بنتے ہیں۔
علامہ اقبالؒ نے فرمایا ؎

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ الا اللہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں!

اور

تیری نماز ہے بے سرور، تیرا امام ہے بے حضور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر

اور

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر

عزیزانِ من! دولت کوئی چیز نہیں، ایمان سب کچھ ہے، اسی واسطے علامہ اقبالؒ نے یہ بھی فرمایا ؎

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

پھر فرماتے ہیں

Marfat.com

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من!

بس میرا فرض تھا آپ تک پہنچا دینا۔ اب آپ پر ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ
وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلُّوْا عَلَيْهِ

يارب صل وسلم دائمًا ابدًا
علىٰ حبيبك خير الخلق كلهم

Marfat.com

ذکر۔ اسراف وغیرہ

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ"

۳۱ مارچ ۱۹۹۴ء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امّا بعد!

عزیزانِ من!

ذرا غور سے سننا یہ واقعہ۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمت اللہ علیہ ایک کامل بزرگ تھے۔ ایک دن جب آپ طوائف کے کوٹھے کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے تو وہاں سے ایک درویش کا گزر ہوا۔ انہوں نے پوچھا کہ میاں صاحب، آپ کیا شغل فرماتے ہیں آدھی رات کو۔ آپ نے فرمایا کل ہمارے لیئے کپڑے کا ایک جوڑا لے کے آنا، ہم آپ کے ساتھ چلیں گے، اور پھر آپ کو بتائیں گے کہ ہمارا شغل کیا ہے۔ درویش بڑے حیران ہوئے

Marfat.com

اور حسبِ ارشاد دوسرے دن جوڑا لائے۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمت اللہ انہیں اپنے ساتھ مسجد میں لے گئے۔ وہاں آپ نے غسل کیا، میلے کپڑے اتارے نیا جوڑا پہنا، پھر ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ فرمایا، آپ بھی "نفی اثبات" کرتے ہیں۔ ہم بھی بے گھر و بے در ہیں، بے نوا ہیں، مگر اس کے در کے گدا ہیں، آج ہمارا بھی "نفی اثبات" دیکھو۔ یہ کہہ کر آپ نے جو سانس بند کی اور "لا" نکالی تو ہر چیز غائب ہوگئی۔ یعنی جب "لا" نکالی تو کوئی چیز نہیں رہی، لیکن آپ خود اسی حالت میں رہے۔ پھر کچھ استغراق کیا، اور پھر جو دوبارہ کہا "اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ" تو ہر چیز پہلے کی طرح موجود ہوگئی۔

غرض آپ اسی طرح ذکر کرتے رہے۔ جب شغل ختم ہوا تو اس درویش نے عرض کی کہ حضرت، آپ کا یہ مقام اور رکوع طواف کا، اس کے نیچے آپ پڑے ہوتے ہیں اس حالت میں؟ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمت اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں، ہم پر بڑی مہربانی ہے سرکار کی۔ ہمارا نام عاشقوں میں ہے۔ بڑی مہربانی ہے۔ وہ پتھر مارتی ہے لیکن ہم دم نہیں مار سکتے۔ اب رہا نماز روزے کا معاملہ، وہ آگے جا کے ساتھ دے گا۔ آپ آئے ہیں، جوڑا ساتھ لائے ہیں، کرلیں گے۔ اس وقت تو اپنی ڈیوٹی پر جا رہے ہیں۔

عزیزانِ من! عرض کرنے کا مطلب یہ تھا کہ کسی پہ اعتراض نہ کرنا، اگر شریعت نظر آئی تو سبحان اللہ۔ نہ آئے، تو پھر اپنے آپ کو خطاوار جاننا کہ کوئی راز ہے جو ہم نہیں جانتے۔ لیکن اس کی تقلید یا پیروکاری ہم سے نہیں ہوسکتی۔

Marfat.com

کیونکہ ہم محمدی ہیں۔ تو اصل چیز ذکر ہے۔ اور اگر یہ اصل نہ ہوتی، تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا۔" اقیم الصلوٰۃ لذکری"یعنی قائم کر نماز میرے ذکر کے ساتھ۔ سمجھ کی بات ہے۔

عزیزانِ من! نمازیں دو ہیں۔ ایک وقتی اور ایک دائمی۔ وقتی یہ ہے جو تم پڑھتے ہو۔ دائمی وہ ہے جو اس فقیر کی طرف سے اور رابعہ کے توسط سے آپ سب کو عطا ہے۔ آپ سوئے ہوتے ہیں تو بھی اگر کسی کے پاس سماعتِ باطنی ہے، تو وہ سن سکتا ہے اللہ اللہ اللہ اللہ۔ فرمایا: قائم کر نماز میرے ذکر سے۔ پھر فرمایا: میں کہیں نہیں سماتا، مگر مومن کے دل میں۔" کیوں؟ اس لئے کہ وہاں خود کو سنتا ہے۔ مومن کے دل میں آواز کس کی آتی ہے۔ کون بولتا ہے اور کون سنتا ہے؟ اس لئے کہا گیا کہ ؎

کعبہ تعمیرِ خلیل است　　دل گذر گاہِ ربِ جلیل است
از ہزار کعبہ یک دل بہتر است　　دل بدست آور کہ حجِ اکبر است

(یعنی: کعبہ تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے تعمیر کیا، لیکن دل اللہ تعالیٰ کی گزرگاہ ہے۔ ہزار ہا کعبوں سے ایک دل بہتر ہے۔ اس لئے کہ ایک دل کو جیتنا حج اکبر کے برابر ہے)

عزیزانِ من! دلوں کو جیتو۔ نفلوں پر اتنا زور نہ دو۔ اگر دن میں کسی ایک کا بھی دل جیت لیا اور وہ خوش ہوا، تو ایسا ہی ہے جیسے میں آپ کے بیٹے کے دل کو خوش کروں، آپ اپنے بیٹے کو دیکھیں اور میری تلاش شروع کر دیں کہ وہ کون شخص

Marfat.com

تھا جس نے میرے بیٹے کا دل خوش کیا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مخلوق میری اعیال ہے، مجھے بڑی پیاری ہے۔ اور فرمایا، ایمان لانے کے بعد سب سے بہتر عمل مخلوق کی خدمت ہے۔

میں آج آپ کا گیسٹ یعنی مہمان ہوں۔ آپ مراقبہ اسی طرح کنڈکٹ کریں۔ رابعہ قلندرہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت مرتبہ دیا ہے۔ میں اسی لئے نہیں کہتا کہ حسد جو ہے وہ انسان میں بہت جلد آتا ہے۔

عزیزانِ من! اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں انسان کے جسم میں رکھی ہیں، اور دونوں ایک دوسرے کی ضد اور پڑوسن ہیں۔ دل اپنے لئے اور نفس شیطان کے لئے۔ ایک کا دروازہ دنیا میں کھلتا ہے۔ دوسرے کا یعنی دل کا اللہ کی طرف کھلتا ہے۔ یہ آپ پر ہے کہ آپ کس طرف جاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف یا شیطان کی طرف۔ میں رابعہ قلندرہ کی باتیں نہیں بتاتا، کیونکہ حسد ہو جاتا ہے، بغض ہو جاتا ہے۔ دلوں میں کشادگی نہیں ہے۔

میرے ہاتھ میں جو تسبیح ہے، یہ جب تک میرے اوپر نہیں آئی تھی، میں تھری پیس سوٹ میں رہتا تھا۔ اس وقت بھی معاملہ یہاں تک ہوتا تھا کہ ایک دفعہ مجھے حکم ہوا کہ سلور گرل پہنچو۔ وہاں ایک شخص نے خودکشی کا ارادہ کیا ہوا ہے، اس کے ارادے کو ختم کرو۔ اسی وقت سواری کی اور میں سلور گرل پہنچا۔ بہترین ریسٹورنٹ تھا۔ ایک شیزان تھا قادیانیوں کا، جہاں میری رغبت نہیں ہوتی تھی۔ یا کبھی فلیش مین چلا جاتا۔ بہرحال میں وہاں پہنچا۔ قدم رکھے۔

Marfat.com

اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی۔ کوئی سمجھ نہیں آئی۔ پھر نگاہ دوڑائی۔ پھر سمجھ نہیں آئی۔ پھر جب رجوع کیا اور سائیڈ پہ دیکھا، تو ایک شخص ایک ٹیبل پر اکیلا ہی بیٹھا ہوا تھا۔ بڑے سنجیدہ موڈ میں۔ میں سمجھ گیا کہ یہی صاحب ہیں۔ میں اس کے پاس گیا اور کہا: "آپ پہ بارِ خاطر نہ ہو (یعنی آپ کو بُرا نہ لگے) تو بیٹھ سکتا ہوں؟" پھر میں نے پوچھا "آپ نے کچھ منگوایا ہے؟" کہا نہیں۔ میں نے کہا۔ پھر میں ابتداء کرتا ہوں، اچھا ہوگا، مجھے خوشی ہوگی"

خیر چائے وغیرہ پی تو کہنے لگا، آپ کا کیا شغل ہے؟ مَیں نے کہا کوئی شغل وغیرہ تو ہے نہیں۔ بس تعلیم ہے، کبھی نوکری مل جاتی ہے، تو کر لیتا ہوں۔ میں نے جاتے ہی ان کے قلب کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اس وقت تو یہ چیزیں آپ کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ آگے جائیں گے تو مجھے امید ہے آپ سب کو اللہ تبارک و تعالیٰ دیدۂ دل سے نواز دے گا اگر ثابت قدم رہے تو۔ کیونکہ یہ راہ بزدلوں کی نہیں، مردانِ حق کی ہے۔ خیر اس کے بعد انہوں نے مجھے اپنا کارڈ دیا۔ میں نے کہا ضرور، مجھے موقع ملا تو آپ سے رابطہ کروں گا۔

میں نے ایک دن گھر میں کہا، ٹرالی تیار کرو۔ ویسے بھی میرے متعلق مشہور تھا کہ افضل صاحب کے ہاں ناشتہ ٹرالی میں ملتا ہے۔ دونوں قسم کی نمکین اور میٹھی۔ میں نے گھر والوں سے کہا کہ کھانے میں کچھ گرم گرم چیزیں، پکوڑے، بھوک بڑھانے والی قسم کی تیار کریں۔ انہوں نے پوچھا، کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ ایک بہت سنجیدہ آدمی آ رہا ہے۔ روکھا آدمی ہے۔

Marfat.com

خیر جب گھنٹی بجی، تو میں نے دروازہ کھولا۔ حالانکہ عمر پچپن سال تھی، لیکن پچاس کے معلوم ہوتے تھے۔ کالر پہ پھول لگائے رہتے تھے۔ میں نے کہا، آؤ، تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ کہا، واقعی؟ میں نے کہا، ہاں، آؤ بیٹھو۔ کہا، میں تو تمہیں لینے آیا تھا۔ میں نے کہا، پہلے آپ بیٹھ جائیں۔ پوچھا، کیوں؟ میں نے کہا، میں نے چائے پی کے نکلنا ہے۔ ان دنوں میں چائے کا بہت بڑا شوقین اور دلدادہ تھا۔

بعض مزارات پہ جب مجھے کہا جاتا تھا، تو میں پانچ پیالیاں پیتا تھا۔ ایک نہیں، دو تین مزارات پہ کہا گیا کہ چائے پی کے جائیے۔ میں نے کہا۔ حضور یہاں کہاں چائے؟ یاد رکھئے، مزارات پر اتنے آدمی ہوتے ہیں، ان میں سے ایک آدمی ایسا ہوتا ہے جس کا رابطہ صاحبِ مزار سے ہوتا ہے۔ اسکی نظرِ باطنی بس اتنی ہوتی ہے کہ اسے کوئی بات پہنچے۔

یہ لاہور کا واقعہ ہے۔ حضرت میاں میر رحمت اللہ علیہ کے مزار شریف کا۔ واقعی وہاں چائے کے کوئی آثار نہ تھے۔ میں جب مزار شریف سے باہر آیا، تو ایک صاحب آئے، کہنے لگے، السلام علیکم۔ میں نے کہا: وعلیکم السلام۔ کہا چائے پی کر جائیے۔ میں نے کہا، نہیں، بڑی بڑی مہربانی، شکریہ! کہا، نہیں چائے آرہی ہے۔ چائے آئی۔ میں نے بہت زور لگایا کہ آپ بھی پئیں۔ کہنے لگے، نہیں میرے لئے حکم نہیں، ساری چائے آپ کیلئے ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت میاں میر علیہ رحمت کے مزار شریف پر ہی میں

Marfat.com

نے مراقبہ کی حالت میں کہا۔ حضور، آپ کا لنگر کبھی نہیں چکھا۔ تو اسی وقت مجھے ایک شخص نے مراقبے میں ہلایا کہ اُٹھیے صاحب۔ اور ایک طباق پیش کیا جس میں زردہ اور پلاؤ تھا۔ کہنے لگے، کھائیے۔ میں نے کہا، اندر کیسے کھا سکتا ہوں۔ کہا حضور کا حکم ہے، کھائیں۔ میں نے کھا لیا۔ جب باہر نکلا تو دیکھا وہ شخص کھڑا ہوا تھا لیکن اس نے آنکھ نہیں ملائی۔

میں کئی دفعہ گیا۔ ہر بار کہتے، چائے پیتے جائیے۔ میں کہتا، نہیں آپ تکلیف نہ کریں۔ کہتے چائے بن چکی ہے۔ ایک بار جب میں گیا تو سامنے ایک بزرگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا، آپ بھی پیجئے۔ کہنے لگے، یہ ساری چائے آپ کے لئے ہے، پوری پانچ پیالیاں۔ چنانچہ وہ چائے پیالی میں ڈالتا گیا اور میں پیتا گیا۔ بہرحال چائے وغیرہ جب پی چکے، تو میں اٹھنے لگا۔ کہنے لگے، بیٹھیں۔ ہم بیٹھ گئے۔

کہنے لگے، میں تم سے بڑی محبت کرتا ہوں، صرف تم سے ملنے آیا ہوں، پھر یہاں تک کہا کہ میری پانچ لڑکیاں ہیں، جو بھی پسند کر لو، اس سے تمہاری شادی کرا دوں گا۔ میں نے کہا، نہیں، میں نے کسی سے بھی شادی نہیں کرنی، کیوں کہ میری جب بھی شادی کا معاملہ چلتا ہے، گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ خیر غرضیکہ وہ خودکشی والے صاحب جب میرے ہاں پہنچے، تو کہنے لگے کہ آج تمہیں ملنے آیا تھا اور یہ آخری ملاقات ہے۔ میں نے پوچھا کیا مطلب؟ کہنے لگے۔ آج میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آج رات میں خودکشی کروں گا، زہر

Marfat.com

وغیرہ منگوا لیا ہے۔ لیکن اب میرا ارادہ بدل گیا ہے۔ میں نے پوچھا، آخر مصیبت کیا ہے؟

(یہ عورتیں جو باتیں کرتی ہیں۔ میں مردوں سے کہتا ہوں کہ ان کو پھانسی چڑھا دو۔ یہ اتنی ظالم ہیں۔ اور مردوں کو تو، میرا بس چلے، آپ دیکھیں کہ میں ان کا کیا کرتا ہوں، بے تکلفی معاف۔ لیکن یہاں عورتوں کو دیکھیں، تو ان کا جواب نہیں۔)

خودکشی کا ارادہ رکھنے والا وہ آدمی سوات شریف کا تھا۔ طبیعت کا بڑا اچھا اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ زولوجیکل ڈیپارٹمنٹ میں سینئر افسر کی حیثیت میں ریٹائرڈ ہوا تھا اور اس کی پنشن معقول تھی۔ اس کا مسئلہ یہ تھا کہ اس نے دو شادیاں کی ہوئی تھیں۔ دونوں بیویوں سے اولاد تھی۔ ماں اور بڑا لڑکا بھی ساتھ رہتے تھے۔ اس نے اپنی ایک بیٹی کو ۲ دو سرونٹ کوارٹرز ضروریات سے آراستہ کر کے دے رکھے تھے۔ لیکن اس کے باوجود گھریلو مسائل پیدا ہو جاتے تھے۔ اگر وہ پہلی والی بیوی کے پاس جاتا تو دوسری والی ناراض ہو کر مسئلے پیدا کرتی۔ اسی طرح اگر وہ دوسری کے پاس جاتا تو پہلی والی ناراض ہو جاتی۔ اس نے بتایا کہ اس دن بھی اسی طرح جھگڑا ہوا تھا اور معاملہ اتنا سنگین ہو گیا تھا کہ میں نے کہا کہ ختم ہی کردوں اس جھگڑے کو ہمیشہ کے لئے۔ لیکن جب آپ سے ملاقات ہوئی تو میں نے ارادہ بدل دیا۔

Marfat.com

میں نے کہا، خان صاحب، تمہاری کیفیت تو یہ ہے کہ ؎

اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

کیونکہ مرنے کے بعد وہاں بھی تکلیف ہے۔ وہاں ڈرائنگ روم اور بیڈ روم جیسی کوئی چیز نہیں۔ نہ وہاں کوئی ائیر کنڈیشنڈ دے گا اور نہ ہی کوئی کھوٹا پھندکا، حالانکہ مالدار آدمی ہو اور کما کے جا رہے ہو۔ غرضیکہ اسی طرح کی باتیں ہوتی تھیں۔

عزیزانِ من! میں نے کبھی کسی سے اپنی پروموشن کے لئے نہیں کہا، میرے ایک خیر خواہ نے کہا کہ ایک دن کیلئے جوائن کر لیں، تو ڈی ایس کا چھاپ لگ جائے گا۔ میں نے کہا نہیں۔

مجھے یہ عہدہ نہیں چاہیے۔ پوچھا کیوں؟ میں نے کہا، جو مزا ڈپٹی میں ہے، وہ ڈی۔ ایس میں کہاں۔ یہ تو کوئی بات نہ بنی۔ یا ڈپٹی ہو یا سکریٹری ہو۔

میرے ایک افسر تھے۔ ان کے جو پیرومرشد تھے، ان کا بڑا آستانہ تھا، اور خود بھی ایم اے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے پیر و مرشد کی توجّہ اتنی ہے کہ لوگ لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں۔ کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ میں نے کہا، سر، میں ان باتوں میں یقین نہیں کرتا۔ کہا آپ ویسے اتنے اچھے ہیں۔ میں نے کہا، جی یہ غلط راہ پہ لگا دیتے ہیں۔ یہ باطل کی طرف لے جاتے ہیں۔

ایک دن کہنے لگے کہ میرے حضرت صاحب آئے ہوئے ہیں، آپ چلئے۔ میں نے کہا، ٹھیک ہے، نیک لوگوں سے ملنا اچھی بات ہے۔ میں گیا تو انہوں نے

Marfat.com

بالکل اپنے حضرت صاحب کے سامنے بٹھا دیا۔ یہ ایک بڑا ہال تھا۔ کافی لوگ تھے اور اِدھر اُدھر سے بڑے بڑے اونچے لوگ آئے ہوتے تھے۔ اب میں آپ کو ایک بات بتا دیتا ہوں کہ جس جگہ دو فقیر موجود ہوں، وہاں جس فقیر کے پاس طاقت زیادہ ہوگی، وہ دوسرے کو ہلنے نہیں دے گا۔ اگر اپنی طبیعت پہ آجائے تو اس کا ذکر بھی بند کر دے گا۔ وہ اپنی دھن میں آکر بیٹھ جائیں تو نہ پیر صاحب ذکر کر سکتے ہیں اور نہ ان کے مرید۔ ان سب کے قلوب ان کی مٹھی میں ہوتے ہیں اور وہ اپنی مٹھی بند کرتے ہیں۔

پیر صاحب نے اپنے لوگوں کو بڑا اتیار کیا ہوا تھا کہ جی یہ لڑکا بڑا اچھا ہے۔ ہیرا ہے، مگر وہابیت کی طرف بڑا روکھا ہے۔ وہ اس کے سخت مخالف ہے۔

دراصل فقیر ہونا اور چیز ہے، گدّی نشین ہونا اور چیز ہے اور نُور نما ہونا اور چیز ہے۔ اس میں بھی ایک سُرور آتا ہے۔

ان کی سفید داڑھی تھی۔ انہوں نے خطاب بھی کیا اور ساتھ ساتھ توجہ بھی ڈالتے رہے اپنی طرف۔ لیکن ہونا کیا تھا۔ چیونٹی رینگ رہی تھی، کیونکہ مٹھی میری بند تھی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بات نہیں بن رہی ہے، یعنی ان کی توجّہ نہیں جم رہی ہے تو ان کی پریشانی بڑھ گئی۔ اس لئے کہ ان کے جو پروانے تھے، جو جیرنے پھاڑنے والے تھے، ان میں سے کوئی نہیں ہل رہا تھا۔ بات یہ تھی کہ مٹھی میری بند تھی۔ آخر کار اپنی خفت مٹانے کے لئے انہوں نے حاضرین سے کہا جی اپنے اذکار تازہ کر والو، یعنی توجہ لے لو۔ چنانچہ جتنے سب تھے، ایک ایک

Marfat.com

کر کے آگے آئے۔ وہ بڑی انگلی زور سے مارتے، لیکن میری مٹھی کھلے تو بات بنے۔

اب میرا باس بھی بڑا پریشان، کیونکہ وہ مجھے لایا تھا کچھ نظارے والی چیز دکھانے۔ ان کو انہوں نے تیار کیا ہوا تھا۔ اور انہوں نے کہا تھا کہ کوئی بات نہیں، یہ پہلی نشست میں مرید ہو جائے گا۔ (یہ راوی کا بیان ہے) آخر تنگ آگئے کہنے لگے۔ چھوڑو بس کرو۔

یہ بزرگ نقشبندیہ سلسلہ کے تھے۔ جب کھانا آیا، تو میں نے دیکھا کہ سب کے لیے تو پلاؤ ہے اور ان کے لئے مرغی وغیرہ۔ اب میں نے اپنی مٹھی کھول دی تھی۔ میں نے ان کے قلب کی طرف رجوع کیا اور کہا۔ حضور مرغ خور پیر! ان کے قلب نے یہ آواز سنی۔ مرغی کی ٹانگ اٹھائی اور کہنے لگے آپ میرے ساتھ کھائیے۔ میں نے کہا، میں قبر کی اور پلیٹ کی شرکت نہیں کرتا۔ ایک قبر میں دو مُردے نہیں ہوتے، ایک پلیٹ میں دو آدمی نہیں کھا سکتے۔ چپ ہو گئے اور مرغی کی ٹانگ میری پلیٹ میں ڈال دی۔

انہوں نے پھر کوشش کی اور میں نے پھر مٹھی بند کر دی۔ آخر کار میں نے بس کی اور کہا کہ مجھے ضروری کام ہے، مجھے جانا ہے۔ میرے باس نے پوچھا، کیسا لگا، پسند آئے۔ میں نے کہا کہ اس پر تبصرہ چائے کے ایک کپ پر کریں گے۔

دوسرے دن جب میرے باس نے پوچھا کہ کیسی رہی، تو میں نے کہا کہ آپ کے پیر صاحب تو بڑے نیک آدمی ہیں، لیکن ان کے مرید سب جاہل ہیں۔ پیر کا

Marfat.com

ادب بھی نہیں کر سکتے۔

کہا ہاں، آپ نے ٹھیک کہا۔ میں نے کہا، پیر کا مقام ہوتا ہے۔ آدمی آنکھوں سے سیراب ہوتا ہے۔ وہاں آنکھیں اس کے دل میں گڑھی ہوتی ہیں۔ اس کے دل میں نور کا فوارہ ہوتا ہے۔ اہل اللہ کی توجہ آنکھوں کے ذریعے ہے۔ عالموں کی توجہ زبان کے ذریعے ہے۔ ایک تیر پھینکتا ہے، ایک تیل نکالتا ہے، بڑا فرق ہے۔ کہنے لگے، ہاں یہی بات ہے۔

میرے ایک کولیگ یعنی ہمکار تھے۔ وہ انڈیا میں بڑی اچھی فیملی کے تھے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس پہ جب آئی تو وہ جس کو ہاتھ لگاتا، وہ کئی کئی فٹ چھلانگ لگاتا، نعرہ مارتا ہوا، قمیض پھاڑتا ہوا۔ پھر پتہ نہیں کیا ہوا، ان کی طبیعت میں تنگی آئی یا کیا ہوا کہ انہوں نے کہیں ڈھونڈ ڈھانڈ کے ایک پیر بنا لیا۔

ختم شریف رکھا، اور مجھ سے کہنے لگے، بھائی جان آپ بھی شریک ہوں، میری بڑی عزت کرتے تھے۔ میں نے کہا، نہیں بھئی، میں نہیں آسکتا، کیوں مجھے پریشان کرتے ہو، میں اس لائق نہیں ہوں۔ اب بیٹھ گیا ہوں، میں بڑی مشکل میں ہوں۔

کہنے لگے، میرے ایک دوست ہیں، آپ انہیں دیکھ کر بتائیں کہ وہ کیسے ہیں۔ پھر انہوں نے ان کے رنگ روپ باندھے کہ جی ان کے نائبین آتے ہیں، وہ تلواریں ہیں۔ صیفِ زمان اور صیفِ دوران ہیں، ننگی تلواریں ہیں وغیرہ۔

Marfat.com

میں نے کہا، اچھا، اگر آئیں تو میں دیکھ کر بتا دوں گا۔

خیر وہ جب آئے تو آس پاس واقعی ننگی تلواریں تھیں۔ اتنے میں شور ہوا کہ تشریف لا رہے ہیں۔ اِدھر میرے دوست مجھے زور دے رہے تھے کہ جی مسند پہ آپ بھی ساتھ بیٹھیں۔ میں نے کہا، میاں کیوں اپنے پیر سے لڑواتے ہو۔ مسند پہ کبھی دو آدمی بیٹھے ہیں۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہنے لگے، میں آپ کی بزرگی کا معترف ہوں۔ میں نے کہا اگر آپ معترف ہیں، تو میری جہاں طبیعت چاہے گی بیٹھ جاؤں گا۔ کمرے میں سب لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ میں بھی جا کے دہلیز کے پاس بیٹھ گیا۔

نعت خواں نے نعت پڑھی، لیکن میری مٹھی کھلے تو بات بنے۔ مٹھی جب بند ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی بند ہوتی ہے۔ آخر ان کو جلال آگیا ایک دوسرے نعت خواں نے نعت پڑھی، جس کا مفہوم یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قدم یہاں ایک قدم وہاں، کچھ اس طرح کا مضمون تھا۔ تو کہنے لگے، تم کیا جانو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام۔

ہم نے دل میں کہا کہ بھئی وہ تو نعت صرف پڑھ رہا ہے، جس نے لکھی ہے وہ کوئی اور ہے۔ یہ تو لکھے ہوئے کو صرف پڑھ رہا ہے۔ آخر تم نے کون سی جگہ دیکھی جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پڑے ہیں کہ جو کہہ سکو کہ آئندہ یہ پڑھا کرو۔ یہ تو خود رکاوٹ ڈالنے والی بات ہے۔

پھر انہوں نے دوسرے کو کہا۔ ان کا خیال تھا کہ جب یہ جوش میں آتا ہے،

Marfat.com

توسب جوش میں آجاتے ہیں۔ لیکن وہاں توکسی کو کھجلی بھی نہ ہو۔ آرام سے سب بیٹھے ہوئے تھے۔ قہر آلود نگاہوں سے دیکھ کر کہا کم بختو، کیا ہوگیا ہے تم لوگوں کو؟" ادھر یہ ہمارے دوست بھی پریشان اس لئے کہ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ یہاں یہ ہوگا وہ ہوگا۔ آخر انہوں نے غصّے سے کہا، بھئی اگر کسی صاحب کو جانا ہے یا وزن ہے تو وہ جا سکتے ہیں۔

البتّہ مجھے ان کا بچہ پسند آیا۔ اگال پہنے ہوئے تھا، گیارہ بارہ برس کا۔ مختلف تھا سب سے۔ بس آنِ واحد میں اس سے لپٹ گیا، اور کہا، یا شیخ اس کو ولی بنا دے، مجھے اچھا لگا ہے۔ آپ کے غلام کو اچھا لگا ہے۔ سیّد بھی ہے۔ آپ کی آل میں سے ہے۔ یہ اپنے وقت پہ بنے گا انشاء اللہ۔

توجب انہوں نے کہا، تو میں چپ بیٹھا رہا۔ پھر انہوں نے کہا۔ بھئی پڑھو نعت۔ اب ایک خاص آدمی تھا کہ جس نے نعت پڑھی۔ لیکن پھر بھی کچھ نہیں ہوا۔ پھر انہوں نے کہا کہ" میں نے عرض کیا کہ کس کو جانا ہے، کوئی پریشانی ہے، تو وہ شوق سے جا سکتا ہے۔" میں نے پھر سوچا کہ میں اس لئے تو نہیں آیا کہ ان کی محفل خراب کروں۔ میں تو اپنے دوست کو ناراض کرنا نہیں چاہتا تھا، اس لئے آگیا تھا۔ جیسے تم ہاتھی سمجھتے ہو۔ پتا نہیں ہوتا کہ کسی میں کیا ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہیں سمجھنا کہ ہمارا پیر خدا ہے یا کچھ اور۔ ہر ایک کی تعظیم ہے۔ ادب اور تعظیم سے بہت کچھ ملتا ہے۔ اپنے دوست سے میں نے کہا، جی میں جا رہا ہوں۔

Marfat.com

اس کا سالہ بھی آیا ہوا تھا۔ وہ ڈسٹرکٹ سیشن جج تھا۔ وہ بھی ہمارا کولیگ یعنی ساتھی رہ چکا تھا۔ وہ آئے میرے پاس اور کہنے لگے کیا بات ہے بھائی جان۔ ناراض ہو گئے کیا۔ میں نے کہا۔ میں ناراض نہیں، مجھے جانا ہے۔ کہنے لگے کہ آپ جب تک لنگر نہیں کھائیں گے نہیں جائیں گے۔ میں نے کہا کہ لنگر پہ تو دَم دُرود پڑھا جاتا ہے۔ یہاں ابھی تو دم درود پڑھا ہی نہیں گیا ہے۔ اس نے کہا، میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔ میرے لئے دَم دُرود آپ ہیں۔ آپ نہیں کھائیں گے تو لنگر تقسیم نہیں ہوگا۔ خیر میں نے کھایا اور اس کے بعد خدا حافظ کہا۔

میں پیری مریدی کی طرف مائل نہ تھا۔ چنانچہ حضرت قبلہ بھائی جان علیہ رحمت کے وصال کے بعد میں چھ ماہ تک اوپر والے سے جھگڑتا رہا کہ میں نے گدی پہ نہیں بیٹھنا ہے۔ لیکن آخر کار جب حتمی فیصلہ آگیا، تو میں اس شرط پہ بیٹھ گیا کہ ایک تو مجھے فیضان کی کمی محسوس نہ ہو اور دوسرے یہ کہ میں ہمیشہ محنت کی کھانی ہے، محنت کروں گا۔ لیکن ٹھ حرام نہیں ہونے دوں گا۔ جو اس لائق ہوگا اس کو خلافت تقسیم ہوگی اور یہی اس کو آگے چلائیں گے اور مسند پر بیٹھیں گے۔ میں ان میں سے نہیں ہوں کہ حسد کروں کہ یہ میرے برابر ہو گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ اتنے درجات پائیں کہ مجھ سے بھی آگے بڑھیں۔

الحمدللہ! یہ شرائط منظور ہوگئیں۔ اسی طرح پہلی دفعہ میں مکمل اختیارات

Marfat.com

کے ساتھ مسند پہ بیٹھا تو ایک اسی برس کا شخص دونوں بیساکھیوں پہ آیا اور آ کے دور بیٹھ گیا۔ جب منقبت شروع ہوئی، تو اچانک میری نظر اس پہ اور اس کی نظر مجھ پہ پڑ گئی۔ وہ اچھلا اور بغیر بیساکھی کے وہاں سے چل کر مسند تک آ گیا اور سلام کر کے پھر بغیر بیساکھیوں کے اپنی جگہ پہ جا کے بیٹھ گیا۔ بعد میں اس شخص نے اپنا حلقہ بنا کر لوگوں سے کہا کہ جو کتابوں میں پڑھا تھا، ایک حسرت تھی اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کوئی ایسی چیز دکھا دے۔ آج میری حسرت پوری ہو گئی۔ اب میں اسی برس کا ہوں۔ اب میں مر بھی جاؤں تو مجھے کوئی بھی حسرت نہیں۔

عزیزانِ من! کسب (ہنر) رکھو، کمال رکھو، مگر اس پہ اتراؤ نہیں ایسے رکھو کہ جیسے تمہیں اس کا پتہ نہیں۔ دیکھو فقراء کو اسم اعظم عطا ہوتا ہے۔ ان کی جان چلی جاتی ہے، وہ اسے استعمال نہیں کرتے۔ یہ ان کی اولاد میں منتقل ہو جاتا ہے، لیکن وہ اسے استعمال نہیں کرتے۔ ہاں جب اذن ہوتا ہے تب وہ استعمال کرتے ہیں۔

حضرت ننھے شاہ حضرت میاں میر رحمت اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، ذات کے تیلی تھے۔ بڑا پیار تھا حضرت کو ان سے۔ اس وقت آپ کے اور بھی بڑے پائے کے خلیفے تھے۔ حضرت میاں میر رحمت اللہ علیہ سندھی تھے، یعنی آپ سندھ کے قاضیوں میں سے تھے۔ بڑی باغ و بہار شخصیت تھی۔ ایک دن کہنے لگے، ننھے، تیرا کام کہاں تک پہنچا؟ اس نے کہا۔ حضور، اب یہ حال ہے کہ ملکوت

Marfat.com

کی، جبروت کی اور لاہوت کی کنجیاں بھی میرے پاس ہیں۔ جب چاہتا ہوں ملکوت میں ہوتا ہوں، جب چاہتا ہوں جبروت میں ہوتا ہوں"۔ آپ رحمت اللہ علیہ خوش ہوئے اور سب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ دیکھا اس تیلی کے بچے کا کام۔ کیا کمال حاصل کرلیا ہے۔ تم لوگ ذات پات میں اُلجھے رہے اور یہ محنت کرتا رہا۔

آپ رحمت اللہ ایک دن باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ آندھی، جھکّڑ کے ساتھ بارش آئی۔ ننھے شاہ نے یہ سمجھا کہ اب موقع اچھا ہے۔ کہنے لگے، حضور، ارشاد ہو تو روک دُوں؟ سامنے ایک کمرہ بنا ہوا تھا جیسے مغلیہ خاندانوں میں ہوتا ہے شکار کے لئے۔ آپؒ نے فرمایا۔ ننھے، نہیں کوئی بات نہیں۔ اس کمرے میں چلتے ہیں۔ ننھّے نے دل میں سوچا کہ یہ ایک موقع تھا کرامت دکھانے کا وہ بھی جاتا رہا۔ خیر آپ بیٹھے اور سمجھ گئے کہ ننھے کی طبیعت پہ گراں گزری، اس لئے فرمایا: بیٹے، بات چھپی ہوئی اچھی لگتی ہے۔

ننھے کے پاس ایک بکری تھی۔ اس بکری کی بھی سُنئے۔ ننھّے ایک دن روتا ہوا آیا۔ آپؒ نے پوچھا۔ کیا بات ہے ننھّے؟ کہا حضور بکری مرگئی ہے۔ آپؒ نے حکم دیا کہ ننھّے کو ایک اور بہترین بکری خرید کے دو۔ کہا نہیں۔ فرمایا، تو پھر نہیں سے کیا مطلب تمہارا۔ کہا نہیں، یہی بکری چاہیئے۔ آپ نے کہا، ننھّے بکری مرگئی ہے۔ کہا، نہیں یہی لینی ہے۔ خیر جب بہت اصرار کیا تو پھر اذن ہوگیا اسم اعظم استعمال کرنے کا۔ فرمایا، اچھا ایک چادر لے آؤ۔ چادر لائے

Marfat.com

فرمایا، لے آؤ بکری ۔ لے آئے بکری ۔ چادر بکری پہ ڈال دی، پھر فرمایا: پانی لاؤ ۔ پانی پہ آپ نے جب دَم کیا اور چھینٹیں ماریں، تو بَیں بَیں کرتی ہوتی بکری اُٹھی ۔

تو میں اسی لئے آپ کو کہا کرتا ہوں کہ شریعت کا پورا پورا ادب کرو ۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ایک مقام آتا ہے جب آپ طریقت میں نکلتے ہیں تو شریعت کی بعض چیزیں آپس میں ٹکراتی ہوئی نظر آتی ہیں ۔ وہ اس لئے کہ آپ کی سمجھ میں نہیں آتا ۔ اگر شریعت کی حد میں ہی ہیں، تو وہ اس بھید کو نہیں پہنچ سکتے ۔ جیسے یہ بکری دوبارہ زندہ ہوگئی ۔

عزیزانِ من! علم دو قسم کے ہیں ۔ ایک علمِ ظاہر جس کا تعلق آپ کے جسم سے ہے ۔ ایک علمِ باطن، جس کا تعلق آپ کے قلب سے ہے اور اصل اسی علم باطن میں ہے بس ۔ شرع شریف اپنی جگہ، لیکن یاد رکھو، ارشاد ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے ۔ پھر یہ بھی ارشاد ہے کہ حضوریٔ قلب کے بغیر نماز نہیں ۔

میں ایک عالم سے تھوڑی سے گفتگو کر رہا تھا ۔ میں نے دیکھا پریشان تھے بے چارے ۔ میں سمجھ گیا ۔ میں سنتا رہا، سنتا رہا ۔ جب ختم کر چکے، تو میں نے کہا مولانا، ٹھیک ہے میں نے وہ لباس نہیں پہنا، وہ باتیں اپنی جگہ ۔ لیکن اجازت ہو تو ہم بھی کچھ عرض کریں ۔ اگر بُرا نہ مانیں ۔ کہنے لگے نہیں، بات کریں ۔ میں نے کہا، آپ یہ تو مانتے ہیں کہ مومن کی معراج نماز ہے ۔ کہا ہاں ۔

Marfat.com

میں نے کہا، آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ حضوریٔ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ کہا ہاں۔ پھر میں نے پوچھا، آپ نے کتنی نمازیں پڑھائی ہیں۔ کہا اتنے سال ہو گئے میں نے کہا کیا آپ قسم کھا کے کہہ سکتے ہیں کہ وہ نمازیں آپ نے حضوریٔ قلب سے ادا کی ہیں۔ اگر نہیں کی ہیں، تو لاکھوں آدمیوں کی نمازیں آپ نے برباد کر دی ہیں۔

اس کا تو ہو گیا کام بے چارے کا۔ اس پہ تو چڑھائی کر دی۔ وہ مان بھی گئے لیکن کیا کبھی آج تک کسی مولوی کو سنا کہ یوں کھڑے ہو کر توبہ کی ہو کہ لوگو، میں تمہاری نمازیں خراب کرتا رہا ہوں، اسی لئے میں آج توبہ میں مصروف ہوتا ہوں۔ آپ نے سنا کبھی۔ میں نے تو آج تک کبھی نہیں سنا۔

دوسری بار میرے پاس علماء کرام بیٹھے ہوئے تھے۔ اچھے دارالعلوم والے۔ میں نے ان سے کہا کہ صاحب آپ ہم پہ معترض رہتے ہیں۔ کہنے لگے جی نہیں۔ میں نے کہا نہیں، جب وقت پڑتا ہے، تو آپ حملہ کر دیتے ہیں، لاٹھی مارتے ہیں۔ آپ کا سابقہ ریکارڈ یہ ہے کہ فتویٰ جب بھی لگا، آپ نے لگایا۔ میں نے کہا، آپ اہلِ فتویٰ ہیں اور فقراء اہلِ تقویٰ ہیں، اور فضیلت تقویٰ والوں کی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا: میرے نزدیک بڑا وہ ہے جو تم میں سے تقویٰ میں بڑھ کر ہو۔

یہ میرا معیار ہے۔ یہ جو موچی، چمار والی ذاتیں ہیں، یہ تو پہچان کے لئے ہیں۔ صرف پہچاننے کے لئے۔ تو میں نے کہا جی، میرے یہ بال سفید ہو

Marfat.com

گئے ہیں اور مسجد کے ساتھ میرا عشق شروع سے ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں نماز مسجد میں پڑھنے کی۔ سات آٹھ سال کی عمر کیا ہوتی ہے۔ افسروں کے بچے کن کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ آپ کو تو پتہ ہے۔ تو جناب، ان دنوں چھوٹی چھوٹی مسجدیں ہوتی تھیں۔ ان میں کنویں ہوتے تھے۔ چمڑے کے کھوکے ہوتے تھے۔ وہ کنویں میں ڈال کے ہم ٹینک بھرتے تھے۔ اور نماز کا وقت دیکھ کر ہم وضو کرتے، اور نماز میں شریک ہو جاتے۔ اسی میں ہم خوش ہوتے تھے۔

اگر سیرت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ ہو رہا ہو تو ہم پاس کے گاؤں جا کر اعلان کرتے تھے، یعنی پانچ چھ لڑکے ساتھ لئے، ایک ڈھول والا لیا اور اعلان کے لئے گئے۔ سیرت کے جلسے شام کے وقت ہوا کرتے تھے۔ اب تو فضائیں ہی بدل چکی ہیں۔ اب تو انسان بحری انسان ہو گیا ہے، جیسے ایک سمندر ہے، اس میں جہاز چل رہے ہیں اور جو جہاز اس میں گیا، باہر نہیں نکلا۔

میں نے ان سے کہا کہ آپ سوچ کر بتائیں کہ کبھی کسی عالم نے جوش میں خطاب کیا ہو اور اس سے کسی کا قلب جاری ہو گیا ہو۔ میں نے کہا کہ آخر اللہ و رسول کی باتیں ہیں، اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ ہیں۔ میں نے کہا، صرف ایک مثال دیں۔ زندگی کا ایک واقعہ سنا دیں۔ میں نے کہا، آپ یہاں میرے پاس دیکھتے ہیں۔ کیا میں نے کسی سے بھی پوچھا کہ تمہارا وضو ہے۔ کسی سے پوچھا کہ تم نماز پڑھتے ہو۔ کسی سے بھی پوچھا کہ تم سگریٹ یا شراب پیتے ہو۔ کہنے لگے نہیں۔ میں نے کہا۔ آپ کے قلب پہ ہاتھ لگاتا ہوں، دو منٹ سے دس پندرہ منٹ

Marfat.com

کے اندر اس سے آواز آنی شروع ہو جاتی ہے اللّٰہ اللّٰہ۔ بات یہ ہے کہ معاملہ قلوب سے ہے۔ عقل سے نہیں۔ عقل دلیل مانگتی ہے۔ آپ سے بہتر دلیل دینے والا آگیا تو آپ کی دلیل کی کاٹ کر دی۔

عشق مشورہ نہیں چاہتا۔ بس تو ہو اور تیرا فیصلہ۔ ادھر رات ہوئی، تو تُو ہو اور تیرا فیصلہ۔ جدھر دیکھتا ہوں، تیری دید ہے، تجلی تیری۔ اور ہر چیز بس تمہیں ہی آوازیں دیتی ہے۔

تو میں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ اسلام کی خدمت میں آپ نے اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ اِن کا خلاصہ بھی مشکل ہے۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ ایک کی اذان ایک قسم کی ہے اور اس کا وقت اور ہے۔ اور دوسرے کی اذان کا وقت اور قسم الگ۔ اسی طرح نماز میں ایک کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ایک کے چھوڑے ہوئے ہیں۔ تو بتائیے کون سی مسجد میں نماز پڑھیں۔ پھر کس سے سرٹیفکیٹ لیں کہ دین کس کا صحیح ہے۔ میں نے کہا یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔ قادیانی جو ہیں جو دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی کی پرستش کرتے ہیں۔ آپ مجھ سے پوچھیں کیوں ؟ وہ اس لئے کہ انہوں نے کہا ہے کہ نبی آسکتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا گُرو جو ہے، وہ مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں۔ کتنی بڑی ہستی ہیں۔ ان کا فتاویٰ رشیدیہ دیکھئے۔ میں کہتا ہوں مسلمانوں پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ آپ دیکھئے کہ یہ کتاب آپ میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔ اب میں جو ہوں، ٹھیک ہے میرا سبجیکٹ ہے۔ مجھے تو یہ کتابیں پڑھنی پڑتی ہیں۔ لیکن عام مسلمان جس طرح

Marfat.com

انگریز لگا ہوا ہے، ہر ایک چاہتا ہے کہ ہم براڈ مائینڈڈ یعنی کشادہ دل ہوں، اگر کوئی چیز مذہب کے خلاف ہو، تو جب اُسے قبول کرنی ہو تو کہیں گے جی میں تنگ دل نہیں ہوں یعنی یہاں براڈ مائینڈڈنیس یعنی کشادہ دلی آجاتی ہے۔

تو ان سے ایک شخص سوال کرتا ہے، جو فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ کیا کسی اور شخص کو بھی رحمت اللعالمین کہا جاسکتا ہے؟ اب یہاں تشخیص کر دی یعنی کسی اور سے مُراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ۔ اب جواب سنیئے۔ مولوی عالم بھی ہے اور ظالم بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کسی مولوی نے نہیں سنائی ہوگی۔ میں نے مولویوں سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " بھلے لوگوں میں جو بھلے عالم ہیں وہ سب سے پہلے ہیں۔ اور شریر لوگوں میں سے جو شریر عالم ہیں وہ سب سے پہلے ہیں یعنی علمائے حق اور علمائے سوء۔

اور تیسرے جن کو وہ حکیم الامت اور نہ جانے کیا کیا لکھتے ہیں یعنی مولوی اشرف علی تھانوی، وہ لکھتے ہیں کہ نماز میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجائے تو (نعوذ باللہ من ذالک) گدھے اور بیل سے بڑھ کر ہے۔ الفاظ دیکھئے یعنی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا اور پہچانا۔ انگوٹھا لگا لیا ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تک تم مجھے اپنی ہر چیز سے عزیز نہ سمجھو، تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ جب یہ شرط ہے تو اس شرط پہ آپ کو اجازت ہے کہ اگر ماں باپ ایسی بات کرتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے آپ ان سے

Marfat.com

اختلاف کر سکتے ہو۔ مگر اس کے علاوہ چاہے وہ کافر اور مشرک بھی ہوں، تم ان کی خدمت کرو۔ جو بھی ان کے مطالبات ہیں، ان کو پورا کرو۔ ان کا آتنا بلند مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ ان کے لئے فرمایا: اللہ کا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ (اپنے ساتھ ملا کے کہا تا کہ ان کی اہمیت کا پتہ چلے۔

تو عزیزانِ من! ایک اور مولانا ہے فضل الرحمٰن۔ وہ کہتا ہے کہ پاکستان ایک فراڈ ہے۔ یہ ایک عالم دین کہتا ہے اور انہوں نے قائد اعظم پہ کفر کے فتوے لگائے۔ تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دین کی حفاظت کرو۔ دیکھو دشمن ہر طرف لگے ہوئے ہیں۔ جو بادشاہ کا دین ہوتا ہے وہ لوگوں کا دین ہوتا ہے۔ بادشاہ تو بادشاہ ہوتا ہے۔ ابھی پرسوں کی بات ہے کہ ایک بلین روپے کی شراب تلف کی گئی ہے۔ اس دور میں اور پہلے کے دور میں اتنی شراب ناجائز نہیں آئی ہے۔

حد تو یہ ہے کہ ایک طرف تو تلقین بھی کی جاتی ہے۔ وہ چمگادڑ والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ سزا دی ہے کہ یہ کھاتا بھی ایک طرف مُنہ سے ہے اور نجاست بھی مُنہ سے نکالتا ہے۔ یعنی ایک طرف کریشن ہوتی ہے اور دوسری طرف اسی اخبار میں ہوتا ہے کہ وزیر اعظم نے مرسڈیز منگوائی اور ایک کروڑ بیس لاکھ کی ڈیوٹی نہیں دی۔ اب مجھے بتائیے کہ ہم نے حکومت کے کسی کام میں مداخلت تو نہیں کرنا۔

Marfat.com

بھروسا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارا جو یہ کام ہے یہ ٹھیک جا رہا ہے۔ بھروسا کیا ہے۔ یعنی وزیر اعظم کا بیان تھا نوائے وقت میں۔ اس خبر کی سرخی کا آخری جملہ تھا کہ اقتدار میرے جوتے کی نوک پر ہوتی ہے۔ یہاں کسی نے بھی غور نہیں کیا۔ واشنگٹن میں کیا مصیبت لگی ہوئی ہے۔ وہاں ہر کوئی بولتا ہے، سیاستدان وغیرہ سارے۔ اور اسی اخبار میں آگے لکھا ہوا ہے کہ سب معاملہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ اور اب وہ صرف او کے کرنے گیا ہوا ہے۔ اب مولانا فضل الرحمٰن جو اتنا اپوزیشن میں بول رہا تھا، اس کو بنایا کشمیر کمیٹی کا چیئرمین۔ نوابزادہ نصراللہ خان نے دوسری کو کہا کہ رات بھر نیند نہیں آتی۔ انہوں نے کہا، اچھا چین سے سو آؤ۔ تم بھی چکر لگا کے آؤ باہر کا۔ یہ تو حال ہے۔

تو میرے کہنے کا مطلب ہے کہ پہلے جو تھے ان کو جب قاضی القضاء یعنی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے عہدے دیئے جاتے تھے، تو وہ کہتے تھے کہ ہم اس قابل نہیں۔ اور غالباً یہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا واقعہ ہے کہ بادشاہ نے کہا آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ انہوں نے کہا اگر آپ مانتے ہیں کہ میں جھوٹ بولتا ہوں، تو میں اس عہدے کے قابل نہیں۔ بادشاہ نے عہدہ قبول نہ کرنے کی وجہ سے آپ کو سزا دی، جسے آپ نے قبول کیا لیکن عہدہ قبول نہ کیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ بعد میں آئے۔ چار خلفائے راشدین ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز کو بھی خلیفہ راشد کہا جاتا

Marfat.com

ہے۔ اس لئے کہ ان کو خلیفۃ الخمس کہا گیا۔ آپ کو خلافت کے لئے بڑی مشکل سے منایا گیا حالانکہ پہلے مصر کے گورنر تھے۔ آپ نے کہا نہیں، میں امیر المومنین نہیں بنوں گا۔ بہت مجبور کیا گیا تو بن گئے۔ ان کی حکمرانی کے نتیجہ میں ڈو برس کے اندر کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں رہا۔ یہ تاریخ ہے اور تاریخ تاریخ ہے۔

عزیزانِ من! تبلیغ جو ہے، اسلام کی جب تک حقانیت ثابت نہیں کرے تو کوئی بات نہیں بنتی۔ یہ مولوی کے بس کی بات نہیں۔ وہ چھ صفحے رٹ کے تو سنا سکتا ہے، مگر اس سے کہو کہ مولوی صاحب، کوئی کرامت دکھاؤ، کوئی خارقِ عادت چیز دکھاؤ، تو اس کے بس کی بات نہیں۔

ایک بار عیسائیوں نے علماء سے بحث کی اور ان کے ناک میں دم کر دیا۔ جب علماء کا بس نہ چلا تو انہوں نے آخر کار حضرت غوث الاعظم رحمت اللہ علیہ سے فریاد کی کہ حضور آپ ہماری مدد کریں اور آ کر ان سے تبلیغ کریں۔ آپ گئے اور وہاں پہنچ کر ان کو دعوتِ اسلام دی۔ ان کے سردار آئے۔ انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہمارے ایک مذہبی رہنما ہیں، آپ ان سے بات کریں۔ اگر وہ مسلمان ہو گئے تو ہم بھی ایمان لائیں گے۔ آپ نے کہا بلاؤ اس کو۔ اس نے آ کر کہا ہاں۔ میں نے آپ کے نبیؐ صاحب کی بہت سی حدیثیں پڑھی ہیں اور یاد بھی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث ہے۔ پوچھا، کیا؟ کہا یہ کہ: "میری اُمت کے جو عالم ہیں، وہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے برابر ہیں۔" آپ

Marfat.com

نے کہا کہ یہ حق ہے۔ کہنے لگا کہ ہمارے پیغمبر یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ آپ عالمِ دین بھی ہیں، فقیہہ بھی ہیں، تو آپ ہمیں یہ چیز کر کے دکھا دیں، ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تمہاری بس یہی شرط ہے۔ کہا ہاں، ایک ہی شرط ہے۔ آپ نے کہا، تو پھر چلو ہمارے ساتھ قبرستان۔

جب حضور غوث الاعظم چلنے لگے تو ایک شور مچ گیا کہ مسلمانوں کے پادری آئے ہوئے ہیں۔ سارے قبائل جمع ہو گئے۔ آپ نے قبرستان پہنچ کر کہا کہ بتاؤ کون سی قبر کا مُردہ زندہ کرنا ہے۔ اس نے ایک قبر چنی جو کئی سو برس پرانی تھی۔ بالکل ایسی کہ جس میں مُردے کا کچھ بھی نہ ملے۔ بس ایک گڑھا سا تھا۔ کہا اس کو۔ آپ نے ان سے خطاب کیا کہ دیکھو، تمہارے نبی (علیہ السلام) جب مُردہ زندہ کرتے تھے، تو فرماتے تھے "کُن باذن اللہ"، یعنی اللہ کے حکم سے ہو جا۔ اب دیکھنا میں کیا کہتا ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں: "اُٹھ میرے حکم سے" اور قبر کو ٹھوکر ماری۔ قبر کے اندر سے ایک آدمی نکلا۔ کہا السّلام علیکم، کیا قیامت برپا ہو گئی؟ آپ نے فرمایا نہیں قیامت برپا نہیں ہوئی۔ تمہیں بلایا گیا ہے۔ بس اب واپس جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس قبر میں چلا گیا۔ اس کے بعد تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ یہ سب کُرد تھے۔ یہ اب ڈیڑھ کروڑ کے قریب ہیں۔ صلاح الدین ایوبی رحمت اللہ علیہ کُرد تھے۔ آج بھی انگریز اپنے بچوں کو ڈراتے ہیں کہ صلاح الدین آرہا ہے،

Marfat.com

صلاح الدین آرہا ہے۔

تو عزیزانِ من! جب تک علمائے کے پاس یہ چیز نہ ہو، بات نہیں بنتی۔ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمت اللہ علیہ چالیس علوم پر دسترس رکھتے تھے، ایک ہزار کتابیں آپ نے لکھی ہیں۔ تیرہ سال کی عمر میں فتویٰ لکھا۔ اس وقت وہابی نہیں آتے تھے۔ آپ کا فتویٰ مشرق وسطیٰ تک جاتا تھا، چھاپ کر تقسیم کیا جاتا تھا۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر، سر ضیاء الدّین، ریاضی میں بڑا قابل تھا۔ وہ ایک رانگلر یعنی جمتی تھے۔ انڈیا میں دو ہی جمتی تھے۔ ایک عنایت اللہ خان مشرقی اور ایک یہ۔ یہ ریاضی کے ایک پرابلم میں اٹک گئے۔ دن رات ایک کیا۔ کتنے ہی قابل لوگوں سے ملے لیکن پرابلم حل نہ ہوا۔ آخر میں یہ طے کیا کہ یورپ جائیں، وہاں حل ہو جائے گا۔ جب تیاری کی، تو ایک دوست نے کہا کہ آپ بریلی میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کے پاس کیوں نہیں جاتے۔ ضیاء الدین نے بڑی نفرت سے کہا، میاں یہ مولانا کا کام نہیں ہے، یہ سائنس کی بات ہے۔ انہوں نے کہا۔ ضیاء الدین صاحب! میری بات سنیں جن کا میں نام لے رہا ہوں وہ ایسے ویسے نہیں۔ مجھے اُمید ہے آپ کا معاملہ حل ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا اچھا، تو پھر میری طرف سے وقت لے لیں، حضرت احمد رضا خان بریلوی ؒ نے عصر کا وقت دیا۔ دونوں بریلی پہنچے۔ جب اندر گئے اور بیٹھے، تو آپ کہنے لگے۔ ضیاء الدّین صاحب، کیا پرابلم ہے۔ انہوں نے کہا یہ پرابلم ہے۔ حضرت نے کہا ایک کاغذ دو۔ جب کاغذ دیا، تو

Marfat.com

پنسل لی، ڈایا گرام بنا کے کہا لیجئے یہ حل ہے۔

ایک صاحب ہمارے خلیفہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، اپنے مرشد کی کوئی کرامت سناؤ۔ کہا کرامتیں تو بہت سی ہیں۔ پانچ چھ روزانہ ہو جاتی ہیں، اس لئے ان کی اب اہمیت نہیں رہی۔ لیکن ہاں، میں آپ کو ان کی ایک بڑی کرامت سناتا ہوں۔ اس نے کہا بتائیے۔ اس نے کہا جی اتنے سال ہو گئے ہیں وہ ایک کمرے میں پڑے رہتے ہیں۔ کسی سے ملاقات نہیں۔ نہ طلب ہے، نہ خواہش ہے ملنے کی۔ آپ یا کوئی اور شخص تین دن کمرے میں بیٹھ کر اپنے اوپر پابندی لگائے، چوتھے دن پاگل ہو جائے گا۔ آخر کیا بات ہے۔ کیا چیز ہے؟ کہنے لگے، ہاں، یہ بہت مشکل ہے۔ واقعی انسان اگر کسی سے نہ ملے تو دیوانہ ہو جائے۔ اس نے کہا، وہاں کوئی نہیں۔ انہوں نے کبھی شکوہ نہیں کیا۔ اور وہ صرف جمعہ کی نماز کے لئے نکلتے ہیں یا جب ڈاکٹر کے پاس جانا ہوتا ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اب میں ویسے بھی اگر ڈاکٹر کے پاس جاتا ہوں کار میں بیٹھ کر، میں عموماً تھک جاتا ہوں۔ آج میں پہنچا ہوں چھڑی لے کے۔ میں جانتا ہوں۔ اچھا ہوا میں نے چھڑی لے لی۔ اور راستے میں، میں نے جو اسٹیشن بنائے ہوئے ہیں، وہاں رک کر سانس لے لیتا ہوں۔ تو وقت وقت کی بات ہے۔

لیٹا رہتا ہوں، پڑا رہتا ہوں، دعائیں کرتا رہتا ہوں سب کے لئے۔ کبھی کوئی سامنے آتا ہے، اس کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ دوسرا آتا ہے، تیسرا

Marfat.com

آتا ہے، تقریباً ہر ایک کو دعائیں مل جاتی ہیں۔ چوبیس گھنٹے میں ہر ایک کی باری آجاتی ہے۔ ہمارے پاس اور کچھ نہیں، دُعا ہے، جو ہم دیتے رہتے ہیں۔

بس بدنصیب ہے وہ شخص، جس کو بیعت نصیب نہ ہو۔ حضور خواجہ غریب نواز رحمت اللہ علیہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں آپ کے ایک پیر بھائی کی قبر تھی۔ آپ وہاں ٹھہر گئے کافی دیر تک۔ آپ کے ساتھ ایک پیر بھائی اور بھی تھے۔ اس نے کہا، آپ نے اتنا قیام کیا۔ آپ کہنے لگے، کہ بیعت بھی کیا چیز ہے۔ اس کو یعنی صاحبِ قبر کو جب عذاب ہونے لگا تو اس نے حضرت عثمان ہارونی رحمت اللہ علیہ کو جو خواجہ غریب نواز رح کے مرشد تھے، جب پکارا، تو آپ فرشتوں اور اس کے درمیاں حائل ہو گئے تھے کہ میں عذاب نہیں آنے دوں گا۔ اور میں اس میں کھڑا رہا کہ فیصلہ کرا دوں گا۔ فیصلہ انہی کے حق میں ہوا۔ لیکن

This can not be quoted as a routine - These are exceptions - These are sufficient to illumine your mind, enlighten your soul and show you the path, which is the true path. A man who has got no link, even in this world, he can't live without protection. Earthly body needs protected life, particularly now - How is it possible that when you are moving into Here after and you won't need it.

Marfat.com

(یعنی: اس کا حوالہ معمول کی طرح نہیں دیا جا سکتا۔ یہ استثنائی باتیں ہیں۔
یہ بس تمہارے ذہن کو آگاہ اور تمہاری روح کو روشن رکھنے کے لئے کافی ہیں۔
اور تمہیں راہ دکھانے کے لئے ہیں، جو حقیقی راہ ہے۔ ایک آدمی جس کو کوئی نسبت نہیں۔ حتیٰ کہ اس دنیا میں بھی، وہ بغیر حفاظت کے نہیں رہ سکتا۔ دنیاوی جسم کو محفوظ زندگی کی ضرورت ہے، خاص طور پر آج کے دور میں۔ تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ تم دوسری دنیا میں داخل ہو رہے ہو اور تمہیں اسکی ضرورت نہیں)

مطلب یہ ہے کہ جو مرنے والا ہے، تم اس کے لئے اگر ثواب پہنچاتے ہو تو وہ اس کے لئے ویسے ہی ہے جیسے ڈوبتے ہوئے کے لئے تنکے کا سہارا۔ وہ اس کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اور جب تم قبر کے قریب سے گزرتے ہو تو مُردہ کہتا ہے: اے غافل، تجھے معلوم نہیں۔ اگر تجھے معلوم ہوتا کہ یہاں کیا پیش آنا ہے، تو خوف کے مارے تیرا گوشت پوست گر جاتا۔

تو عزیزانِ من! پرہیزگار اور متقی ہونا ایک چیز ہے۔ لیکن ہونے کے بعد اس ایمان کی حفاظت کے لئے چوکیدار کی بھی ضرورت ہے۔ جتنا مال و دولت زیادہ ہو اتنے چوکیدار بھی زیادہ لگاتے ہو۔ شیطان جو ہے، وہ ایک ہی دولت پہ ڈاکہ زیادہ ڈالتا ہے، اور وہ ہے ایمان کی دولت۔ اُسے کسی اور شے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو اس لئے انسان وہ ہے جو غفلت میں نہ رہے، بلکہ ہر وقت ایمانی اور احتسابی حالت میں رہے۔ اس کے کان منتظر رہیں کہ ذکر کہیں بند تو نہیں ہو گیا ہے۔

Marfat.com

وہ کام کرتا رہے، لیکن اس کے کان ذکر سنتے رہیں۔ یا اس کا سانس بتا رہا کہ ذکر جاری ہے۔ کوئی سسٹم ہونا چاہیے۔ اور اگر نہیں اور ایسی صورت ہے تو آپ دیکھیں وہ کار جس کا سیلف اسٹارٹر نہیں چلتا تو پھر کیا کرتے ہیں؟ ہینڈل مارتے ہیں، تو صوفیوں کے بھی ہینڈل ہوتے ہیں۔ جب آپ دیکھیں کہ آپ کا ذکر بند ہو گیا ہے، تو آپ ہینڈل ماریں اور ہینڈل یہ ہے کہ اب اسی وقت کام چھوڑ دیں اور نفیٔ اثبات کا ذکر سانس روک کر کریں۔

میں تو یہی کہتا ہوں۔ یہی میں کم عمری سے کرتا آرہا ہوں۔ حبس دم کا ذکر ویسے بھی مثل آئینہ ہے۔ لاالٰہ الا اللّٰہ کا ذکر۔ کیا بات ہے... کہ اسم ذات حاصل کریں۔ اس کے اندر چھپا ہوا اللّٰہ۔

حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمت اللہ علیہ اتنے زبردست عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ میری قبر اتنی گہری کھودنا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو میں قبر کے اندر اٹھ کر کھڑا ہو سکوں، کہیں بے ادبی نہ ہو۔ تو یوں بنتے ہیں عالم۔ اور اگر عالم کو فقیری بھی عطا ہو تو اس کی طاقت کا اندازہ نہیں۔

عزیزانِ من! اب کچھ سورج طلوع ہونے لگ گیا ہے۔ کچھ یونیورسٹیوں میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے کام ہو رہا ہے۔ یہاں کراچی میں بھی ہو رہا ہے۔ کیوں کہ دیوبندیوں کی اصلیت کھل گئی ہے۔ انہوں نے آ کے قرآن و سنّت کا سودا کرنا شروع کیا، اور ایک فاسق و فاجر عورت کی تعریف کی۔ اس سلسلہ میں ایک

Marfat.com

حدیث ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فاسق کی تعریف کرنے سے عرشِ بریں (عرش نہیں، عرشِ بریں) بھی کانپتا ہے۔ شریعت شریعت ہے۔ شریعت میرے اور آپ کے لئے ہے۔ جب مُلّا کی اپنی باری آتی ہے تو تاویلیں پیش کرتا ہے۔

ایک چھوٹا سا واقعہ ہے پنجاب کے کسی گاؤں کا۔ بچّوں نے کوئی چیز ناجائز طور پر کھالی۔ تو وہ گئے مولانا کے پاس اور کہا مولانا صاحب، بچے تھے، نادانی ہوگئی۔ اب وہ مولوی تھے جیسے گاؤں کے ہوتے ہیں، کہنے لگے لاحول ولا قوۃ اور فتویٰ دیا کہ ہل کو سیدھا رکھو، اور اتنا حلوہ پکایا جائے کہ اس کی نوک تک پہنچے۔ لوگوں نے کہا جی اس میں تو بڑا خرچہ ہو جائے گا۔ کوئی اور طریقہ بتلایئے۔ کہنے لگے نہیں، کوئی اور طریقہ نہیں، یہ کفّارہ اور شریعت کا معاملہ ہے۔

اس مولوی کے بیٹے کا نام نور جمال تھا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب اس میں نور جمال بھی تو تھا۔ اب مولوی صاحب پریشان ہو گئے۔ کہنے لگے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ خیر ایک لال کتاب رہ گئی ہے، اسے بھی دیکھ لیتا ہوں۔ جب وہ اٹھا کر دیکھی تو کہتے ہیں۔ "ادھر سے آیا بیٹا نور جمال۔ کھوٹا سچا سب حلال۔" بس تاویل کردی۔ تو یہ مولوی اس طرح کرتے ہیں۔ یعنی پکڑ صرف ہماری اور آپ کی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دیوبندیوں کو ذلّت دینی تھی، کیونکہ یہ باز نہیں آتے،

Marfat.com

وہاں دیوبند میں دو فریق تھے، دونوں کے ہیڈ چوٹی کے علماء تھے۔ ایک مولانا اشرف علی تھانوی کے لڑکے اور دوسرے ذکریا۔ جس طرح این ای ڈی کالج کے لڑکے ہوں، انہوں نے سارا سامان توڑ پھوڑ ڈالا۔ دیوبند پہ تالے پڑ گئے۔ وہ اپنے بچوں کو اٹھا لے گیا، یہ اپنے بچوں کو۔ یہ ابھی کی بات ہے۔ پانچ چھ سال پہلے کی۔ چنانچہ یہاں بڑے پریشان ہو گئے دیوبندی۔ اور یہاں سے انہوں نے وفد بھیجے کہ خدا کے واسطے بس کریں ورنہ دیوبند کا ستیاناس ہو جائے گا۔

اب شکر کرو کہ یہ مولانا کوثر نیازی، جو مولانا وہسکی کے نام سے مشہور تھے، چل بسے۔ اللہ نے بچا لیا مسلمانوں کو اور ٹل گیا یہ، ورنہ یہ اکبر بادشاہ والا دینِ الٰہی جاری کرنے والا تھا۔ شکر ہے کہ اللہ نے اس کو فارغ کر دیا۔ یہ شیعہ اور سنّی کو ملا لیتے۔ کیسے ملاتے؟ کیوں ان کا مذہب اور ہے۔ ان کے ہاں متعہ جائز ہے۔ ان کی کوئی بات بھی ہم سے نہیں ملتی۔ نہ نماز ملتی ہے، نہ کلمہ ملتا ہے یعنی کوئی چیز نہیں ملتی۔ تو تم ملاؤ گے کیسے؟ مطلب یہ کہ عربی گھوڑا مل جائے اور ہاتھی مل جائے۔ تو کیا آپ دونوں کو ایک مانیں گے۔ وہ اس فکر میں لگے ہوئے تھے۔ اور اگر زندہ رہتے تو ایک مصیبت کھڑی کر دیتے۔

اسی طرح، ایک وہ غلام احمد پرویز صاحب تھے، جس نے نئے فتنے چھوڑے، اور ایسا لکھا جناب کہ کوئی کیا کہے۔ جس کے پاس علم نہیں حدیث کا، کلام پاک

Marfat.com

کا، یعنی فقہی علم نہ ہو۔ اسکو تو گمراہ ہونا ہی تھا۔

ایک بزرگ روزانہ عشاء کے بعد بابا بُلھے شاہ رحمت اللہ علیہ کے مزار مبارک میں جا کے رہتے تھے۔ دن کو اپنے روزگار میں لگے رہتے اور عشاء کے بعد وہاں چلے جاتے تھے۔ ایک دن کسی نے پوچھا، شاہ صاحب، آپ یہاں رہے ہیں، کبھی آپ نے کوئی خارق دیکھا، کوئی ایسی غیر معمولی بات؟ کہنے لگے ہاں، صرف ایک دفعہ حضرت مائی صاحبہ رحمت اللہ علیہ آئیں اور قبر کی تعویز پر ہاتھ مارا اور کہا، اُٹھ بُلھیا، گلاں کرے (یعنی اُٹھ باتیں کرلے) باتیں شروع ہوگئیں۔ اسی دوران اچانک مائی صاحبہؒ نے کہا: بُلھیا، کوئی سُن رہا ہے۔ بس اتنا کہنا تھا کہ بابا بُلھے شاہ رحمت اللہ علیہ پھر مزار شریف کے اندر چلے گئے۔ اور حضرت مائی صاحبہ رحمت اللہ علیہ بھی اُٹھ کر چلی گئیں۔ بس زندگی میں ایک دفعہ یہ دیکھا، یہ موت و حیات۔

حضرت شاہ شمس الرّبانی رحمت اللہ علیہ قطب العالم تھے۔ آپ کو حکم دیا حضرت صابر کلیئری رحمت اللہ علیہ نے کہ جا کے نوکری کریں۔ لیکن جب تم سے کرامت ہو جائے تو سمجھ لینا میرا وصال ہو گیا ہے۔

آپ جس بادشاہ کی فوج میں نوکر ہوئے، وہ راجپوتوں کے ایک قلعہ کو فتح کرنے کے لئے بڑی کوشش کر رہا تھا، لیکن کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔ بادشاہ کے سالے نے کہا، کبھی درویشوں کے پاس دُعا کے لئے جائیں۔ چنانچہ وہ ایک درویش کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا، مجھ مجذوب سے کیا دُعا کرواتے ہو۔

Marfat.com

پوچھا کیوں؟ فرمایا، فتح کی دعا جس نے کرنی ہے، وہ تو تمہارے لشکر میں ہے۔ کہا لشکر تو بارہ چودہ ہزار کا ہے، انہیں ڈھونڈوں گا کیسے؟ فرمایا، آج رات دو بجے آندھی آئے گی۔ اس آندھی میں سب کے چراغ بجھ جائیں گے۔ سوائے ایک خیمے کے۔ اسی میں وہ ملیں گے۔

جب آندھی آئی، تو بادشاہ فانوس لئے لشکر میں، تلاش میں نکلے، آخر ایک جگہ پہنچے تو خیمہ روشن دیکھا۔ اندر گئے تو حضرت شاہ شمس تبریزیؒ کلام پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ بادشاہ بڑے ادب سے کھڑا رہا۔ آپ نے جب قرآن شریف کی تلاوت ختم کی، تو بادشاہ کی طرف دیکھا۔ بادشاہ نے بڑے ادب سے سلام کیا۔ آپ نے پوچھا، فرمائیے، بادشاہ نے کہا میں سائل ہوں، سوالی ہوں۔ فرمایا، میں کیا کر سکتا ہوں؟ کہا، بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ میرے لشکر میں ہیں اور ہماری فتح نہیں ہو رہی۔ مجھے کہا گیا ہے، اس لئے آیا ہوں، آپ دعا فرمائیں۔ کہنے لگے، ہاں، دعا کریں گے، لیکن میرا نصاب (تنخواہ وغیرہ) دے دیں۔ بادشاہ رونے لگا۔ کہنے لگے، نہیں رونے کی بات نہیں، میرے مرشد کا حکم ہے۔ مجھے ان کی خدمت میں پہنچنا ہے، کیونکہ انہوں نے فرمایا تھا کہ جس دن، ہم سے کوئی کرامت سرزد ہو جائے تو سمجھ لینا کہ وہ ہمارے وصال کا دن ہے۔

چنانچہ بادشاہ کے حکم سے آپ کا نصاب اور کپڑے وغیرہ آپ کو دے دیئے گئے۔ آپ جب گھوڑے پہ بیٹھے اور ایڑھ لگائی، تو بادشاہ رونے

Marfat.com

لگ گیا۔ کہنے لگے: قطبوں کے قطب، وہاں پہنچتے پہنچتے بھی کتنے دن لگ جائیں گے۔ بس اتنا کہنا تھا کہ ٹھوکر لگی اور آپ گھوڑے سے نیچے گر گئے، جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے، چلئے چلئے۔ لیکن آگے جانے کیلئے مشکل تھی کیونکہ آگے ایک تلوار تھی جو فضا میں گھوم رہی تھی، کوئی چیز بھی آگے بڑھتی، تو وہ اسے کاٹ دیتی اور آپ کے مرشد یعنی حضرت صابر کلیری رحمت اللہ علیہ کی میت کے گرد شیر بیٹھے ہوئے تھے۔ آخر میں آپ نے صدا لگائی کہ حضور، میں تو آپ ہی کے حکم کی تعمیل میں آیا ہوں، مجھے آگے نہیں آنے دیا جا رہا ہے۔ جب یہ کہہ کے آگے بڑھے تو پھر بھی تلوار آگے آئی۔ آپ نے اپنی آستین لمبی کر کے آگے کر دی، تو آستین کاٹ گئی۔

ایک وقت تھا میں نے دیکھا کہ شمسی بزرگ اگر قمیض پہنتے تو اس کی ایک آستین چھوٹی ہوتی تھی۔ اسی طرح میں نے دیکھا کہ جو صحیح فریدی تھے ان کی آنکھیں بڑی ہوتی تھیں۔ اب تو گناہوں کی وجہ سے وہ آنکھیں بھی ختم ہو گئیں۔ چنانچہ آپ آگے آئے، جنازہ تیار تھا، آپ مصلے پہ کھڑے ہو گئے دو رکعت پڑھنے کے لئے۔ پھر آپ رونے لگ گئے کہ اب میں اکیلا ہوں۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک سبز پوش جوان، نقاب ڈالے گھوڑے پہ سوار آئے۔ گھوڑے سے اترے اور کہا کہ میرے ساتھ نماز جنازہ کے لئے کھڑے ہو جائیے۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ جب سلام پھیرا اور پیچھے مڑ کے دیکھا تو ڈیڑھ دو لاکھ کے قریب سبز پوش نماز میں شریک تھے۔

Marfat.com

وہ صاحب نماز کے بعد جب گھوڑے پہ سوار ہوئے، تو آپ نے لگام پکڑی اور کہا، حضور آپ نے مجھ پر اتنا کرم کیا، میرے مرشد پاک کی نماز جنازہ پڑھائی، تو کم از کم مجھے اپنی زیارت کا شرف تو عطا کیجئے۔ انہوں نے کہا، پیچھے ہٹ جاؤ۔ آپ ہٹے۔ انہوں نے جب نقاب ہٹائی، تو دیکھا مرشد پاک حضرت صابر کلیئری علیہ رحمت خود تھے۔ آپ نے فوراً لگام تھام لی اور کہا۔ حضور جائیے گا نہیں۔ آپ نے زندگی میں مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ میں نے ایک سوال پوچھا تھا کہ "فنا کیا ہے، بقا کیا ہے؟" آپ نے اس وقت فرمایا تھا کہ جب وقت آئے گا تو بتا دیا جائے گا۔ آج میں سوال دہراتا ہوں۔ اسی پر حضورؒ نے میت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "وہ فنا ہے"، اور اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "یہ بقاء ہے"۔

عزیزانِ من! اگر ان چیزوں کو آپ نکال دیں، تو اسلام ایک بے جان مُردہ ہے۔ وقتاً فوقتاً جو یہ کرامتیں سرزد ہوتی رہتی ہیں، تو اسی وجہ سے آج تک اسلام کے اندر کچھ روح ہے۔ اس وقت بھی اچھے اچھے اولیاء کرام ہیں۔

حضرت اعتماد علی شاہ رحمت اللہ علیہ کا جب امرتسر میں سکھوں سے مناظرہ تھا، تو سینکڑوں آدمی موجود تھے۔ آپ نے کہا کہ میں اپنا ایک مُرید پیش کروں گا۔ تم وہ کرپان، جس سے اسے قتل کرنا چاہتے ہو، وہ مجھے دیدو، تاکہ میں اس پہ اللہ کا کلام پڑھ لوں، اس کے بعد تم اس کو قتل کرو۔ اس نے کہا اچھا اور اپنا کرپان دیدیا۔ آپ نے کرپان پہ پڑھا اور پھر واپس کر دیا۔ اس نے دو تین

Marfat.com

دفعہ مرید پہ کرپان چلایا، لیکن ایسے لگا جیسے وہ پانی میں کرپان مار رہا ہو۔ آپ نے کہا اب تم اپنا گرنتھ صاحب تلوار پہ پورا پڑھ لو، ہمارا کوئی آدمی اس سے تمہارے کسی آدمی کو قتل کرے گا۔ اس نے کہا، نہیں، ہمیں یہ منظور نہیں۔ اس پر ان میں سے تین سو کے قریب مسلمان ہو گئے۔

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء کرام جو گدّیوں پر ہیں۔ یہ اولیاء کرام تھوڑا ہی ہیں۔ نا آگے کے نا پیچھے کے۔ اب تو وہ ہیں کہ کسی کے پاس "قل ھُواللّٰہ" کا نور ہے تو کسی کے پاس" الحمد شریف" کا۔ بس اسی طرح گزارہ کر رہے ہیں، کام چلا رہے ہیں۔ گدّیوں پہ بیٹھے ہیں۔ دار العلوم ہیں۔ یہ ہے، وہ ہے۔

تو عزیزانِ من! حقیقت میں طاقت تصوّر کی ہے۔ میں نے ایسے آدمی بھی دیکھے ہیں جو مرید بھی نہیں ہوئے اور مجھ سے اپنے کام بنوا لیتے۔ آپ اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ مجھ سے کہا بھی نہیں۔ بعد میں بتایا۔ بس تصوّر میں رکھتے تھے، لیکن محبت اور عقیدت کے ساتھ۔ تو نتیجہ یہ ہے کہ جب انہیں کوئی پریشانی ہوتی تھی تو وہ تصوّر تیز کر دیتے تھے۔ تو ہمارا جو کنٹرول روم ہے، اس میں فوراً لائٹ آجاتی ہے۔ وہ جو باطنی فورسز ہوتی ہیں، وہ حرکت میں آجاتی ہیں۔ اس لائٹ کی شناخت دیکھی جاتی ہے کہ واقعی اس کا کوئی تعلق بھی ہے یا نہیں۔ قلب کی سختی کو دُور کرنے کے لئے محبّت کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ اس سے قلب میں نرمی آجاتی ہے، اور دِل

Marfat.com

میں جو پیسے کے معاملے میں تنگی ہے، وہ دُور ہوتی جائے گی۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے دل میں لالچ پیدا ہوتی ہے یعنی نیکی کی لالچ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ تصوّر کی مثال دریا کی ہوتی ہے۔ دریا بہتا رہتا ہے۔ اس میں کیا کمی۔ کسی نے لوٹا بھرا، کسی نے گھڑا بھرا۔ جس کی جو استعداد ہے، وہ اس کے مطابق لے جائے۔ وہ دریا تو بہتا رہتا ہے۔ اور اگر کوئی نہ لے، تو اس میں دریا کا کیا قصور۔ میں اس لئے کہا کرتا ہوں کہ جب مرشد کا یا کسی کا تصور کرنے کا عمل شروع کرو تو آئینہ میں اپنا چہرہ ضرور دیکھ لیا کرو۔ یہ نوٹ کر لو کہ فلاں دن مجھے اپنا چہرہ دیکھنا ہے۔ اس طرح پندرہ بیس دن کے بعد پھر دیکھ لو۔ اگر اس پہ کوئی نور یا رونق آتی ہے، تو سمجھ لینا کہ سلسلہ ٹھیک چل رہا ہے، ورنہ پہلے سے بھی گئے گزرے ہو جاؤ گے اور کچھ نہیں ہو گا۔

عزیزانِ من ! دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک ہوتی ہے تصویر، اور ایک ہوتی ہے شبیہہ۔ عام آدمی کے فوٹو گراف تصویر کہلاتے ہیں۔ اور جو اولیاء کرام ہوتے ہیں یہ ان کے شبیہہ کہلاتے ہیں، کیونکہ ان کے اندر نور کا عنصر زیادہ ہوتا ہے۔ اگر آپ کلام پاک کا غور سے مطالعہ کریں تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی فرماتے ہیں بنی اسرائیل سے کہ یہ صندوق جو فرشتے تمہارے پاس لائے ہیں، اس میں تمہارے دلوں کا چین ہے، اور اس میں کیا ہے؟ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا اثاثہ ہے۔ یعنی عصاء، نعلین

Marfat.com

اور شبیہہ وغیرہ۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ عصاء، یہ نعلین اور شبیہہ سے چین کیوں؟ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تو کلام پاک میں فرماتا ہے کہ یعنی آگاہ رہو دلوں کا چین دلوں میں ہوتا ہے۔" تو یہ صندوق بیچ میں کہاں سے آگیا؟ ظاہر ہوا کہ جس چیز کو نسبت ہو جاتی ہے کسی بزرگ وغیرہ سے، تو اس چیز کا مقام بڑھ جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جہاں کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کی تھی، اسے مقام ابراہیم کہا گیا اور کہا گیا کہ یہاں نماز (نوافل) پڑھا کرو۔ بی بی ہاجرہ دوڑیں حالانکہ دیوانوں کا کام ہے یہ دوڑنا۔ جتنی بار آپ دوڑیں، اتنی بار آپ کو کہا "سعی" کرو۔ اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جس جگہ قربانی کے لئے لٹایا گیا تھا، وہاں کہا گیا کہ قربانی کیا کرو۔ ایک پتھر ہے حجر اسود۔ اس کو نسبت ہو جاتی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ سے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو اتنا شرف دیتا ہے کہ اشرف المخلوقات اس کو چومتی ہے۔

عزیزانِ من! دو چیزیں ہیں۔ ایک حقیقی اور ایک مجازی، یعنی ایک حقیقت کہلاتا ہے اور ایک مجاز۔ حقیقت جو ہے، اس کی اصل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مجاز جو ہیں، وہ اس کے خلیفہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرتا ہے اور اس کا خلیفہ بھی بچہ پیدا کرتا ہے۔ وہ بھی خالق کہلاتا ہے اور یہ بھی خالق۔ لیکن وہ خالقِ حقیقی ہے اور یہ خالقِ مجازی کہلاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے، یہ سب کچھ ہے۔ لیکن آگے تفویض اختیارات ہے۔ مجاز کیا ہے؟ اختیار دے دیتا ہے۔ مجاز جو ہے، یہ آگے تقسیم کرتا ہے، وہ خدا

Marfat.com

نہیں بن جاتا۔ اگر آپ اس کے مجازی فعل کو تسلیم نہیں کرتے، تو دراصل آپ اللہ کی اتھارٹی کو تسلیم نہیں کرتے، اللہ کی ذات پر ایمان نہیں رکھتے۔

ایک ہوتی ہے قدرت، ایک ہوتی ہے فطرت، فطرت تو انسان کے اندر چھپی ہوتی ہے۔ وہ ظاہر ہوتی ہے کسی موقع پر۔ قدرت خوارقِ اللہ جلّ شانہٗ ہیں، یعنی بغیر اسباب کے کسی چیز کو پیدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں جب ارادہ کرتا ہوں تو میں اسباب کا محتاج نہیں۔ میں جب ارادہ کرتا ہوں تو کُن فَیکون: یعنی ہو جا، ہو جاتا ہے۔

عزیزانِ من! قانون جو ہے وہ معاشرے کیلئے ہے، اس کی بہبود کے لئے ہے۔ امن کے لئے ہے۔ تو جس جگہ کا قانون ہے، وہ اس جگہ پہ لاگو ہوگا۔ اب یہاں آدمی آ کے کہے کہ میں وسیلہ نہیں مانتا، تو اس کی یہ بات قابلِ قبول نہیں، کیونکہ یہ ناسوتی دنیا ہے، جسے عالمِ اشیاء بھی کہتے ہیں تو گویا وہ عالمِ اشیاء میں یہ بات نہیں کہہ رہا۔ یہ بات وہ کر رہا ہے عالمِ ارواح کی۔ آدم علیہ السلام جنت میں تھے، جہاں کوئی اسباب نہیں، کوئی محنت نہیں۔ بس خواہش کرو، وہ چیز آ جائے گی، لہٰذا پھر وسیلہ کی کیا ضرورت؟ ہاں وسیلہ کی ضرورت عالمِ اسباب میں ہوتی ہے۔ یہاں نو ماہ ماں کے پیٹ میں۔ پھر تین سال تک پیشاب ٹٹیاں کرتا پھرتا ہے، جگہ خراب کرتا ہے، کیونکہ یہاں عالمِ اسباب ہے۔ یہاں قانون ہے۔ اس قانون کے تحت چلنا پڑتا ہے۔ بیوی کو خاوند کے حقوق اور خاوند کو بیوی کے حقوق دینے

Marfat.com

پڑتے ہیں۔ بھائی کو بھائی کے حقوق اور شہری کو شہری کے حقوق دینے پڑتے ہیں۔ تو یہاں اگر وسیلہ نہیں ہوگا، تو ایک دن میں دنیا ڈھیر ہو جائے گی۔ اگر سارے کہیں کہ ہم وسیلہ کو نہیں مانتے، تو ایک دن میں پوری دنیا ڈھیر ہو جائے گی۔ یا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کئی کروڑ فرشتے بھیجیں۔ چار ارب یا پانچ ارب آبادی ہے دنیا کی۔ تو پانچ ارب فرشتے اسی وقت اٹینشن ہو جائیں۔ یہ وہ کر سکتا ہے۔ پر وہ کیوں کرے۔ وہ کہتا ہے کہ میری باتیں کوئی بدلنے والا نہیں۔ میری ایک سنّت ہے۔ میرا ایک قانون ہے۔ تم اسے بدل نہیں پاؤ گے۔

تو اس لئے، جو چیز اپنی حد میں رہتی ہے، اپنے دائرے میں رہتی ہے، وہ خوبصورت ہے، اور خوب سیرت بھی۔ جو چیز اپنے دائرے سے نکل جاتی ہے، وہ بدصورت ہے اور قابلِ نفرت۔ جب تک انسان اپنے دائرے میں رہتا ہے، وہ اشرف المخلوقات ہے، اور جب دائرے سے نکلتا ہے تو **ثمّ رددنٰہ اسفل سافلین**۔ نیچے جائے، ایسی گہرائیوں میں کہ آپ نیچے بھی دیکھیں تو تب بھی اسکی گہرائی نہ ناپ سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ اپنا قانون بتایا۔ یعنی یہ جو تفسیر ہے، "**من یّھدہِ اللہ فلا مُضل لہ ومن یُّضللہٗ فلا ھادی لہٗ**" جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے، اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔

Marfat.com

توسوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے۔ اللہ نے تو پورے کلام پاک کے بارے میں کہا کہ یہ ہدایت ہے۔ اہل تقویٰ اس کو آنکھوں سے لگاتے ہیں، اپنی فطرت کے ساتھ۔ دوسرے جو ہیں، ان کے دل میں مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ متشابہات کے پیچھے پڑ گئے ہیں، جن کے دو معنی نکلتے ہیں۔ یہ ایک بیماری ہے۔ تمہارا سارا کام متشابہات میں ہے۔ تم اگر وہ کرو گے جس کے دو معنی ہیں، تو تمہارا نفس بیدار ہو جائے گا اس لئے کہ وہ مرا ہوا نہیں ہے اور تم گمراہ ہو جاؤ گے۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے قانون بنایا۔ انسان کو ہدایت فرمادی، تعلیم فرمادی۔ آپ کو وسائل دیئے کہ آپ عمل کریں۔ صحت دی، تندرستی دی، مکان دیا، فرصت دی، پھر بھی آپ عمل نہیں کرتے، اگر پھر بھی آپ عمل نہیں کرتے، تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ گمراہی کی طرف جاتے ہیں، تو ہم ان کو دھکیل دیتے ہیں۔ وہ میری پارٹی کا آدمی نہیں۔ یعنی حزب اللہ کا نہیں۔ یہ حزب شیطان کا ہے۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا۔

(ترجمہ) یعنی شیطان کے نقش قدم پر مت چلنا۔

(ترجمہ) بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ہر انسان کے لئے ہدایت ہے کلوا وشربوا ولا تسرفوا انہٗ لا یحب المسرفین۔ (ترجمہ) کھاؤ پیو، لیکن اسراف نہ کرو (کیوں؟) بیشک

Marfat.com

اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہاں ایک فقہی مسئلہ ہے، اسراف وہ ہے جو جائز چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں، ان کے استعمال میں زیادتی یا اسراف کرے۔ یعنی بجائے ایک پکوان کے آپ بلاضرورت چار پانچ کھانے پکوائیں یہ اصراف ہے۔ اس کا کھانا جائز ہے لیکن اس کا اصراف جائز نہیں۔ ایک دوسری جگہ لفظ استعمال ہوا ہے بکھیرنا۔ فرمایا: بے شک فضول بکھیرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ فرمایا۔ بکھیرنا مت، یعنی آپ کو کوئی بھی چیز ضائع کرنے کی اجازت نہیں۔

لیکن اس کے باوجود بھی وہ خلاف ورزی کرتے ہیں حالانکہ وہ نہ قانونی ہے، نہ اس کی اجازت ہے۔ تو ایسے لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔ یہ شیطانوں کے جو کام ہیں، وہ بندہ خود کرتا ہے۔

تو یہ اسراف اور فضول خرچی میں فرق ہے۔ ایک قانونی ہے، اس میں جب آپ زیادتی کرتے ہیں تو وہ اسراف ہے۔ دوسرا جو ہے وہ قانونی نہیں ہے، اس کی اجازت نہیں ہے۔ غیر قانونی ہے۔ اس میں بھی آپ زیادتی کرتے ہیں۔

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین

Marfat.com

مُسلمان حُکمران اور اسلام

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ مُحمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

امّا بعد!

عزیزانِ من!

آج کے دور میں دنیا کا ہر ملک بے ایمانی بدعنوانی اور دہشت گردی میں مبتلا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اُن ملکوں کے حکمران خود دہشت گرد اور چھپے ہوئے اسمگلر ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج روئے زمین پر انسان کہیں بھی چین اور سُکھ کا سانس نہیں لے سکتا ہے۔ حلال اور حرام کی تمیز ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا حلال روزی کا لقمہ کوئی کس طرح حاصل کرے۔ ملکوں میں تخت و تاج یا حکومت حاصل کرنے کے لئے اندرونِ خانہ

Marfat.com

گوریلا جنگیں ہو رہی ہیں۔

جو اللہ کے چند بندے ہیں، جو خشک روٹی کے ٹکڑے کھا کر اور ایک گلاس پانی پی کر، اپنی جھونپڑی کی چھت تلے حیران و پریشان اپنی زندگی خاموشی اور خوف سے گزار رہے ہیں۔ ان کو روئے زمین پہ آج کوئی جگہ نظر نہیں آتی جہاں وہ جا کر اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق اپنی زندگی کے بقیہ دن گزار سکیں۔

پہلے زمانے میں آپ ایک ملک سے دوسرے ملک جا سکتے تھے۔ اب تو آپ کو عمرہ اور حج کے لئے بھی پاسپورٹ اور ویزا حاصل کرنے پڑتے ہیں اور ان کو حاصل کرنے کے لئے بڑی رشوتیں دینا پڑتی ہیں اور سفارشیں کروانی پڑتی ہیں۔ اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کہ اسلام کے ہوتے ہوئے یہ سب کچھ کیوں ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے کہ کلمہ گو بہت زیادہ ہیں اور مخلص یعنی سچے مسلمان بہت کم۔ حقیقت یہ ہے کہ ماسوائے چند نفوسِ قدسیہ کے باقی لوگ جو ہیں، اسلام ان کے جسم کی جلد ہی تک رہا، اندر نہیں گیا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو روئے زمین پر حکومت عطا کی، مگر یہ حکومت چار خلفائے راشدین کے بعد ختم ہو گئی۔ اور اس کے بعد بادشاہت نے اس کی جگہ لے لی۔ بادشاہت کے آتے ہی اس کی برائیاں بھی

Marfat.com

آئیں۔ اگر کوئی نیک بچہ آگیا، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارشیں شروع ہو گئیں۔ مثلاً حضرت عمر بن عبد العزیز کو جب امیر المومنین بننے کے لئے کہا گیا، تو آپ نے انکار کر دیا۔ لوگوں نے آپ پر اس قدر دباؤ ڈالا کہ آپ کو مجبور و بے بس کر دیا۔ چنانچہ آپ نے یہ ذمہ داری سنبھال لی اور آپ کے عہدِ حکومت کے دوسرے ہی سال یہ حال ہو گیا تھا کہ لوگ زکوٰۃ لئے لئے پھرتے تھے۔ اور کوئی زکوٰۃ لینے والا ملتا نہ تھا۔

ایک جگہ میں نے لکھا ہوا پڑھا کہ ایک شخص کا بیٹا جو مر چکا تھا، اس کو اس نے خواب میں دیکھا اور کہا "بیٹا! تو تو مر چکا ہے، یہاں کیسے؟" بیٹے نے کہا" یہ ٹھیک ہے، مگر حضرت عمر بن عبد العزیز وصال فرما چکے ہیں۔ حکمِ باری تعالیٰ ہے کہ تمام ملائکہ، اولیاء اور دیگر مومنین و مومنات ان کے جنازے میں شریک ہو جائیں، لہٰذا ان کے جنازے میں شریک ہونے کے لئے ہم سب آئے ہیں"۔

دوسری جانب حجاج بن یوسف جیسا ظالم اور سفاک بھی گزرا تھا۔ جس نے سندھ فتح کرنے کے لئے حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا تھا۔ اس کے ظلم کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک دفعہ شکار کے دوران راستہ بھول گیا۔ سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ وہاں ایک غریب عورت کی جھونپڑی تھی۔ جب اسے باہر بلایا اور پانی طلب کیا، تو اُس نے نہایت ٹھنڈا پانی پیش کیا۔ پانی پی کر حجاج خوش ہوا اور اس بڑھیا کو

Marfat.com

کہا،" ہم بہت خوش ہوئے ، ہمارا نام حجاج ہے ، جانتی ہو؟"

اس نے کہا،" ہم آپ کی رعایا ہیں، ہم آپ کو نہ جانیں ، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟" حجاج نے کہا،" تم ہمارے دربار میں آنا، ہم تمھیں اس کا انعام دیں گے۔" بڑھیا بے حد خوش ہوئی۔

چنانچہ ایک روز وہ حجاج کے دربار تک پہنچی۔ دربان سے کہا کہ " حجاج نے ہم کو بلایا ہے، اس لئے میں آئی ہوں۔" جب حجاج کو بتایا گیا تو اس نے کہا،" بڑھیا ٹھیک کہتی ہے، اس کو اندر دربار میں بھیج دو۔"

جب بڑھیا اندر آئی اور سلام کیا، تو حجاج نے پوچھا،" تم کیوں آئی ہو؟" اس نے کہا،" میں نے ایک دفعہ آپ کو ٹھنڈا پانی پیش کیا تھا، جس سے آپ خوش ہو گئے تھے، اور آپ نے فرمایا تھا کہ ہمارے دربار میں آنا، ہم تمھیں انعام دیں گے۔" اس نے کہا،" ٹھیک ہے، ہمیں یاد آگیا، ابھی ہم تمھیں انعام دیتے ہیں۔" پھر حکم دیا جلاد کو بلاؤ۔" جب جلاد آیا تو اس نے اس سے کہا کہ" اس بڑھیا کا سر قلم کر دو۔" بڑھیا نے چیخ وپکار کی اور دہائی دی کہ کیا یہی انعام ہے جو تم دینا چاہتے تھے؟" اس نے کہا،" ہاں، تمھارے لئے اس سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں۔ تلوار کے ایک ہی وار سے تمھارا سر تن سے جدا ہو جائے گا، تم شہید ہو جاؤ گی، اس موجودہ زندگی کی مصیبت سے چھوٹ جائے گی اور وہاں

Marfat.com

جنت میں عیش و عشرت کروگی"۔ اس کے بعد اس بڑھیا کو قتل کروا دیا۔

عزیزانِ من! اسلام اپنی جگہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلامِ پاک میں فرما دیا۔ کہ یہ حلال ہے، اور یہ حرام ہے اور بندے کے مجھ پہ یہ حق ہیں۔ میرے جو احکام کلام پاک میں ہیں، اور جو میرے محبوب، محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمائیں گے ان کی اطاعت کرنا ہو گی۔ جو اللہ تعالیٰ پہ ایمان لائیں گے اور حکم بجا لائیں گے، وہ اللہ کی پارٹی ہیں، اور سورۂ بقرہ میں ان کو حزب اللہ کہا گیا، یعنی اللہ کی پارٹی، اور جو شیطان کی پیروی کریں گے، وہ شیطان کے بندے ہیں۔ اللہ کے باغی اور مجرم ہیں، اور ان کو حزب الشیطان کہا گیا۔

مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جنت کا وعدہ کیا طرح طرح کے انعامات کی خوشخبری دی اور شیطان کے بندوں کو بتا دیا گیا کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور دردناک عذاب ہے۔

مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی، روئے زمین پر ہر طرف ان کی حکومت قائم ہوئی، مگر چند نیک بختوں کے علاوہ، سب شراب، عورت دولت اور ملک گیری کی ہوس میں گرفتار رہے۔ اسلام ان کے اندر داخل نہ ہوا۔ چونکہ وہ خود برائے نام مسلمان تھے، لہٰذا وہ خود اسلام کے اندر کیسے داخل ہوتے۔

Marfat.com

حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ۔ یہ نہیں کہ جو تمھیں سوٹ کرے وہ تم اختیار کرو ، اور جس سے تمھارے نفس کو تکلیف پہنچے اس کو تم چھوڑ دو۔ ایک دفعہ کوئی مسلمان ہو جاتا ہے، تو پھر اسے اس قسم کا اختیار نہیں ہوتا۔

مسلمانوں نے سینکڑوں برس اسپین پر حکومت کی۔ ایسی ایسی عیاشیوں میں مبتلا ہو گئے کہ ان کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی عیسائی کسی مسلمان کے بارے میں ویسے ہی بات چیت کرتا اس کو قتل کر دیا جاتا تھا یہ سمجھ کر کہ اس کے اندر مسلمان کے لئے محبت باقی ہے اور عیسائیوں کے لئے دوبارہ خطرہ بن سکتا ہے۔

ھندوستان کی مثال لیجئے، جتنی بھی قومیں آئیں باہر سے آئیں۔ اور حکمرانی کی۔ سفرقوم آئی، سلین آئی، کول قوم آئی، دراوڑ آئے، پھر مسلمانوں کی قطار لگ گئی۔ حتیٰ کہ یہاں خاندانِ غلامان نے بھی حکومت کی، وقتی حالات کو دیکھ کر مقامی لوگ جو تھے، وہ مسلمان ہوتے گئے۔ اپنے دنیاوی نفع کی خاطر، مگر ان کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے کبھی بھی سچی وفاداری پیدا نہ ہوئی۔ اس لئے کہ مسلمانوں کی مختلف قوموں نے باہر سے آکر حملے کئے، کچھ نے دولت لوٹی اور واپس چلے گئے۔ بعض نے برائے نام اپنا کوئی گورنر چھوڑا۔

جو بھی ہندوستان آیا وہ اسلام اور مسلمان قوم کو مضبوط بنانے کے

Marfat.com

لیے نہیں آیا۔ بلکہ اس کے دور میں ہندو قوم اندر ہی اندر سے اپنا کام مضبوطی سے کرتی رہی۔ مسلمان بادشاہوں کے اعلیٰ عہدے، یعنی وزیر، کبیر، گورنر جیسے عہدے حاصل کئے اور ان پہ کامیابی سے فائز رہے۔ آخری مسلمان جو خاندان تھا، وہ مغل بادشاہوں کا تھا۔ مغلوں کے خاندان کو تاریخ میں باغیوں کا خاندان کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ یکے بعد دیگرے باپ بیٹا ایک دوسرے کے خلاف بغاوت کرتے رہے۔

ان میں اکبر بادشاہ جو تھا وہ شروع شروع میں اسلام کا پابند اور درویشوں کا معتقد تھا۔ لیکن بعد میں اس نے ہندوؤں کو اعلیٰ عہدے دینے شروع کر دیئے تھے۔ ہندو خفیہ طور پر اسے ہندو سمجھتے تھے اور مسلمان اُسے مسلمان۔

ہندوؤں سے گٹھ جوڑ کے بعد اس نے اپنا وزیر اعظم ایک ہندو بنیئے کو بنا دیا، جو بہت چالاک آدمی تھا۔ اس کا نام بیر بل تھا۔ اب اکبر نے اپنے آپ کو بہت مضبوط اور طاقتور بادشاہ سمجھنا شروع کیا اور اپنے آپ کو اکبر اعظم کہلوانا شروع کیا۔ طاقت میں بدمست ہو گیا۔ سمجھتا تھا کہ ہندو میرے ساتھ ہیں، دوسری قومیں میرے ساتھ ہیں، مسلمان میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اب اس کا دماغ غرور و تکبر سے بھر گیا۔ اور دینِ اسلام کی بجائے اس نے اپنی طرف سے ایک نئے دین کی بنیاد ڈال دی، جس کا نام دینِ الٰہی رکھ دیا تھا، جو اس کے دین میں داخل

Marfat.com

ہوتا، یہ اس کو چیلا کہتا تھا۔ دین میں داخل ہوتے وقت چیلا اکبر کے پاؤں پر اپنا سر رکھتا۔ اور اس پر اپنی ہر چیز، یعنی جان، مال، اور اپنا مذہب تک قربان کر دینے کا وعدہ کرتا تھا۔ اس دین میں داخل ہونے کی ایک یہ شرط تھی کہ داخل ہونے والا دینِ اسلام سے قطعی کوئی تعلق نہیں رکھتا تھا۔

پہلے اکبر صرف خلیفہ بنا اور پھر خدا بن گیا اور اپنی مہر پہ "اللہ اکبر" لکھوایا، یعنی اکبر اللہ ہے۔

اس کے چیلے آپس میں جب ملتے، تو ان کا سلام اس طرح ہوتا تھا، ایک " اللہ اکبر" کہتا دوسرا جواب میں جل جلالہٗ کہتا۔

مشہور مؤرخ اسمتھ لکھتا ہے " دینِ الٰہی، اکبر کی دانشمندی کا نہیں بلکہ حماقت کا شاہکار تھا۔ جو بے روک ٹوک خود مختاری کا نتیجہ تھا۔"

اکبر کے اس نئے مذہب میں وہ لوگ شامل ہو گئے جو برائے نام مسلمان تھے۔ ہندوؤں میں سے صرف بیربل اس کا چیلا بنا۔ امیر الامراء بھگوان داس نے اس میں شامل ہونے سے صاف انکار کر دیا۔ بہار کے ایک گورنر، راجہ مان سنگھ نے کہا: "یہ اگر وفاداری کا امتحان ہے، تو جان حاضر ہے، ہندو مذہب رکھتا ہوں، اگر کہیں تو اسلام قبول کر دوں، مگر ان کے سوا کسی اور مذہب کو میں نہیں جانتا۔"

Marfat.com

مطلب یہ تھا کہ "میں آپ کے دینِ الٰہی کو مذہب نہیں سمجھتا۔"

شہباز خان بڑا بہادر سپہ سالار تھا۔ اکبر کے دربار سے نئے نئے حکم جاری ہوتے تھے۔ داڑھی منڈوانے کے، کان چھدوانے کے وغیرہ۔ مگر اس متقی اور پرہیزگار سپہ سالار نے کبھی کسی ایسے حکم پر عمل نہیں کیا بلکہ ہمیشہ نماز روزے کا پابند رہا۔

ایک روز عصر کے قریب بادشاہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے فتح پور سیکری کے تالاب پر ٹہل رہا تھا۔ دربار کے دوسرے امراء کچھ فاصلے پر کھڑے ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ "دیکھیں کیسے نمازِ عصر ادا کرتا ہے۔" شہباز خان نے بادشاہ سے ایک آدھ بار نمازِ عصر کی اجازت مانگی، مگر بادشاہ باتوں میں مصروف رہا۔ جب وقت تنگ ہونے لگا، تو اس بہادر سپہ سالار نے اچانک اکبر کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑالیا اور فوراً اپنا کپڑا بچھایا اور عصر کی نماز کی نیّت باندھی۔

مغلوں میں اورنگ زیب نے چالیس سال تک حکومت کی۔ اس کے حالات موجود ہیں اسے کسی کا اعتبار نہیں تھا۔ قرآن میں یہ ہے کہ جب تم اپنے ماں باپ کو بڑھاپے میں پاؤ، تو ان کے سامنے اُف تک نہ کرو۔ (اُف سے مراد یہ ہے کہ اگر ان سے غلطی بھی ہو جائے، تو ان کے سامنے اپنی صورت ایسی بناؤ جیسے یہ اظہار ہو کہ یہ والدین کی غلطی نہیں، بلکہ یہ غلطی اُس کی اپنی ہے۔)

Marfat.com

پھر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے احسان ماننے کا ذکر کیا ہے، وہاں ماں باپ کے بھی احسان ماننے کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ماں باپ کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ مگر اورنگ زیب نے اپنے باپ شاہجہاں کو قید کیا اور وہ اسی قید میں انتقال کر گیا۔

عزیزانِ من! یہ سب کچھ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت جہاں جہاں رہی، ان میں صرف دو تین بادشاہ ایسے گزرے جنھوں نے اسلام کو سنبھالنے کی کوشش کی، اور وہ بھی بڑی مشکل سے، اس لئے کہ وہ بڑی بڑی سازشوں کا شکار رہے۔

پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ کو دیکھو۔ جن جن لوگوں نے حکومت کی، اب تک انھوں نے اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی۔ ہر ایک کے دورِ حکومت میں اسلام کی جڑ کمزور ہوتی گئی۔ ڈر ہے کہ ہم پھر ہندو کی غلامی میں نہ جائیں۔

آج مسجدیں بھی بنائی جا رہی ہیں، دارالعلوم بھی بنائے جا رہے ہیں۔ دینی انجمنیں بھی بنائی جا رہی ہیں، مگر نتیجہ کچھ سامنے نظر نہیں آتا، پہلے مغلوں کے دور میں ایک اکبر اعظم تھا، اب یہاں پچاس سال میں ہر دورِ حکومت میں اکبر اور بیربل پیدا ہو رہے ہیں۔ نام نہاد مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے، فرقے بھی بڑھتے جا رہے ہیں۔ علماء اور پیروں نے (سوائے چند ایک کے) دنیا کی ہوا و ہوس میں گرفتار ہو

Marfat.com

کے اپنی ساری قدر گنوادی ۔ جدید نسل دین سے اتنی غافل اور بد دل ہو چکی ہے کہ وہ ان لوگوں کو دیکھتے ہی اپنا مُنہ پھیر دیتی ہے ۔

لہٰذا ۔ مسلمانی در کتاب

مسلمان در گور !

(یعنی مسلمانی تو بس کتابوں میں رہ گئی اور مسلمان قبر میں)

ان چند معروضات کو اس شعر پہ ختم کیا جاتا ہے کہ ۔

خرد نے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں !

اللہ تعالیٰ ہمارے تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرمادے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے میں، اور اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت واپس دلا دے، ہمیں سچا مسلمان بناکر دوبارہ اسلام کی عظمت عطا فرمائے ۔

یہاں ایک بات اور عرض کر دوں کہ اس بات کی فکر نہ کریں کہ پورے گروہ یا پورے شہر کو مسلمان کر دیں گے ۔ آپ اس شخص کی فکر کریں جو آپ کا دوست ہے اور بھُولا بھٹکا ہوا ہے، تو اس کو راہِ راست پر لاکر اپنے رب سے ملادیں ۔

اگر کوئی یہ طریقۂ تبلیغ اختیار کرلے تو پھر ایک سے دو، دو سے گیارہ ہوں گے ۔ آج کے دور میں علماء اور پیر سوائے چند ہستیوں کے

Marfat.com

سب ہوائی گھوڑے چھوڑ رہے ہیں۔ مخلوق اپنی زندگی سے بیزار ہو چکی ہے، کیوں کہ جو رہبر تھے رہزن بن گئے۔ اور دین کے قافلوں کو لوٹا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم کرے اور ہمیں سیدھے راستے پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جب میں یہ کہتا ہوں کہ "اے اللہ! میرا حال دیکھ"
تو جواب آتا ہے "اپنا نامۂ اعمال دیکھ"

Marfat.com

بسم اللہ کی فضیلت اور رُوح
شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی رُباعی اور
امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی غزل

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

۳۰ دسمبر ۱۹۹۳ء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امّا بعد۔

عزیزانِ من!

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمالِہٖ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمالِہٖ

حَسُنَت جمیعُ خِصالِہٖ صلّوا علیہ و آلہٖ

یہ جو رُباعی ہے آپ پڑھتے ہیں، مجھے ارشاد ہوا ہے کہ اس کی فضیلت بھی بیان کی جائے۔ یہ رباعی حضرت شیخ الاسلام، شیخ سعدی رحمت اللہ علیہ کی ہے۔ آپ نے دو کتابیں بھی لکھی ہیں، جن کے

Marfat.com

نام گلستان اور بوستان ہیں۔ جو شخص یہ دو کتابیں پڑھ لیتا ہے، اس کی دنیاوی، یعنی عقلی علوم ماند پڑ جاتے ہیں۔ پہلے لوگوں میں یہ دستور تھا کہ انہیں بچپن میں مکتب میں گلستان بوستان پڑھائی جاتی تھیں۔

یہ رباعی حضرت شیخ سعدیؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہی تھی۔ حضرت امیر خسروؒ بھی بڑے پائے کے درویش اور شاعر تھے، اور دنیا بھی ان کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کے مرشد حضرت نظام الدین اولیاء رحمت اللہ علیہ گلستان اور بوستان کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی ایک گلستان بوستان لکھ ڈالی۔ وہ کتاب مرشد کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

"اے میرے قبلہ، یہ میں نے لکھی ہے۔" آپ نے فرمایا "رکھ دو۔"

دوسرے دن جب وہ آئے تو دیکھا مرشد نے وہ کتاب سب کتابوں کے نیچے رکھ دی ہے۔ انہوں نے کتاب پھر اوپر رکھ دی، لیکن دوسرے دن وہ پھر سب سے نیچے رکھی ہوتی تھی۔ یہ کھیل کچھ دن اسی طرح ہوتا رہا۔ حضرت امیر خسروؒ کے دل پہ چوٹ لگی۔ دل میں سوچا کہ کہنا تو گستاخی ہوگی، لیکن میں ان کا محبوب ہوں۔ محبوب کی چیز تو محبوب ہوتی ہے۔ میں اوپر رکھتا ہوں، یہ نیچے رکھ دیتے ہیں۔ مرشد کو فوراً کشف ہوا اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا "ترک بچے! (آپ ان کو ترک بچہ" کہا کرتے تھے)، ایسا معاملہ نہیں ہے۔ ایں چیزے دیگر است،

Marfat.com

شما نمی دانید (یعنی یہ اور چیز ہے، آپ نہیں جانتے)"۔

یہ سُن کر امیر خسروؒ کے آنسو نکل آئے۔ گھر گئے تو رات کو خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں۔ (کہنا تو نہیں چاہیئے کہ حضورؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نو دربار ہیں۔ ہر دربار میں، اپنے مرتبے کے مطابق شخصیتیں موجود ہوتی ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ اعلیٰ ترین دربار میں موجود ہیں)۔ پھر غور کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یہ کون صاحب ہیں جو ایک مورچھل ہلا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں ؎

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حَسُنَت جمیعُ خصالہٖ صَلّوا علیہ و آلہٖ

صبح جب وہ مُرشد کے پاس آئے، تو آپ نے پوچھا "رات کیا دیکھا؟" انہوں نے فارسی میں ایک غزل لکھی تھی، وہ پیش کر دی ؎

نمی دانم چہ منزل بود شب جائیکہ مَن بودم

(یعنی مجھے نہیں معلوم کہ رات میں جس جگہ تھا، وہ کون سا مقام تھا)

بہر سُو رقصِ بِسمل بود شب جائیکہ مَن بودم

(یعنی تڑپ ہی تڑپ تھی۔ وہاں سب تڑپ تڑپ کے رقص کر رہے تھے)

پوچھا: "آشنای تو؟"

یعنی پہچانا تم نے وہ کون تھے؟ وہ تھے۔ شیخ سعدی شیرازی

Marfat.com

رحمت اللہ علیہ۔" پھر فرمایا: "کیا تمہارے گلستان بوستان کو لے کے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کروں۔ سعدی تو ایک ہے، سعدی تو ایک ہی ہے۔" اس پر امیر خسروؒ نے کہا: "حضور، غزل کا آخری شعر پیش ہے ؎

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لا مکاں خسرو

زمان و مکان کی بات ہے۔ اب دیکھئے وہاں ربّ کریم ہے اور یہاں ہم ہیں، اور اس کے درمیان اتنے عالم آتے ہیں۔ سب سے آخر میں مقامِ احدیّت آتا ہے، جہاں ربِّ کریم جلوہ گر ہیں۔

برزخ کے بعد مکان کی حد ختم ہو جاتی ہے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں جگہ یہ حد ختم ہو گئی۔ کوئی حد نہیں۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب سب سمت ہیں۔

تو امیر خسروؒ کہتے ہیں کہ لامکاں کے اندر ایک مجلس جمی ہوئی تھی ایک دربار لگا ہوا تھا ؎

خدا خود میرِ مجلس بود

اور اس مجلس کا سردار اللہ جل شانہ خود تھا۔

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لا مکاں خسرو

یہاں بشریت ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ جو ایک چیز ہے لباس، آدم علیہ السلام نے جب جنّت میں دانہ کھایا، ظاہری معنوں میں

Marfat.com

تو یہ لباس اُتر گیا تھا۔ وہ لباس باطنی لباس تھا، رُوحی لباس تھا۔

کہتے ہیں ؎

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمّد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

اس پر اہلِ مجلس سب مل کر پڑھتے ہیں ؎

بلغ العُلیٰ بِکمالِہٖ　　کشف الدُّجیٰ بجمالِہٖ
حسنت جمیعُ خصالِہٖ　　صلّو علیہ و آلِہٖ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْم　نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی حَبِیْبِهِ الْكَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

امّا بعد

عزیزانِ من !

طریقت یا فقیری کی اصطلاح میں ایک چیز مراقبہ ہے۔ یعنی اللہ کی یاد میں، یا شیخ کے تصوّر میں غرق ہو جانا۔ اس دوران یعنی دس پندرہ منٹ کے دوران، کوئی چیز بھی جو غیر اللہ ہو، اسے دل میں نہ آنے دے۔ سوائے اللہ کی آواز کے جو بھی دوسری آواز ہو اس پہ کان نہ دھرے، اور ربِّ کریم کی رحمت کا منتظر رہے اور یہ نیّت کرے

Marfat.com

اور دُعا کرے کہ اے اللہ، تو مجھے جو بھی انعام دے، نعمت دے، وہ ایسی ہو کہ میرے لئے نفع بخش ہو۔ اور جو نعمت مجھے مُنہ کے بَل گرا دے، مجھے اس سے بچا دے۔

عزیز من! مراقبہ جب شروع ہوتا ہے، تو کوئی فکر میں ڈوب جاتا ہے، خاموش ہوجاتا ہے، زبان گنگ ہوجاتی ہے اور کسی کا ذکر غلبہ پا جاتا ہے۔ اگر کسی کا ذکر غلبہ پا جائے، تو اس کی طرف خیال نہ کریں۔ اسی طرح کسی پر کوئی اور کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ آپ اس وقت ایسے بیٹھے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز، چاہے عمارتیں ہوں یا جو کچھ بھی ہو، حجر، شجر، ہر چیز اور آپ کے درمیان ایک خلاء ہے۔ خلاء یعنی بالکل خالی جگہ۔ آسمان سے لے کر نیچے تک، اور ہم اس خلاء کے اندر ہیں، جو کہ نور سے پُر ہے، نور کی لہریں جاری ہیں، اس کے اندر ہم بیٹھے ہوئے ہیں، اپنے شیخ کے سامنے، اور اُن کے چہرے کو ایسے دیکھو کہ جیسے بلّی شکار کرتے وقت سانس روک لیتی ہے اور بالکل ساکت ہو جاتی ہے۔

اس وقت آپ اپنا جسم وغیرہ، ہر چیز، یعنی ہوش، گوش، باہوش اور درست رکھیں، ادب اور محبّت کے ساتھ بیٹھیں، پھر اپنے قلب کا ذکر سُنیں۔ اگر قلب ذکر نہیں کرتا (اللہ کے فضل سے آپ سب کا کرتا ہے) تو زبان سے، خاموشی سے ذکر کرو، یا دُرود شریف پڑھو۔ یعنی

Marfat.com

اس زبان کو مصروف رکھو اور آنکھ کو غرق کر دو۔ دید آنکھ سے ہوتی ہے، اور جس دید میں نظارہ نہ ہو، وہ دید نہیں، وہ کیا دیکھنا ہوا۔ اگر جلوۂ دوست ہی نہ دیکھا تو دیکھا ہی کیا۔ تو یہ نیت رکھیں۔ چند منٹ ہوتے ہیں اگر آپ کوشش کریں تو اپنے آپ کو بالکل کٹ آف کر سکتے ہیں۔

- - - - ❊ - - - - ❊ - - - - ❊ - - - -

دُعا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

اَمّابعد

عزیزانِ من!

ہم اس جگہ پہنچ چکے ہیں، جس کے متعلق ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہم استعارتاً کہتے ہیں کہ انسان درندہ ہے۔ میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ درندے بہت اچھے ہیں۔ درندوں کا قانون نہیں بدلتا۔ درندہ چیر پھاڑ بھی کرتا ہے تو اپنی حد کے اندر کرتا ہے۔ ضرورت جب اس کی پوری ہو جاتی ہے، تو پھر حملہ نہیں کرتا۔

میں کل اخبار میں پڑھ رہا تھا کہ سپر ہائی وے پر ایک انسانی نعش (ڈیڈ باڈی) پڑی تھی، جس کے اوپر سے گاڑیاں گزرتی گئیں۔ یعنی اس ڈیڈ باڈی پر سے گاڑیاں گزرتی گئیں، یہاں تک وہ مسخ ہو گئی، اور یہ پہچاننا

Marfat.com

مشکل ہو گیا کہ کس چیز کی لاش ہے۔

عزیزانِ من! یہاں تک پہنچ چکے ہیں ہم۔ یہ سب اولاد کے بارے میں ماں باپ کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ اگر صحیح تربیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ گمراہ ہو جاتے ہیں، بدکار ہو جاتے ہیں، تو اس گناہ کا حصہ اور اس کی سزا جو ہے، وہ ماں باپ کو بھی جاتی ہے۔ اور اگر ان کی اولاد صالح ہوتی ہے، تو وہ اولاد جب نماز پڑھتی ہے یا ان کے جتنے بھی نیک اعمال ہوتے ہیں، ان میں ماں باپ کو حصہ جاتا ہے، اور جب یہ حصہ پہنچتا ہے تو وہ فخر سے اپنا سر بلند کر لیتے ہیں۔

اب دین کا یہ حال ہے کہ جب ڈاکہ پڑتا ہے، تو اگر آپ نے دروازے وغیرہ بند کئے ہوئے ہیں، انتظام پورا کیا ہوا ہے، اور اللہ کا فضل شاملِ حال ہے، تو وہ ڈاکو لوٹ کر جا سکتے ہیں، گھبرا کے بھاگ سکتے ہیں، مگر اندر سے چٹکنیاں ہی نہیں لگائی گئی ہوں، دروازے کھلے ہوئے ہوں، صندوقوں کے بھی تالے نہ لگے ہوں تو چور اگر اندر آتے ہیں، تو قصور کس کا، مدافعت تو ان کی کہیں نہیں ہوتی۔

اسی طرح آج اس دور میں جتنے شیطانی فرقے ہیں، یا جتنے بھی بدمذہب یا گستاخ لوگ ہیں وہ اتنی تیزی سے آگے بڑھ گئے ہیں کہ آپ کو پتہ ہی نہیں چلا۔ یہ نہ تو حق کی طرف جاتے ہیں، نہ حق سننے کو تیار ہیں، تو حق کو کیسے پایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالٰے نے تو بندے سے

Marfat.com

فرمایا کہ "میں نے تجھے پیدا ہی اسی لئے کیا ہے کہ تو میری عبادت کرے"
تو جب تو نہ حق سنے، نہ حق کی طرف جائے، تو حق کو پائے کیسے۔
یہ تو حساب کی بات ہے۔

تو اس لئے عزیزانِ من! اس وقت جو سب سے بڑی مصیبت آئی ہوئی ہے، ایک تو شیعہ مذہب ہے۔ جنہوں نے کافی ادھم مچائی ہوئی ہے۔ دوسرے مرزائی ہیں، اور ہمارے اپنے اندر جو ہیں، وہ وہابی ہیں، ان کی زبان بہت گستاخ ہے، مُنہ اتنے پھٹے ہوئے ہیں کہ نَعُوذُ بِاللّٰہ مِنْ ذَالِکَ۔ پھر ایک طبقہ غیر مقلد بن چکا ہے جو حدیث کو نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہمارا کام قرآن سے چل جاتا ہے تو ہمیں حدیث وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں اور ان کی پیروی نہیں کریں گے۔ ایک چکڑالوی فرقہ ہے۔ ایک غلام احمد پرویز ہے۔ اس نے پرویزی فرقہ بنایا۔ جس میں نمازیں تین رہ گئی ہیں، اور قربانی وغیرہ سب ختم۔ ادھر قادیانیوں کو باقاعدہ جگہ دی گئی۔ انہوں نے وہ شہر بسالیا جو "ریاست در ریاست" ہے۔ اس میں تمام پرو ٹول وغیرہ ہیں۔

تو میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ آج کل بحث و مباحثہ بہت کر رہے ہیں۔ یہ اہلِ قرآن جو حدیث کو نہیں مانتے، اس کے بارے میں دو ایک چھوٹی چھوٹی باتیں آپ کو بتا دیتا ہوں، ایسی کہ جو تیر کی طرح چُبھیں اور جس کا جواب وہ نہ دے سکیں۔

Marfat.com

احادیث، فقہ وغیرہ کی لمبی چوڑی کتابیں کہاں آپ نے پڑھی ہیں، بس سیدھی بات کرو، کہو جی ٹھیک ہے، آپ کو حدیث کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم آپ سے دو سوال کرتے ہیں، آپ حق کی بات کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اس میں کسی کو اختلاف تو نہیں۔ تو آپ حدیث اور فقہ وغیرہ کی کتابیں چھوڑ کر ہمیں قرآنی نماز پڑھ کے بتائیے۔ اور قرآنی آیات کی رُو سے ایک ایک چیز یعنی سارے ارکانِ نماز ایک ایک کر کے بتائیے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ قرآن شریف کافی ہے تو آپ بتائیں کہ کہاں لکھا ہے کہ چار رکعت فرض ہیں یا اس نماز میں اتنی رکعتیں ہیں، اس میں اتنی ہیں۔ یہ وتر ہے عشاء میں۔ یہ تمام باتیں کلام پاک میں دکھائیے۔ وہ آیتیں بتلائیے جن میں یہ ساری تفصیل ہوں۔ تاکہ ہم لکھتے جائیں۔ اور پھر ہم انہیں جوڑیں۔ فجر کی نماز سے لے کر عشاء تک۔ پھر ہم انہیں اپنی نمازوں کی تعداد سے ملالیں گے جو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہیں۔

دوسرا یہ ہے کہ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ یعنی اور زکوٰۃ دو۔ آپ ہماری فقہ یا حدیث شریف، کسی کو بھی کنسلٹ نہ کریں۔ ہمیں قرآن شریف میں سے ثابت کر دیں کہ مسجدوں میں زکوٰۃ دینا جائز ہے کہ نہیں ہے۔

Marfat.com

اور غریبوں میں کس کو دینا جائز ہے۔ یہ بکری، بھیڑ اور اونٹ جو ہیں آخر ان کی زکوٰۃ کیسے دی جاتے۔ آیتیں بتائیں۔ ایسے نہیں۔

بس یہ دو چیزیں آپ کو بتا رہا ہوں ان کا منہ بند کرنے کے لئے، یہ جو کہتے ہیں کہ ہمیں ضرورت نہیں، ان سے کہیں کہ دراصل آپ کو اللہ اور رسول کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ نے کہہ دیا ہے کہ "اے رسول، یہ منافق جو ہیں، یہ کیا سوچتے ہیں"۔ دو آیتیں سورۃ منافقون کی پڑھیں جو اس موضوع پر ہیں۔ یہ آیتیں یاد بھی کرلیں۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (المنافقون ۶۳ آیت)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کے بغیر میرے ہاں شنوائی نہیں۔ خلاصہ یہ کہ اگر نسبت ہوگی تو وسیلہ پیدا ہوگا اور وسیلہ ہوگا تو سفارش ہوگی۔

یہ میرے حبیب کی بات ہے۔ یہ اس نور کی بات ہے جس کو میں نے ظاہر ہونے سے پہلے تخلیق کیا تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ: "تھا اللہ، اور نہ تھی اس کے ساتھ کوئی

Marfat.com

اور چیز۔ جب ایک صحابی نے پوچھا: "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ تعالیٰ نے جب کہا کہ میں جانا جاؤں، تو اس وقت جو اظہار ہوا، تو سب سے پہلے وہ کیا چیز تھی جو وجود میں آئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے جابر، تحقیق، سب سے پہلے جو چیز تیرے رب نے پیدا کی، وہ تیرے نبی کا نور تھا۔"

پھر دوسری حدیث میں ہے کہ "جب آدم علیہ السلام (جو ابوالبشر یعنی انسانوں کے باپ ہیں) ابھی آب و گل میں نہیں تھے (یعنی نہ پانی میں، نہ مٹی میں، یعنی ان کا خمیر بھی تیار نہیں تھا) تیرا نبی اس وقت بھی موجود تھا۔

تو عزیز من! جب تک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو نہیں سمجھ سکتے، اس وقت تک تم انہیں نہیں پا سکتے۔ یاد رکھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت اس وقت تک نہیں ہو سکتی، جب تک ضروری چیزوں کو نہ سمجھا جائے، ایک خالق ہے، مالک ہے، ایک مخلوق ہے۔ خالق احدیت میں ہے، مخلوق نہیں۔ تو خالق کے علم میں اور مخلوق کے علم میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ خود خالق اور مخلوق کے درمیان ہے۔ وہ ہمارا پیدا کرنے والا ہے، تو ناپو کتنا فرق ہے۔

پہلی چیز جو ہے، وہ یہ ہے کہ اگر کسی محکمہ میں داخل ہونا ہے کسی پوسٹ کے لئے یا مقابلے کے لئے کسی قسم کا امتحان دینا ہے تو جب آپ منتخب ہو جاتے ہیں، تو اس پوسٹ کے متعلق جتنی ضروری چیزیں ہیں، ان سے

Marfat.com

آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب دین کے معاملے میں آتے ہو، تو تمہاری رکریوٹمنٹ (بھرتی) ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دو گروہ بنائے ہیں۔ ایک کو اپنی پارٹی کہا، دوسرے کو شیطان کی پارٹی۔

شیطان کی پارٹی میں کافر بھی ہیں، مشرک بھی ہیں، یعنی دو جہاں کی سب خباثتیں بھی موجود ہیں۔ تو جاننا یہ چاہیئے کہ جب آپ کلام پاک کھولتے ہیں، تو شروع میں ہی ربّ کریم آپ پر فرض کر دیتا ہے کہ:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

آخر یہ فرض کیوں عائد کیا؟ بات یہ ہے کہ جو بادشاہ ہوتا ہے، وہ اپنی رعایا میں موجود جو چور ڈاکو ہوتے ہیں، ان کی فطرت کو سمجھتا ہے۔ دیکھئے شیطان اس کا عاشق تھا، فرشتوں کا استاد تھا۔ پھر باغی ہو گیا۔ اس نے مہلت مانگی، طاقتیں مانگیں۔ آسمان اور زمین کے درمیان کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں شیطان نے سجدہ نہ کیا ہو، مگر باغی ہو گیا۔ تو ربّ کریم کے حکم سے جب آپ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط پڑھتے ہیں، تو جتنا طاقتور دشمن ہو، اس سے آپ محفوظ رہیں گے۔ کیونکہ آپ جب کہتے ہیں: میں پناہ مانگتا ہوں، تو رب کہتا ہے، "میرے بندے، جو میرا ہے اس کو یہ کچھ نہیں کرسکتا، تو میری پناہ میں آگیا"۔

آگے چل کر پھر آپ پڑھتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

Marfat.com

اس بسم اللہ میں ایک ایسا اسم ہے جس میں اس کی جمیع صفات جتنی صفات بھی ہیں وہ اسی ایک اسم میں آتی ہیں، اور وہ اسم، اسم ذاتی ہے، یعنی اللّٰہ۔ اس میں اتنی پُرفیکشن (یعنی جامعیت) ہے کہ بیان سے باہر۔

ان وہابیوں کو، جو کہتے ہیں کہ وسیلے کی ضرورت نہیں، مَیں انہیں کہتا ہوں کہ دیکھو، اللہ جو ہے، اس میں سب صفتیں ہیں۔ رحمٰن جو ہے، وہ بخشش کرنے والا ہے، جو سب کو عطا کرتا ہے۔ رحیم میں تھوڑا شک ہے کہ یہ صرف مومنوں کے لئے ہے۔ رحیمی کو جو سرکل (یعنی دائرہ) ہے، اس کا اطلاق مومنوں پر ہوتا ہے۔ اور رحمٰن جو ہے وہ خالق جو ہوا کل مخلوق کا، تو سب کو عطا کرتا ہے۔ اس میں آپ کو ملتا ہے، ہمیں بھی ملتا ہے۔ اللہ کا لفظ جو ہے، وہ ذات پر دلالت کرتا ہے۔ مَیں ان کو کہتا ہوں کہ یہ ب۔ س۔ م کیسے آ گئے۔ اللہ کو کیا ضرورت ہے۔

یہ اس لئے کہ اللہ کا لفظ حروف کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا جو لفظ ہے اللہ۔ وہ حروف کا محتاج ہے ہی نہیں۔ میں نے کہا اللہ کا الف گراؤ تو لِلّٰہ رہے گا۔ لِلّٰہ کا لام گراؤ تو لَہٗ رہے گا۔ لَہٗ کا لام گراؤ تو ھُو رہے گا۔ یعنی ذات وہی رہے گی۔ وہ حرف و حروف کا محتاج نہیں۔ جب وہ اتنی بڑی مکمل ذات ہے کہ جس کا ہم بیان نہیں

Marfat.com

کر سکتے، تو پھر ب، س، م، ل لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ، رحمٰن رحیم کافی تھا۔ لیکن نہیں۔ ضرورت تھی۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عالم اسباب بنایا ہے۔

ایک عالم ارواح تھا۔ جب حضرت آدم علیہ السّلام جنّت میں تھے تو انہیں کہا گیا کہ عیش کرو۔ وہ صرف خیال کرتے تو میوہ سامنے آجاتا تھا۔ کوئی محنت نہیں، کوئی مشقت نہیں۔ فرمایا: اے آدم، تُو اور حوّا عیش کرو، اور یہ مور اور سانپ تمہاری خدمت میں ہیں"۔ بڑی شان تھی، یہ مور اور سانپ درباری تھے۔ لیکن ان درباریوں نے دھوکہ دیا۔

تو وہاں جنّت میں کسی اسباب کی ضرورت نہیں تھی۔ لہٰذا وسیلہ کی ضرورت نہیں تھی۔ وسیلہ تو جب ہوتا ہے عزیزانِ من! کہ جب کسی چیز کی ضرورت ہو کوئی کام پڑ جائے، تو مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً ایک صندوق بھاری ہو تو آپ تین بہن بھائیوں کو بلا لیتے ہیں کہ ادھر سے پکڑو، اُدھر سے پکڑو۔ یعنی ذریعہ وسیلہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ جبکہ وہاں ایسی بات ہی نہیں تھی۔ تب تو رب تھا اور بندہ تھا۔ کسی کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں تھی، اور نہ وسیلہ کی ضرورت تھی۔ جس طرح ملائکہ ہیں، ان کا معاملہ براہِ راست ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سمجھ دے۔ آمین

Marfat.com

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

امّابعد

عزیزانِ من!

آپ دیکھیں گے کہ جب فقراء پرواز کرتے ہوئے جاتے ہیں، تو ملائکہ کے مختلف عالم ہیں۔ جب ان کی دنیا شروع ہوتی ہے تو ملائکہ کے مختلف گروہ ہیں اور ہر ایک کی تسبیح جُدا ہے۔ وہ کورس میں تسبیح کرتے ہیں، جس طرح عربی زبان ہے یا انگریزی زبان ہے، اس کے لئے قاعدہ ہے، قانون ہے، طریقہ ہے، سلیقہ ہے۔ اس کو سکھایا جانا پڑتا ہے، کیوں کہ یہاں عالم اسباب ہے۔ جب تک آپ ٹھیک نہیں لکھیں گے غلط لکھیں گے، تو نوکری بھی نہیں ملے گی۔ فوراً کہیں گے کہ جاؤ۔ اسلئے ب، س، م، جو ہیں، ان کو جوڑنے کے لئے ربط، گرامر وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

اب جو آپ نے کہا کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، تو پہلے آپ نے اس ذات کو پکارا، پھر اس کی صفت بیان کی۔ یعنی رحمٰن اور رحیم۔ تو یہ کنجیاں ہیں، جو رحمتوں کے خزانوں کو کھولتی ہیں اس لئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے والا جو ہے، اگر فجر کی سنّت اور فرض نمازوں کے درمیان نوّے دفعہ پڑھے، تو اگر وہ اس کا عامل ہے یعنی پڑھتا رہتا ہے تو اس

Marfat.com

کی کوئی بھی ضرورت ہو، جب بھی پیش آئے گی تو اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے۔ بسم اللہ کی اتنی بڑی فضیلت ہے، اتنی بڑی برکت ہے کہ انسان بیان نہیں کرسکتا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرعون کی شکایت کی عذاب کے لئے، تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ: اے موسیٰ، یہ خبیث ہے تو اس لائق، آپ جو کہتے ہیں ٹھیک ہے، مگر عذاب اس کے محل میں داخل نہیں ہوسکتا کیوں کہ اس کے دروازے پہ میرا نام یعنی بسم اللہ لکھا ہوا ہے۔" اسی لئے اس پہ عذاب آیا تو پانی کے اندر آیا، گھر میں نہیں آیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں جارہے تھے تو ایک قبر پہ عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے بڑا اثر لیا۔ کچھ دنوں بعد جب واپس وہاں سے گزرے تو دیکھا باغ و بہار ہے، بڑے عیش ہیں۔ آپ نے کہا۔ بارِالٰہ، جب پہلے یہاں سے گزرا تو اس پہ دوزخ کا عذاب تھا، اب جو گزر رہا ہوں تو جنت کی بہاریں ہیں۔ ارشاد ہوا۔ اے میرے پیغمبر! یہ بڑا بدکار آدمی ہے۔ اور جو عذاب اسے مل رہا تھا، وہ کم ہے۔ یہ جب مرا تھا تو اس کی بیوی حاملہ تھی۔ اب لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے بعد جب وہ پانچ برس کا ہوا تو اُسے مکتب میں بٹھایا گیا۔ اور آج جب اس کو بسم اللہ سکھایا گیا؟ اور وہ بسم اللہ، بسم اللہ پڑھتا

Marfat.com

گیا، تو مجھے حیا آ گئی کہ میرا اسم، میرا وہ اسم، جس کو اسمِ اعظم کہا جاتا ہے، یہ بچہ اپنی زبان پر لا رہا ہے اور میں اس کے باپ پر عذاب ڈال رہا ہوں۔ میں نے حکم دیا فرشتوں کو کہ عذاب ہٹا دو۔"

اب جب بچہ نے یہ بسم اللہ پڑھ لیا، کلام پاک کو سمجھنے کے لئے یا کوئی بھی کام کرنے کے لئے، تو پہلے آپ چند ضروری چیزیں اسے بتا دیں گے کہ بیٹا ایسا کرنا ہے، ایسا کرنا ہے۔ تو انسان کی کہانی چونکہ لغزش سے شروع ہوئی تھی، تو ربِ کریم تو اپنی مخلوق سے، ماں باپ سے ستّر گنا زیادہ پیار کرتا ہے، اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کہتا ہے کہ "اے میرے بندے، میں یہ الحمد شریف تیرے سامنے رکھتا ہوں۔ اس میں کچھ حصّہ میرے لئے ہے، کچھ حصہ تیرے لئے ہے۔ میرے لئے کیا ہے؟ حمد و ثنا۔ اور تیرے لئے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ پھر اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ یعنی سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں کے جن پہ تو نے انعام فرمایا۔

میں بغیر وسیلے والوں کو کہتا ہوں کہ شرک تو اسی میں موجود ہے۔ بات ربِ کریم کی ہے اور بندے کی ہے۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ سیدھا راستہ دکھا۔ کیا یہ کافی نہیں تھا؟ لیکن کہا نہیں۔ سیدھا راستہ بھی میں تمہیں بتا دوں تا کہ اس میں گول مول نہ کر بیٹھنا۔ سیدھا راستہ۔ وہ لوگ

Marfat.com

جو میرے انعام یافتہ ہیں۔ جن پر میں نے انعام کیا۔ ان کی پیروی کرنا، ان کے راستے پر چلنا تم۔ یعنی وسیلہ یہاں بھی رکھ دیا۔ انعام یافتہ لوگوں کا وسیلہ۔ جن میں انبیاء علیہم السلام آتے ہیں، اولیاء کرام آتے ہیں، سب جتنے بھی ہیں۔ یا پھر یہ آیت نکال دو۔

یہ تو مجمل قرآن ہے۔ مختصر قرآن ہے۔ پھر جب تو کہتا ہے کہ سیدھا راستہ دکھا، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میرے بندے، میرا سارا قرآن تیرے سامنے ہے۔ یہ خزانہ ہی خزانہ ہے۔ سرچشمۂ فیض ہے۔ یہاں سے جتنا جی چاہے اور جب جی چاہے لے جاؤ۔"

تو میں ان کو کہتا ہوں کہ جب ایک سوال آپ کر چکے، دوسرا کریں، زیادہ نہیں، لمبی چوڑی نہیں۔ طریقوں کی ضرورت نہیں۔ ان کو گردن سے پکڑ لیا کرو۔ ان کو کہیں کہ قرآن شریف کے اندر اللہ تعالیٰ نے سُوّر کے گوشت کو تو حرام قرار دیا ہے۔ ہمیں دکھاؤ کہ گدھے گھوڑے وغیرہ کا گوشت اس میں کہاں حرام کیا ہے۔ سُوّر کی کلیجی تو حرام نہیں کی، گوشت کو حرام کیا، تو تم اس کی کلیجی کیوں نہیں کھاتے۔ گدھے کے کباب بنا کے کھاؤ، بڑے مزیدار ہوں گے۔ تمہیں ضرورت ہے، کیونکہ تم ڈوبے ہوئے ہو۔ تمہاری عقلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ بس یہ دو[2] دلیلیں۔ زیادہ نہیں۔

اور دوسرا میں نے یہ بتایا کہ جب تمہیں وسیلہ کی ضرورت نہیں،

Marfat.com

لیکن تمہارا رب تو کہتا ہے کہ تم ان کے راستے پر چلو۔ اب بتاؤ کہ تم کدھر جاؤ گے، تمہارا رب تو یہ کہتا ہے۔ یا پھر قرآن شریف سے بھاگ جاؤ۔

عزیزانِ من! یہ بات نکتے کی ہے "جب تک آپ حقیقتِ محمدیؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آگاہ نہیں ہوں گے، تب تک شانِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی آپ واقف نہیں ہوں گے۔" اور پھر آپ کا ایمان بھی اس حدیث کے مطابق تکمیل نہیں پاسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب تک تم اپنی اولاد، اپنے ماں باپ ہر چیز سے زیادہ عزیز نہیں جانو گے، تمہارے ایمان کی تکمیل نہیں ہوگی۔

ایمان کیا چیز ہے؟ ایمان محبّت ہے۔ اور محبّت کس سے؟ محبّت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کیسے پائی جائے۔ یہ عالم اسباب ہے۔ اس میں دلیلوں سے بات طے ہوتی ہے۔ آپ کی دلیل زوردار ہے اور ہماری دلیل کمزور ہے، تو ہم مار کھا گئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں بھی علم کے لئے درجہ بندی کر دی۔ یعنی دو علوم ہیں۔ ایک ظاہری ایک باطنی۔ تقربِ الٰہی کے لئے، اللہ تک پہنچنے کے لئے جو راستہ ہے، وہ طریقت کا راستہ ہے۔ اور یہ جو علم فرض کیا گیا ہے، یہ نہیں ہے کہ آپ ہزار ہزار صفحہ کی کوئی سو پچاس کتابیں پڑھ لیں۔ جو ضروری علم ہے جیسے دین کے پانچ ارکان وغیرہ۔

Marfat.com

یہ ہے ضروری علم۔

اللہ تعالیٰ جگہ جگہ فرماتا ہے: وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ یعنی اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں پاگل کہنے لگ جائیں، مجنوں کہنے لگ جائیں"۔

پھر تم کیسے کرو گے یہ؟ عمر تو تھوڑی ہے۔ اور علم میں تو اب لاکھوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اس علم کو تو بڑی وسعت ہے۔ اور پھر جس بات کے لئے حکم ہے وہ کلام پاک میں بھی ہے اور حدیث شریف میں بھی کہ جس کے گلے میں بیعت نہیں وہ جاہلیت کی موت مرا۔

حدیث شریف میں بھی یہ ہے کہ "جو اس دنیا میں اندھا مرا وہ آخرت میں بھی اندھا اٹھے گا۔ یہ عالم مکافات ہے۔ یہاں آپ نے بونا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قدسی ہے: "اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ ۝ یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو بوؤ گے وہ کاٹو گے"۔

تو عزیزانِ من! اس چیز کو سمجھنے کے لئے علم باطنی کی ضرورت ہے۔ اور اس لئے ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے بارے میں کہا "اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّهٗ ۝ یعنی انسان میرا بھید ہے میں اس کا بھید ہوں۔ بہت بڑی بات ہے یہ۔ انسان جب اس کو پڑھتا ہے، تو سرسری طور پر، عقلی طور پر پڑھتا ہوا گزر جاتا ہے۔

Marfat.com

جیسے کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ لیکن گورنر اگر یہ کہہ دے کہ میں اسے بڑا بڑا عزیز سمجھتا ہوں، تو جب تک یہ خبر دس گھروں میں سنا کے نہ آئے تو اسے چین نہیں آئے گا، حالانکہ گورنر بھی مرنے والا ہے، مٹی میں جانے والا ہے۔ پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ لیکن اُس سے اُسے جو ظاہری فائدہ نظر آتا ہے، یا دنیا کی نگاہوں میں وہ معزّز ہوجاتا ہے باعزّت ہوجاتا ہے، بس وہی اس کے پیشِ نظر ہے۔ یہ جو جانور ہیں۔ مثلاً گھوڑا جو ہے وہ ایک خاص وزن اٹھا سکتا ہے، دوسرا اس سے زیادہ۔ اس طرح آدمی ہیں۔ جو تکلیف اور مصائب ایک آدمی اٹھا لیتا ہے، وہ دوسرے پہ پڑیں تو وہ دوسرا نہیں اٹھا سکتا۔ ہر ایک کی ایک Capacity (یعنی گنجائش یا صلاحیت) ہوتی ہے۔ اس گنجائش یا صلاحیت کے مطابق وہ اپنا کام کرتے ہیں، محنت کرتے ہیں۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا بھید کہا، تو اُس بھید کے لئے آپ کلام پاک کی ایک آیت شریف دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ط یعنی آپ سے سوال کرتے ہیں روح کیا چیز ہے۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ۔ آپ ان کو جواب دیں کہ روح اللہ کا امر ہے۔

اور تمہیں اس کا تھوڑا علم دیا گیا۔

Marfat.com

تو میرا بھید ہے اور روح ہی تو وہ بھید ہے۔ اگر روح بھید نہ ہوتی تو سیدنا آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ حالانکہ جب آدم علیہ السّلام کا پتلا رکھا ہوا تھا، تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ سجدے کا حکم دے سکتے تھے لیکن نہیں۔ کہا کہ جب میں اپنی مقدس رُوح پھونک چکوں، جب یہ فعل مجھ سے سرزد ہو جائے، یہ کرم میں فرما دوں تو پھر تم فوراً سجدے میں گر جانا۔ یعنی سجدہ اس نور کو ادا کرنا۔

یہ بھید جو ہے۔ آپ دیکھیں آپ اپنے بچے کو پڑھاتے ہیں، درجہ بدرجہ۔ وہ جب ایم اے پاس کرتا ہے، تو پھر وہ اس قابل ہوتا ہے کہ آپ اسے کہیں کہ پی ایچ ڈی کرو۔ یعنی ریسرچ کرو، تحقیق کرو۔ یہاں ایک نکتہ ہے۔ اس طرح شریعت کے ارکان ہوتے ہیں۔ جب ان کے پابند ہو جاتے ہیں، تو اگر ذوق ہو تو چین نہیں آتا۔ ایک تڑپ اور بے چینی سی رہتی ہے کہ کچھ اور پتہ لگنا چاہیئے اس میدان میں۔ یہ بات تو کچھ چھپی چھپائی ہے۔ اس چھپی چھپائی بات کو بھی حاصل کرنا چاہیے۔

پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ "میں نے تجھ کو پیدا ہی کیا ہے اپنی عبادت کے لئے"۔ پھر دوسری جگہ فرمایا: اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ یعنی موت اور زندگی اس لئے پیدا کی کہ وہ تمہیں جانچے، ٹیسٹ کرے کہ تم میں سے نیک کام کون

Marfat.com

کرتا ہے۔ اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ؕ یہ نہ سمجھنا کہ تم بچ جاؤ گے۔ قبر میں تمہارا حساب کتاب ہوگا۔ اور تم بچ جاؤ گے۔ قبر میں تمہارا حساب کتاب ہوگا۔ اور تم جو بڑے بادشاہ یا طاقتور ہو، تو دکھا دینا۔ اس وقت اپنی طاقت۔ انکار کر دینا کہ میں نہیں مرتا۔ اور انکار کر دینا کہ مَیں قبر میں نہیں جاتا۔ منکر نکیر جب آئیں تو کہہ دینا کہ مَیں جواب نہیں دیتا۔ ہم بھی دیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ بڑے عجیب انداز میں فرماتا ہے کہ یہ اب ایسی باتیں کرتا ہے، لیکن ایک وقت تھا کہ اس کا نشان بھی نہیں تھا۔ پھر یہ بنا۔ یہ بنا اور یہ بنا۔ دیکھئے اتنی ترغیب دیتا ہے اللہ تعالیٰ بندے کو۔ اس کی کریمی پر انسان اگر سوچے اور دل کی نگاہوں سے دیکھے تو شرم کے مارے مٹی ہو جائے۔ اتنا کہنا کہ تم میری یاد کرو، میں تمہاری یاد کروں گا۔ یہ اپنائیت، یہ انعام، یہ شرف، یہ عزت، یہ عظمت۔ اللہ اللہ، کیا کریمی ہے۔

بندہ جو یہاں ہے، وہ بشری کردار میں ہے، اِس لئے اس کا بھید صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو خوش رکھے، ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے اور آپ سب کے دلوں کو اپنی اور اپنے حبیبِ پاک کی محبت سے منور اور شاداب رکھے۔ آمین۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

- ❋ -

Marfat.com

غیر مُقلّد

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

۳۱ مارچ ۱۹۹۶ء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْد

عزیزانِ من !

جو بات اب آپ کے سامنے پیش کی جائے گی، وہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ سب علم موجود ہے۔ لیکن نہ تو کوئی اس کا متلاشی ہے اور نہ کسی کو اس کی فکر ہے۔ کیوں؟

اس لئے کہ انسان اپنی آخرت سے بے خبر ہے۔ اس بارے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے کسی نے پوچھا کہ حضور یہ کیسے پتہ

Marfat.com

چلے کہ آخرت کے اوپر میرا ایمان ہے یا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "تجھے ہر وقت موت کا خوف رہے گا" یعنی تم نے جانا ہے اور حساب دینا ہے۔

آج مصیبت یہ ہے کہ مسلمانوں میں اتنے فرقے ہو گئے ہیں کہ ہر فرقے کے عالم نے دھواں دار تقریریں کرکے اور قلم کے زور سے مقالے لکھ کر، کتابچے اور کتابیں لکھ کر، اور اصطلاحات شرعی وغیرہ کا غلط استعمال کرکے، غرضیکہ ایک میدانِ جنگ گرم کر رکھا ہے۔ جس سے مسلمان ابھی تک نجات نہ پا سکے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ لیکن پہلے شدت اتنی نہ تھی جتنی اب ہے۔ پہلے فتنہ اگر اُٹھتا تھا تو اس کو دبا دیا جاتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "میری اُمت میں تہتر فرقے ہوں گے لیکن اُن میں نجات پانے والا صرف ایک ہو گا۔"

عرب قوم بڑی حجتی ہے۔ دلیل کے بغیر بات نہیں مانتی۔ یا نکتہ میں نکتہ ضرور نکالے گی۔ فوراً ایک صحابی نے عرض کیا، "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جو تہتر فرقے ہیں، ان میں نجات پانے والا جو آپ کہتے ہیں، وہ کون سا فرقہ ہے؟" آپ نے فرمایا، "جو میری سُنت پر قائم ہے۔"

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو میری حدیث پر قائم ہے۔ لاکھوں حدیثیں ہیں، پھر تو سوال ہی نہیں۔ تو آج بھی خوش قسمت ہے وہ شخص جو صحیح العقیدہ مسلمان کے گھر پیدا ہوا اور جسے ماں باپ نے صحیح عقیدے کی تعلیم و تربیت دی، اور کل وہ قیامت کے دن اس تربیت کے عوض ٹاپ (Top) کرنے کا حق دار ہوگا۔ اس کو اللہ تعالیٰ انعام دے گا۔ اس اولاد کو جو نیکیاں یہاں کرے گی، وہ اس دُنیا میں ہوگا اس کو اس کا حصہ ملتا رہے گا، اور جو بدی کرے گی، اُن کو تربیت نہیں دی ہوگی۔ تو جو وہ گناہ کرے گی اس کو اس کا حصہ وہاں ملے گا۔

تو مختلف فرقے ہیں۔ میں آج ایک فرقے کا ذکر کرتا ہوں، جسے غیر مقلد کہتے ہیں۔ یہ غیر مقلد ایک عجیب چیز ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن کو مانتے ہیں، باقی کسی چیز کو نہیں مانتے۔ جھگڑا ہی ختم۔ یعنی ہم قرآن کریم کو مانتے ہیں، باقی کسی کی ہمیں ضرورت ہی نہیں، اس لئے کہ سب چیزیں قرآن میں ہیں۔

چھوٹی چھوٹی باتوں سے جواب دیا کرو۔ علامہ بن کے جواب نہ دو، کیونکہ پھر دوسرا بھی علامہ بن جاتا ہے۔ پھر بات کہیں رُکتی نہیں ہے۔ جب سوال کو سوال سے جواب دیا جاتا ہے، تو اس سے سوال کرنے والا پریشان ہو جاتا ہے۔ مثلاً اُس نے کہا ضرورت نہیں ہے، تو آپ نے کہا بالکل

Marfat.com

ٹھیک ہے۔ آپ یہ تو مانتے ہیں کہ کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار جگہ کہا ہے کہ:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

اور اس کی اہمیت اس بات سے ظاہر کی گئی ہے کہ جہاں صلوٰۃ کا ذکر ہے وہاں زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ اس لئے کہ صلوٰۃ بدن اور رُوح کو پاک کرتی ہے، اور زکوٰۃ آپ کے مال کو پاک کرتی ہے آپ ہر طرح سے پاکیزہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اللہ پاکیزہ ہے، اس کی ذات پاک ہے اور وہ پاک چیز قبول کرتا ہے“۔ اس لئے اس نے حلال روزی پہ سخت تاکید کی ہے۔

تو اب وہ جو کہتا ہے کہ ہاں' کلام پاک میں یہ آیت شریف ہے اُس سے پوچھیں کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یعنی قائم کرو نماز کو۔ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یعنی زکوٰۃ دو۔ ان سے پوچھئے کہ جب آپ سب کچھ قرآن سے لیتے ہیں، تو پھر حدیث شریف یا فقہ کی کتاب وغیرہ کی طرف بالکل نہ آئیے۔ جب سب کچھ قرآن میں موجود ہے، تو ہم آپ سے کہتے ہیں کہ قرآنی نماز ذرا پڑھ کے دکھا دیجئے گا۔ اور ہمیں یہ بتائیے کہ قرآن پاک میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ہاتھ کس طرح اٹھائیں اور کیسے باندھیں۔ قرآن شریف میں یہ کہاں لکھا

Marfat.com

ہوا ہے کہ پہلے تم میری ثناء بیان کرو، پھر میری حمد بیان کرو، پھر کوئی سورۂ قرآنی پڑھو۔ اور یہ پڑھنے کے بعد پھر تم رکوع میں چلے جاؤ۔ (اس اینگل میں کہ پانی کا پیالہ اگر تمہاری پیٹھ پر ہو تو ہلے نہ) یہ بتائیے کہ اس طرح کا اینگل بنانا اور پھر اس میں سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم کہنا۔ اسی طرح سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ کہنا، یہ جتنے ارکان ہیں، آپ صرف اتنا ہی دکھا دیں کہ قرآن پاک میں کہاں لکھا ہوا ہے۔ اگر آپ بتا سکتے ہیں تو ہمارا یقین ہو جائے گا کہ قرآن شریف کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

دوسرا اس کے ساتھ زکوٰۃ ہے۔ آپ بتائیے کہ ڈھائی فیصد سونے چاندی کی جو زکوٰۃ دینی ہوتی ہے، اس کے علاوہ جو مال مویشی، روپیہ، جائیداد وغیرہ، اتنے جو بکھیڑے ہیں، ان پہ جو زکوٰۃ دینی ہوتی ہے، یہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہوا ہے؟ پھر زکوٰۃ کے حق دار اور ان کی درجہ بندی، یہ ساری تفصیلات۔ یا ایک شخص ہے، اس نے قرضہ لے رکھا ہے، وہ زکوٰۃ کیسے دے، کتنی دے؟ اگر وہ قرآن پاک میں یہ تفصیلات نہ دکھا سکیں، تو ان سے پوچھئے کہ آپ پھر یہ ظلم کیوں کرتے ہیں۔ یہ آپ کو کس نے بتایا ہے کہ اسلام کے اوپر یہ ظلم کریں۔

یہ میں بالکل چھوٹے چھوٹے سوال بتا دیتا ہوں، جو روزمرّہ

Marfat.com

پیش آتے ہیں۔ بلستے علامہ بننے کی ضرورت نہیں۔ یہ لوگ جب آپ سے ملیں گے اور آپ کو کہیں گے کہ جی، یہ اللہ تعالیٰ خود کہتا ہے کہ مجھ سے مانگو، میں تمھیں دوں گا، کسی غیر سے نہ مانگو۔

آپ کہیئے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی تشریح فرما دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ آپ کو اگر ایک تسمے کی بھی ضرورت ہو، وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ لیکن اگر اس حدیث کو یہیں ختم کر کے آگے بڑھیں گے تو آپ کے پلّے کچھ نہیں پڑے گا۔ پھر آگے بھی ایک حدیث آتی ہے۔ وہ کیا؟

فرماتے ہیں اللہ موطی انا قاسما "یعنی اللہ عطا کرنے والا ہے، میں اس کے خزانے کا بانٹنے والا ہوں۔" مانگو اس سے ۔ وسیلے دے کے مانگو، یعنی نبی کا یا ولی کا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں وسیلے کی کیا ضرورت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ خود موجود ہے۔

آپ کہیئے کہ اگر یہ بات تھی تو اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں یہ کیوں کہا " اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور اللہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈو!"

اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ نماز جو ہے یہی وسیلہ ہے، تو آپ کہیئے کہ یہ ایسی کوئی چیز نہیں۔ اگر یہی بات تھی تو سورۃ الحمد شریف جو نازل کی ہے، جس سے قرآن شروع ہوتا ہے۔ اس میں مختصر اصلی قرآن ہے،

Marfat.com

اور باقی کا قرآن اس کی تفسیر ہے۔ اس میں سات آیات ہیں۔ اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دُعا بھی ہے، حمد بھی ہے۔ جب شروعات کرتے ہیں، اور جب ختم کر چکتے ہیں، تو عرض کیا کرتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ

یعنی ہم تیری عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اقرار ہوگیا۔ اب عرض پیش کی، مضمون میں جو عرض سامنے آئی، وہ کیا ہے۔ عرض کی۔

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ؕ

یعنی ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔

بات کافی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا سیدھا راستہ، تو اس کی وضاحت کی کیا ضرورت تھی کہ:

صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ؕ

یعنی اُن لوگوں کے راستے پر جن پہ تُو نے انعام فرمایا۔

اور وہ کون لوگ ہیں؟ انبیاء ہیں، اولیاء ہیں اور اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ یعنی ان کے راستے پہ چلا اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ؕ کہنا کافی تھا۔ یعنی ہمیں سیدھے راستے پر چلا تو صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ؕ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس لئے آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو ڈھونڈیے کہ یہ لوگ کون ہیں، جن پہ انعام ہوا ہے۔ اولیاء ہیں، انبیاء ہیں، جو کچھ بھی ہیں ان کو ڈھونڈیں۔ ساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ:

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

یعنی نہ کہ اُن لوگوں کے راستے پر جن پہ تیرا غضب ڈالا ہوا ہے۔ اور جو گمراہی میں ہیں۔

پھر آپ کہتے ہیں 'امین۔ یعنی آپ اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایسا ہی ہو۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر اولیاء کرام اور انبیاء کرام کی فضیلت کی ضرورت نہ ہوتی اور صرف قرآن کافی ہوتا تو پھر یہاں ان کا ذکر کرنا ضروری نہ ہوتا۔ یعنی بس قرآن پڑھ لو۔

اب قرآن میں اوامر اور نہی، یعنی یہ کرو، یہ نہ کرو۔ پوری تفصیلات ہیں۔ لیکن آپ ان چیزوں کو کیوں طلب کرتے ہیں۔ ان کے پاس کیوں جانا پڑتا ہے؟

بات یہ ہے کہ اللہ کے جو پیارے ہیں، یہ قرآن کے ظاہر ہیں۔ اور قرآن کا جو باطن ہے، وہ نبیوں کے سینے میں رکھا گیا ہے۔ ان کے سینے میں مخفی ہے۔ اور نبی کا سینہ جو ہے، مرتبہ کے اندر عرش سے بہتر ہے۔ یہ بڑی مقدس چیز ہے، اور ایسی مقدس جگہ رکھی گئی ہے۔ تُو ادھر کیوں ڈھونڈتا ہے۔ یہ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہاں سے آگیا۔

Marfat.com

بس اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کافی تھا، یعنی ہمیں سیدھے راستے پہ چلا۔ وسیلہ کی ضرورت نہیں۔ تو اگر وسیلہ کی ضرورت نہیں، تو یہ ہماری انتہائی بے وقوفی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ابتداہی وسیلہ سے شروع کی ہے۔

اگر میاں بیوی آپس میں نکاح نہ ہوں تو تمہارا وجود کہاں سے آتا، پھر اگر ماں کا پیٹ نہ ہوتا تو تم نو مہینے رہتے کہاں؟ پھر تمہاری روزی کا وسیلہ بھی ماں باپ کو بنایا۔ جب تم پیدا ہوئے تو بے بس تھے۔ تمہیں دھویا، نہلایا گیا۔ مبارک، سلامت دُعائیں ہوئیں۔ تین چار سال تک پٹ پٹ کرتے ہوئے چلتے رہے ہو، اُنگلی پکڑ کے۔ پھر تم نے یہ سارے وسیلے کیوں اختیار کئے؟ اس لئے کہ شروع سے قدرت نے تمہیں دکھا دیا کہ جس میں تم آئے ہو، یہ عالم اسباب ہے۔ اس میں کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے تمہیں جدوجہد کرنی پڑے گی۔ اور میری رحمت و کرم تم پر ہوگا۔ اس کی برکت سے تمہارے کام ہوں گے۔

تو یہ تمہیں بتانا تھا کہ تین چار سال تک کی عمر تک تم بغیر سہارے وسیلے کے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ پھر آگے تمہیں ہر شعبہ میں بتایا گیا۔ اگر دنیاوی علم لینا ہے، تو اسکول جانا پڑتا ہے۔ وسیلہ ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ وہ سکھاتا ہے، سب کچھ کر سکتا ہے۔ دینی علم ہے تو عالم کے پاس

Marfat.com

جانا پڑتا ہے۔ اگر باطنی علم حاصل کرنا ہو تو مرشد کے پاس جانا پڑتا ہے۔ غرضیکہ جو علم بھی حاصل کرنا ہو، وہ بغیر وسیلے کے آپ کو قطعاً نہیں مل سکتا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وسیلے کی ضرورت ہی نہیں تو اس کا مطلب یہ کہنے کا ہے کہ لوگ حرامی پیدا ہو سکتے ہیں۔ ماں باپ کی ضرورت نہیں۔ وہ آسانی سے کہہ سکتے ہیں۔ جب ضرورت ہی نہیں اللہ کو، ساری قدرت موجود ہے، تو پھر ماں باپ کہاں سے بیچ میں آ گئے۔ اس طرح کاٹیں، ٹکڑے ٹکڑے، سوال جواب کر کے۔

مکمل انسان اگر کوئی ہے، تو وہ مکمل انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیسے؟ اس کا ثبوت کلام پاک میں ہے۔ اسوۂ حسنہ تمہاری پیروی کے لئے پیش کر دیا۔ جو بہترین اور مکمل نمونہ ہے۔ یعنی نبی کا نمونہ مکمل۔

یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، ازدواجی تعلقات سمیت اپنی حیاتِ مبارکہ کے تمام معاملات اُمت کے لئے بطورِ نمونہ ظاہر فرما دیئے۔

Marfat.com

حج اور حاجی

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

۷ مئی ۱۹۹۴ء

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

امابعد

عزیزانِ من

آج کل بڑی ریل پیل ہے، رونق لگی ہوئی ہے، کس چیز کی رونق؟ حاجیوں کی رونق۔ آج کل حج جو ہے، وہ نوّے فیصد یا اس سے زیادہ ایک چکر لگانے کی رسم، یا دوڑ لگانے کی رسم یا کنکریاں مارنے کی رسم کے ادا کرنے کی کہتے ہیں۔

مجھ سے کئی سال پہلے ایک صاحب نے سوال کیا کہ باباجی، یہ کیا بات ہے کہ آدمی حج کرنے سے پہلے اچھا بھلا ہوتا ہے، لیکن جب حج

Marfat.com

کر کے واپس آتا ہے تو بالکل شیطان بن جاتا ہے۔ یعنی اس کو حاجی کہنا حج کی توہین ہے۔ وہ پاجی ہو جاتا ہے۔ سوائے چند خوش قسمت لوگوں کے۔

مَیں نے کہا، عزیز من! نفس اور شیطان ساتھ جاتے ہیں۔ حاجی جب جہاز یا ہوائی جہاز پہ بیٹھتا ہے، تو شیطان اس جگہ موجود ہوتا ہے۔ وہ اپنے دوست کے انتظار میں ہوتا ہے۔ وہ بڑا خوش ہوتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا دوست کمائی کرنے گیا ہوا ہے اور مجھے ڈاکہ ڈالنے میں مزا آئے گا۔

میں نے اس سے کہا کہ جب دنیا والے کسی چیز کی اصلیت جاننا چاہتے ہیں، تو مختلف لیبارٹریز میں متعلقہ چیز کے نمونے بھیجتے ہیں اور اُن کی رپورٹ حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ مدینہ شریف بھی ایک لیبارٹری ہے۔ یہاں دُنیا بھر سے مسلمان آتے ہیں، اور یہاں ان کے ایمان کا ٹیسٹ کر کے ان کے ساتھ رپورٹ لگا دی جاتی ہے۔ مَیں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ زانی، بدکار، شرابی، رشوت خور اور وُہ جن کا سارا کاروبار ہی سُود پر چل رہا ہے، بہ الفاظِ دیگر ساری کمائی حرام کی ہے، وہ اِس سے حج کرتے ہیں، یعنی حرام میں سے حلال نکالتے ہیں۔

تو عزیزانِ من! حج تو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو ایک بڑی نعمت کے طور پر عطا کیا ہے، اِدھر وُہ حج کرتا ہے تو وُہ ایسا ہو جاتا ہے گویا

Marfat.com

ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور جب وُہ روضۂ اطہر پر حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں حاضری دیتا ہے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق اس کی شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہو جاتی ہے۔ لیکن اس میں ایک نکتے کی بات ہے کہ یہ سب کچھ تب ہے جب کمائی حلال کی ہو۔ دوسرا یہ کہ سارا حج انتہائی صدق و سچائی سے ہو۔

یاد رکھو کہ تمام اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے۔ ہر شخص جیسی وہ نیّت کرتا ہے اس کو پھل ملتا ہے۔ نیّت سے ہی عمل کا آغاز ہوتا ہے اور اسی کے مطابق عمل ہوتا ہے۔

جب یہاں سے جاتے وقت ایک شخص کے دل میں یہ نفسانی خواہش موجود ہو کہ حج کے بعد آ کر وہ شراب بھی اسی طرح پیئے گا اور اپنے اوقات بھی اسی طرح گزارے گا، تو پھر اسے حج کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو خدا کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

عزیزانِ من! ایک تو حجِ جسمانی ہے۔ جسم جو بھاڑے کا ٹٹّو ہے، جس کو آپ لے کر جاتے ہیں، وہ طواف کرتا ہے۔ لبّیکَ اللّٰھمّ لبّیک کہتا ہے۔ صَفَا و مَروہ میں سعی کرتا ہے، کنکریاں بھی مارتا ہے چھوٹے اور بڑے شیطان کو، لیکن درحقیقت خود مجسّم شیطان ہوتا ہے۔ اس کی کوئی صحیح معنوں میں نیّت نہیں ہوتی۔ نہ توبہ کی اور نہ اس بارے میں کہ مَیں حج

Marfat.com

سے آتے، ہی نیک بن جاؤں گا، بُرے کام نہیں کروں گا۔ تو میں نے کہا کہ جب وہ اس صورت میں واپس آتا ہے اور جو کچھ بھی تھوڑی بہت کمائی کر کے آیا ہوگا نیکی کی، تو جب وہ یہاں جہاز سے اُترتا ہے، تو اس کا دوست شیطان اپنی اولاد کے ساتھ کھڑا ہوا ہوتا ہے۔ بس اشارہ کرتا ہے کہ اپنے شکار کو پکڑ لو۔ چنانچہ ہر ایک بغل گیر ہوتا ہے اس سے اور مبارک باد دیتا ہے کہ شاباش شاباش، اور پھر وہ گمراہیوں کے اندھیرے میں بھٹکتا رہتا ہے۔

ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمت اللہ علیہ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا، کہاں سے آئے ہو۔ اس نے کہا کہ حج کر کے آیا ہوں۔ حضرت جنید رحمت اللہ علیہ نے فرمایا، کیا حج کر لیا؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا، جب تم اپنے مقام سے چلے تھے، یعنی اپنے وطن سے کوچ کیا تھا، تو کیا اپنے گناہوں سے بھی کوچ کر لیا تھا؟ وہ خاموش ہو گیا، پھر بولا نہیں۔ فرمایا پس تم نے پھر کوچ ہی نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ جب تم گھر سے چلے تھے اور ہر منزل پہ رات کو قیام کیا تھا، تو کیا تم نے راہِ حق یعنی طریقت کے مقام بھی طے کئے تھے کہ نہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا پھر تم نے کوئی منزل طے ہی نہیں کی۔

پھر فرمایا جب تم نے میقات سے احرام باندھا، کیا تم اپنی بشری صفات سے بھی جدا ہوئے تھے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا پس تم

Marfat.com

محرم بھی نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا، جب تم نے عرفات میں وقوف کیا تھا، تو مجاہدہ کے کشف میں وقوف ہوا تھا کہ نہیں؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا تمہیں عرفات کا وقوف بھی میسّر نہیں آیا۔

پھر فرمایا جب تم مزدلفہ میں اُترے اور تمہاری مُراد بھر آئی تھی، تو کیا تم نے اپنی تمام نفسانی مرادوں کو چھوڑ دیا تھا کہ نہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا پس تمہیں مزدلفہ کا نزول بھی حاصل نہ ہوا۔ پھر فرمایا جب تم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا، تو اس سر کی آنکھوں سے مقام تعظیم حق تعالیٰ کے جمال کے لطائف کو دیکھا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا، تو بس تمہیں طواف بھی حاصل نہ ہوا۔

پھر فرمایا، جب تم نے صفا و مَروہ کے درمیان سعی کی تھی، تو صفا کے مقام اور مروہ کے درجے کا ادراک کیا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا تو پس تم صفا و مَروہ نہیں گئے۔ پھر فرمایا، جب منیٰ میں آئے تھے، تو کیا تمہاری ہستیاں تم سے جدا ہو گئی تھیں؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا، ابھی تم منیٰ نہیں پہنچے ہو۔

پھر فرمایا، جب قربان گاہ میں تم نے قربانی کی تھی، تو کیا اپنی نفسانی خواہشات کی بھی قربانی کی تھی؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا، پس تم نے قربانی بھی نہیں دی۔ پھر فرمایا، جب تم نے پتھر مارے تھے، یعنی شیطان پر کنکریاں پھینکی تھیں، تو کیا اس وقت جو تمہارے ساتھ نفسانی تمنائیں تھیں

Marfat.com

ان سب کو بھی پھینکا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا ابھی تم نے پتھر بھی نہیں پھینکا، اور حج بھی نہیں کیا۔ لوٹ جاؤ، ان صفات کے ساتھ پھر حج کرو اور مقام ابراہیمؑ کو پہنچو۔

عزیزانِ من! اہلِ ظاہر کا حج اور ہے اور اہلِ باطن کا حج اور ہے۔ اہلِ ظاہر ان عمارات کو دیکھ کر اور ارکان کو ادا کرنے کے بعد سمجھتا ہے کہ حج ادا ہو گیا۔ مگر روحانی حج تو اولیائے کرام کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ یہ جب جاتے ہیں تو ان کی پذیرائی اس طرح ہوتی ہے کہ ملائکہ نور کے خوان ان پہ انڈیلتے ہیں۔ مرحبا مرحبا کہتے ہیں۔ فضائیں خوشبوؤں سے رچ بس جاتی ہیں۔ خانہ کعبہ بھی اشتیاق میں تڑپ رہا ہوتا ہے، کیونکہ دوست کا دوست آ رہا ہے دوست کے گھر۔ یاد رکھو، یہ بات کہنے کی نہیں کبھی کبھی کوئی بات زبان پہ آتی ہے تو لوٹ کے واپس جاتی نہیں۔ لہذا کہہ دیتا ہوں میری پکڑ نہ کرنا۔

انبیاء کرام علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج ادا کرتے ہیں پھر ملائکہ حج ادا کرتے ہیں۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ارواح مبارکہ حج ادا کرتی ہیں۔ اس کے بعد جتنے اولیاء کرام جو زندہ ہیں یا جو اس دنیا سے جا چکے ہیں، ان کی ارواح مبارکہ طواف کرتی ہیں اور حج ادا کرتی ہیں۔ اس کے بعد عام مخلوق کے حج کا آغاز ہوتا ہے۔

عزیزانِ من! جو اہلِ اللہ ہوتے ہیں، جو عشاق ہوتے ہیں، اکثر

Marfat.com

دیکھا گیا ہے کہ وہ وہاں پہنچے، اور ایک جذبے کا شکار ہو گئے اور شکار ہوتے ہی وصل کی حالت میں پہنچ گئے۔ وہ پھر دوبارہ اس دنیا میں لوٹ کر نہیں آئے۔

حضرت فضیل بن ایام رحمت اللہ علیہ، جن کا اسم گرامی ہمارے شجرہ شریف میں بھی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جوان کو حج کے دوران دیکھا جو سر کو جھکائے بالکل خاموش کھڑا تھا۔ تمام لوگ دعاؤں میں مشغول تھے۔ ہر طرف ایک شور و غوغا تھا۔ ہر شخص اپنے ارکان ادا کر رہا تھا، لیکن وہ چپ چاپ کھڑا تھا۔ میں نے اسے دیکھ کر کہا، اے نوجوان تو بھی کیوں دُعا اور خوشیوں میں مشغول نہیں ہو جاتا؟ وہ کہنے لگا کہ مجھ پر وحشت سی طاری ہے۔

یاد رکھو، منازل کے اندر ایک منزل آتی ہے جہاں استغراق گھیر لیتا ہے انسان کو۔ اسی طرح ایک مقام ہیبت بھی آتا ہے، ایک مقام حیرت بھی آتا ہے۔ اتنے مقامات ہیں۔ اور جو مجاہدہ وغیرہ کرتے ہیں، ان تمام مقامات کو پرواز کے ذریعہ طے کرتے ہیں۔ ان مقامات میں رہ کر ان مقامات کا مجاہدہ کر کے آگے نکل جاتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ یہ نوجوان یا تو ہیبت کی منزل میں تھا یا حیرت کی منزل میں یا کسی ایسی ہی دوسری منزل میں پہنچا ہوا تھا۔ اور پھر جب یہ صورت ہوتی ہے تو زبان گنگ ہو جاتی ہے اور آنکھ کھلی کی کھلی رہ جاتی ہے۔ دل دوست کے ذکر میں اس طرح

Marfat.com

تڑپتا ہے جس طرح مچھلی خشکی پہ تڑپتی ہے۔ وہ وصل کی لذت میں درد وکرب کو بھول جاتا ہے چونکہ وصل کی لذّت سے بڑھ کر کوئی لذّت نہیں۔ تو وہ کسی ایسی ہی منزل میں پہنچا ہوا تھا جہاں اس پہ وحشت طاری ہوگئی تھی، اور دعا وغیرہ کا جو وقت تھا وہ اس سے فوت ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ کہنے لگا کہ میرے لئے دعا کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ میں نے کہا، تم دُعا کرو، تاکہ اللہ تعالیٰ اس مجمع کی برکت سے تمہیں تمہاری مُراد تک پہنچادے۔

اب غور سے سُننا۔ عاشقوں کی باتیں جو ہیں، اس کی لذّت عاشقوں کو یاد رہتی ہے۔ اس کا لُطف عاشق کو ہی آتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس نے چاہا کہ ہاتھ اُٹھا کے دُعا کرے، لیکن اس کے اندر سے ایک نعرہ بلند ہوا اور اس نعرہ کے ساتھ ہی اس کی جان نکل گئی۔ یہ بھی حج کرنے گیا تھا۔

حضرت ذوالنّون مصری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَیں نے منیٰ میں ایک نوجوان کو دیکھا جو سکون کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جبکہ تمام لوگ اپنی اپنی قربانیوں میں مصروف تھے۔ میں نے اس پہ نگاہ رکھی کہ وہ کیا کرتا ہے اور وہ ہے کون۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ نوجوان کہنے لگا: بار خدایا، اس وقت تمام لوگ اپنی قربانیوں میں مصروف ہیں، لہٰذا میں بھی چاہتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو تیری بارگاہ میں قربان کر دوں۔ تو میری قربانی قبول کرنا۔ بس یہ کہا

Marfat.com

اور اپنی انگشتِ شہادت کے ساتھ اپنی گردن کے درمیان ایک اشارہ کیا اور گر پڑا۔ میں نے جب غور سے دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔ حق تعالیٰ اس پہ رحم فرمائے۔

تو اہل اللہ کے حج ایسے ہوتے ہیں۔ یاد رکھو، انسان نفس کے سامنے عاجز ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی پر رحم کرتے ہیں، کسی سے خوش ہو جاتے ہیں، کسی کا عمل قبول کر لیتے ہیں تو اس کو اپنے کسی دوست کے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ اور پھر جب اس سے زیادہ خوش ہو جاتے ہیں تو اس کے دل میں یہ جذبہ پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ اس مردِ حق کا ہاتھ پکڑ کر ان کے مشائخ کے سلسلے میں داخل ہو کر فیضانِ خداوندی حاصل کرے۔

عزیزانِ من! سب جاندار چیزیں جب مرتی ہیں تو انہیں مُردار کہا جاتا ہے۔ اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ جلد از جلد اس سے نجات حاصل کی جائے۔ کوئی بھنگی کی تلاش میں ہے، کوئی مزدور کی تلاش میں ہے کہ اس مردار کو لے جائے اور دُور جا کے پھینکے تاکہ اس کی بدبُو سے نجات ہو۔ لیکن ایک ایسا مُردہ ہے کہ جس کے مردار کو کوئی پھینکنا پسند نہیں کرتا۔ وہ نفس ہے۔ کیونکہ جب نفس مُردہ ہو جاتا ہے تو اس کا مردار جو ہے، اس کی خوشبو مشک اور کستوری سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور وہ انسان پارس ہو جاتا ہے۔ مگر یہ نفس اس وقت مرتا ہے جب اس پہ کسی نفس کش کی نگاہ پڑتی ہے۔ مولانا

Marfat.com

رومی علیہ رحمت نے کیا خوب فرمایا کہ ؎

ہیچ شے نہ کُشند نفس را جُز ظلِ پیر
دامن آں نفس کُش را دست گیر

یعنی کوئی چیز نفس کو مار نہیں سکتی سوائے مُرشد کے تصرّف کے، اسکے سایہ کے۔ تو اس نفس کش کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے۔

پھر فرمایا ؎

اے اخی چوں اولیاء را یافتی
فی الحقیقت، ہم خدا را یافتی

یعنی: اے میرے بھائی، جب تو نے اولیاء کو پالیا، تو سچی بات تو یہ ہے کہ تو نے خدا کو پالیا۔

تو عزیزان من! انسان کے سمجھ کی بات ہے۔ اگر سمجھ میں آجائے تو پھر وہ خود ہی لوگوں سے کہتا پھرے گا کہ ؎

نہ بھٹکو در بدر یارو، نہ چھوڑو آستانِ پیر
نہ رکھو غیر سے امید، یک در گیر و محکم گیر

یعنی: بس ایک در پکڑ لے، مگر مضبوطی سے پکڑ۔

تو عزیزان من! اگر کسی میں صرف شریعت ہی ہے تو وہ بھی گمراہ ہے، اور اگر کسی میں صرف طریقت ہے اور شریعت نہیں، تو وہ بھی گمراہ ہے۔ کیوں کہ جب اسے شریعت کے احکام ہی نہیں معلوم، تو وہ اللہ کی

Marfat.com

اطاعت کیا کرے گا۔ یہاں علم سے میری مراد یہ نہیں کہ ایک یا دو گدھے کتابوں سے لاد دیئے جائیں۔ یہاں مراد علم ظاہری سے ہے۔ یعنی فرض، واجب، سنّت، مستحب وغیرہ یہ سب جاننے چاہئیں۔

نفس انسان کو ناچ نچاتا ہے، اور اسطرح کے طرح طرح کے روپ میں اس کے سامنے آتا ہے۔ اگر کسی پہ اس کا بس نہیں چلتا تو وہ اہل اللہ ہیں۔ وہ اس کو مجاہدہ اور ذکر و فکر کی تلوار سے لمحہ بہ لمحہ وار کر کے اس کو زخمی اور ادھ موا کرتے ہیں۔

ایک درویش اپنے خدا کی یاد میں مشغول تھے۔ ان کے قریب سے مسلمانوں کی ایک جماعت گزری۔ آپ نے پوچھا، صاحبو، کہاں جاتے ہو؟ کہا ہم جہاد کے لئے جا رہے ہیں۔ اس درویش کے نفس نے کہا، میں بھی ان کے ساتھ جاؤں؟ آپ نے کہا، میں تمہیں خوب جانتا ہوں، تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ راستے کی محنت و مشقت میں تجھے کھانے کو بہت ملے گا، اور تو عبادت کرنے سے نپٹ جائے گا اور رات کو خوب آرام سے سویا کرے گا۔ نفس نے کہا، یہ نقصان کی بات نہیں۔ میں غازی بنوں گا۔ بزرگ بولے، تو دین کا دشمن ہے، تجھے غازی بننے سے کیا سروکار۔ سچ کہو، اس سے تیرا مطلب کیا ہے؟ نفس مجبور اور بے بس ہو گیا۔ جب دیکھا کہ یہاں کچھ بات بنتی نہیں تو خود سے کہا کہ سچ بات ہی کہہ ڈالو۔ چنانچہ کہنے لگا، میرا مطلب یہ ہے کہ میں شب و

Marfat.com

روز فقر و فاقہ کی محنت اٹھاتا ہوں، عشق و محبت اور ذکر و فکر کی تلوار سے دم بدم، ہر گھڑی مارا جاتا ہوں۔ کفّار کے مقابلہ میں ایک دفعہ شہید ہو کر میں ہمیشہ کے عذاب سے نجات تو پا جاؤں گا

اسی طرح ایک درویش نے دوسرے درویش کے پاس کچھ روپے روانہ کئے۔ دوسرے درویش نے کہلا بھیجا کہ جس چیز کو خدائے تعالے ناپسند کرے، اس کو دوستوں کے پاس بھیجنے کے کیا معنی۔ ایسی شے جسے خدا تعالیٰ دوست نہ رکھتا ہو، تم نے ایسی شے میرے پاس کیوں بھیجی۔ یہ کیا دوستی ہے ؟

عزیزانِ من ! دنیا اور دولت تمام خطاؤں کی جڑ ہیں۔ دنیا ایک فاحشہ ہے اور اہلِ دنیا اس کے بے غیرت شوہر۔ ایک دفعہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے دنیا یوں مخاطب ہو کر کہنے لگی : اے رسول اللہ، اگر ایک پسر کو ماروں تو دوسرا پسر مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے، اور اگر ایک بھائی کو ماروں تو دوسرا بھائی مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے۔ یا رسول اللہؑ، اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں نے ہزاروں شوہر مار ڈالے مگر ایک پر بھی میں نے ترس نہیں کھایا۔ مگر جو بھی مردِ حق تھا، اس نے نہ مجھے چاہا، نہ میری طرف دیکھا۔ جو کوئی مجھے چاہتا ہے، میں نفرت سے اسے دیکھتی ہوں۔ جو مجھے نہیں چاہتا، میں اسے چاہتی ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے : "دنیا ناپاک ہے، اس

Marfat.com

کے طالب کہتے ہیں"۔ البتہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کرم کرتا ہے اور کسی کو اپنے دوست کے پاس بھیجنا چاہتا ہے تو وہ یہ کمخواب کا لباس اور آرام کی زندگی اور سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ کیسی عجیب باتیں کہی ہیں مَیں نے۔ مگر یہ قصّے موجود ہیں۔ ان کو پڑھیں تو عبرت حاصل ہو۔ ایک بادشاہ کا وزیر تھا۔ جب وہ کسی درویش کے ہاں بیعت ہوا تو اس کے دل کی دنیا بدلنی شروع ہو گئی۔ اور ایک وقت آیا کہ اس نے بادشاہ کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ بادشاہ نے اسے بہت سمجھایا کہ تم ایسے لائق فائق ہو، مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ تمہیں آخر تکلیف کیا ہے؟ اِس نے کہا، بہت تکلیف ہے۔ مجھے ایک درد ہوتا ہے۔ وہ میرے دل میں ہوتا ہے اور وہ مجھے کوئی کام کرنے نہیں دیتا۔ اب مجھے اتنا اللہ نے دیا ہوا ہے، میں آرام سے کھا سکتا ہوں، مجھے اب کسی ملازمت کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے فارغ کر دیا۔ بادشاہ کو راز معلوم نہ تھا کہ یہ فقیری اختیار کر چکا ہے۔ بعد میں جب معلوم ہوا، تو ایک دن اسے بلایا، اور کہا، "اے میرے وزیر، تو نے میری نوکری چھوڑی اور درویشی اختیار کی، تو کیا فرق پایا، یعنی کیا کھویا اور کیا پایا؟ اس نے جواب دیا۔

مجھے پانچ چیزیں حاصل ہوئیں۔ پہلی تو یہ ہے کہ جب تو بیٹھا رہتا تھا تو میں تیرے روبرو کھڑا رہتا تھا، اور تو نے کبھی مجھے یہ نہیں کہا کہ

Marfat.com

تم بھی بیٹھ جاؤ۔ اور اب میں خُدا کے رُوبرُو چار رکعتوں میں دست لبستہ کھڑا ہوتا ہوں تو اس میں وہ مجھے دو مرتبہ بیٹھنے کو کہتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جب تو سو جاتا تھا تو میں تیری پاسبانی کرتا تھا۔ اب میں سوتا ہوں تو خدا تعالیٰ میری نگہبانی کرتا ہے۔ تیسرا یہ کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھے نہیں کھلاتا تھا۔ اور اب خدا تعالیٰ مجھے کھلا رہا ہے اور خود نہیں کھاتا۔ وہ ہر وقت مجھے بے حساب رزق روزی دیتا ہے۔ چوتھا یہ کہ اگر تو مر جاتا کسی وجہ سے، تو لوگ مجھ سے حساب لیتے اور معاملات کی تحقیق کرتے۔ خدا تعالیٰ حییّ القیوم ہے، اس لئے مجھے اب کسی غیر کا خوف نہیں۔ پانچواں یہ کہ مجھے تمہارے غیض وغضب اور عتاب کا ہمیشہ خوف رہتا تھا۔ اب یہ بات ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور اُن کی خطا اور قصور کو معاف کر دینے والا ہے''۔

عزیزانِ من! حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ظالمان دنیا کا مُنہ دیکھتا ہے اس کے دین کا تیسرا حصہ اس سے سلب ہو جاتا ہے۔ جو شخص اپنے مرشد سے نسبت صحیح رکھتا ہے، وہ جو بندہ (تلاش میں) ہوتا ہے اور اس کا دل تابندہ (یعنی روشن) ہوتا ہے۔ بات نسبت کی ہے، تعلق کی ہے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ جب مُرید کسی قابل ہونے لگتا ہے، تو وہ خدا بین ہونے کی بجائے خود بین ہو جاتا ہے۔ سورج کی طرف دیکھو، پورے جہان کو روشنی دیتا ہے اور اس کے اندر سے جو روشنی نکلتی ہے اسے دھوپ

Marfat.com

کہتے ہیں۔ وہ جب اسے اپنے اندر سے جدا کر دیتا ہے تو وہ جزبن جاتا ہے اور کل یعنی سورج کی روشنی میں کوئی کمی نہیں آتی۔ سورج دنیا والوں کو روشنی پہنچاتا ہے اور اس کی دھوپ طرح طرح کے فائدے پہنچاتی ہے۔ اتفاق سے اگر بادل کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا حائل ہو جاتا ہے تو اندھیرا سا چھا جاتا ہے۔ دھوپ کا وجود آناً فاناً ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی نسبت سورج سے ختم ہو گئی۔ جب تک سورج سے نسبت تھی تو دھوپ روشنی بھی دے رہی تھی اور فائدے بھی دے رہی تھی۔ اسی طرح مُرشد مثل سورج کے ہے اور مُرید مثل دھوپ کے ہے۔

جب مرید سے لغزش ہوتی ہے، اور جب وہ اپنے مرشد کو کمتر سمجھنے لگتا ہے اور اس کی آنکھ عیب بین ہو جاتی ہے، تو سمجھ لو کہ بادل حائل ہو جاتے ہیں۔ یہ گناہ کے بادل ہوتے ہیں، لغزش کے بادل ہوتے ہیں جو اسے کہیں کا نہیں چھوڑتے۔ چونکہ جب سورج سے دوبارہ نسبت قائم ہو تو دھوپ آئے گی، لہذا وہ مارا مارا بھٹکتا ہے۔

عزیزانِ من! جس نے اپنے شیخ کے ساتھ نسبت جوڑ لی اور اس طرح جوڑی کہ جس طرح حق ہے، تو پھر شیخ بھی اگر مردِ کامل ہے وہ اس کو اس جگہ پہنچائے گا جہاں اس کا حق ہے۔ اگر تم حق ادا کرتے ہو تو پھر یہ کیسے توقع کر سکتے ہو کہ تمہارا۔ شیخ جو تم سے بہت بلند ہے، تمہارا حق ادا نہیں کرے گا۔ چونکہ ان کا دامن ایک ایسی ہستی سے وابستہ ہے جس کے

Marfat.com

خزانے لامتناہی ہیں۔ کوئی کمی نہیں اور جس کی عطا کا کوئی وقت مقرر نہیں ہر وقت جاری وساری ہے، بارش ہو رہی ہے۔

عزیزانِ من! آپ نے دیکھا ہے جب گرمی زیادہ ہوتی ہے اور بارش ہوتی ہے، تو بادل کے جو ٹکڑے ہوتے ہیں وہ کتنے پیارے لگتے ہیں اس لئے کہ وہ بندے کے لئے رحمت ہوتے ہیں۔ اسی طرح مرشد کامل یا مرد کامل جب بیٹھا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی نگاہ اس کی طرف کرتا ہے اور اس کی رحمت کے بادل ہر وقت اس کے اوپر ہوتے ہیں، لہذا جو مُریدین، طالبین، حاضرین وسامعین ہوتے ہیں وہ سب اس بادل کے نیچے ہوتے ہیں، اور فیضان حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو نیکیوں کی دولت سے مالا مال کرے اور دنیا کے مسلمانوں پہ رحم فرمائے۔ وہ جہاں بھی ظلم و تشدّد میں ہوں، ان کو نجات دے۔ اور ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبّت عطا فرمائے۔ اور ان کے ناز پروردہ بندے جو ہیں، ان کے ناز اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ط

ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

5128

Marfat.com

5128

Marfat.com